سلسلہ ندوۃ المصنفین دہلی

(۱۱۹)

بیماری
اور اس کا
روحانی علاج

از

جناب ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب
ایم اے، پی ایچ ڈی (لندن) بیرسٹر ایٹ لا
سابق پروفیسر وصدر شعبۂ فلسفہ، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد
(رفیقِ اعزازی ندوۃ المصنفین)

ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

طبع اوّل ———— ایک ہزار

ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ مطابق جنوری ۱۹۷۲ء

قیمت مجلد ———— آٹھ روپے
قیمت غیر مجلد ———— سات روپے

مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس دہلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست عنوانات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

نہ کس می دہد نہ کس می دہاند
خدا می دہد و خدا می دہاند

پیش نظر صفحات میں حصولِ صحت، وحصولِ طمانیت وسکینت وجمعیت کے کچھ بنیادی اصول کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، اس تفصیل کی بنیاد تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وہ تعلیم ہے جو انہوں نے مخلوق تک پہنچائی ہے اور اس کو کسی عارف نے اپنے الفاظ میں اس طرح پیش کیا ہے۔

سیاحیِ دل کن کہ دیارے بہ ازیں نیست
دریادِ خدا باش کہ کارے بہ ازیں نیست

یعنی اپنے قلب ہی کی گہرائیوں میں ڈوبا رہ جو عرش اللہ العظیم قرار دیا گیا ہے، اس سے بہتر کوئی مقام نہیں اور حق تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو جا کہ اس سے بہتر کوئی کام نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان خلق سے بالکل کٹ جائے اور رہبانیت اختیار کرلے۔ نہیں، جیسا کہ وضاحت کی گئی ہے:

نمی گویم کہ زعالم جدا باش
بہر جائے کہ باشی باخدا باش

بندہ ہونے کی حیثیت سے ہمیں اپنے فرائض و واجبات کا ادا کرنا ضروری ہے اور اس کے لیے خلق سے تعلق کا رکھنا بھی ضروری ہے مگر یہ تعلق ہمیں خدا کی یاد سے غافل نہ کر دے، ہر کام میں حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے اور اسی سے یاد حق کا قلب میں قیام و قرار ہوتا ہے، اور اسی کی بدولت ہمیں طمانیت و جمعیت قلب نصیب ہوتی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ صحت جسمانی ہے۔

اب یہ ایک ناقابلِ انکار نفسیاتی اصول ہے کہ جب قلب پر سکینت کا نزول ہونے لگے تو پھر انسان کے اعصاب جسمانی میں بھی قوت محسوس ہونے لگتی ہے جو صحت جسمانی کے لیے بنیاد کا کام دیتی ہے اور جب وہ اس سکینت کو محسوس کرنے لگتا ہے تو حوادثِ زمانہ سے پریشان نہیں ہو جاتا اور حق تعالیٰ کو "نعم المولیٰ و نعم النصیر" پا کر ان کا پامردی و ہمت سے مقابلہ کرتا ہے اور بالآخر تمام حوادث پر غالب آتا ہے اور فوز و فلاح سے ہم کنار ہوتا ہے۔

اور جو شخص یادِ حق سے غافل ہوتا ہے اور ان کی معیت کا ادراک نہیں کرتا اور اپنی حول و قوت پر بھروسہ کرتا ہے۔ زندگی کی مشکلات سے بہت جلد مغلوب ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کے خلاف معمولی سا حادثہ بھی اس کو لرزہ بر اندام کر دیتا ہے ایسے ہی نامرد کے متعلق کہا گیا ہے :-

زبر بادِ چو کاہے گر بلرزی
اگر کوہی بکاہے می نیرزی

یعنی اگر تو کٹی ہوئی سوکھی گھاس پھوس کی طرح ہوا کے ہر جھونکے سے لرز اٹھے تو اگر تو بظاہر پہاڑ کے مانند بھی ہو تو تیری قدر و قیمت گھاس پھوس سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

قلب کی قوت ہی سے جسم میں قوت پیدا ہوتی ہے جس کا دوسرا نام صحت جسمانی ہے اور قلب کی قوت یاد حق و حضور حق ہی سے حاصل ہوتی ہے، یعنی اس مستحکم ادراک سے

کہ حق تعالیٰ اس کے لیے ہر حال میں کافی ہیں اور وہی اس کے پروردگار یا پالن ہار ہیں، ایسے شخص کا نعرہ یہ ہوتا ہے:

گر خیل و سپاہ حسبی اللہ
ور پشت پناہ ربی اللہ

یعنی اگر مجھے فوج و لشکر کی ضرورت ہو تو اس کے لیے بھی مجھے حق تعالیٰ کافی ہیں، اور اگر مجھے کسی معاون و مددگار کی ضرورت ہے تو اس کے انتظام کے لیے بھی میرا پروردگار کافی ہے۔

قلب کی اس حالت کا پیدا کرنا علم صحیح۔ پھر اس پر فکر و تدبر یا صوفیائے کرام کی اصطلاح میں مراقبہ ضروری ہے اور اس کے لیے حق تعالیٰ سے دعا، الحاح و تضرع ہی سے کام لینا پڑتا ہے۔ صحت جسمانی ثانوی چیز ہے۔ اہم و مقدم قلب کی سکینت طمانیت و جمعیت ہے جو حضور حق ہی سے نصیب ہو سکتی ہے۔

ان صفحات میں پہلے علم کی تصحیح کے لیے کچھ اصول و طریقے پیش کیے گئے ہیں اور ان پر ذہن کی قوت کو مرکوز کرنے کے لیے مراقبات کے عنوان سے ان اصول کی توضیح کی گئی ہے۔ یہ حصہ اول ہے اس کتاب کا۔ حصہ دوم میں شفا بالقرآن یا قرآن حکیم سے اور احادیث نبوی اور ائمہ امت کے ارشادات سے استفادہ کے طریق بتلائے گئے ہیں۔

خیر الناس من ینفع الناس" جو شخص کسی کو نفع پہنچائے اس کو خیر الناس کہا گیا ہے۔

اس رسالہ میں جو ادعیہ و اعمال درج کیے گئے ہیں ہم نے آخر کتاب میں عرض بھی کر دیا ہے کہ ان کی اجازت تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی ہے۔ اس رسالہ میں بعض اعمال کتاب الفوائد سے لیے گئے ہیں جو شیخ ابو العباس احمد بن عبد اللطیف شرجی حنفی رح کی تصنیف کی تصنیف ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ موصوف تجرید بخاری کے مرتب ہیں ان کے ذکر کردہ اعمال احادیث صحیحہ ہی سے ماخوذ ہیں یہ سب اسی ضمن میں آجاتے ہیں البتہ جو اعمال کہ القول الجمیل

سے لیے گئے ہیں ان کی اجازت مجھ کو حضرت محمد حسین قبلہ مرحوم سے حاصل ہے اور جو اعمال حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ سے منقول ہیں وہ بھی بیشتر القول الجمیل یا احادیث سے ماخوذ ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جب کتاب وسنت کے اعمال بلا اجازت قابلِ عمل ہیں تو مشائخ کبار کے اعمال وعزائم کا استعمال بھی بلا اجازت ممکن ہے، جیسا کہ ہم نے اوپر امام شافعی کا واقعہ ذکر کیا ہے، انھوں نے محض وجادت پر عمل کیا نہ کہ اجازت پر اور مستفید ہوئے۔ البتہ جس شیخ کے اعمال کا استعمال کیا جارہا ہو اس کے مرتبہ کا معلوم کرنا ضروری ہے اور طریقۂ مقررہ سے ان کی عزیمت عمل میں لائی جائے کیونکہ جب عازم اور معمول لہٗ یعنی عامل اور معمول یا مریض) رعایت آداب واحتیاط کو پیشِ نظر نہیں رکھتا تو کتاب وسنت کا اثر بھی ظاہر نہیں ہوتا۔

ان صفحات کے مطالعہ سے وہی شخص استفادہ کرسکتا ہے جو بقول اقبال محض آفاق ہی میں گم نہ ہوجائے بلکہ آفاق کو اپنے انفس میں سمولے اور خود ذاتِ حق میں محو ہوجائے اور پھر ان ہی کی ذات سے بقا پالے :-

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے — مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

میر ولی الدین

۵ جنوری ۱۹۷۲ء — کتبہ محمد نثار احمد شیر کوٹی

حصّہ اوّل

شفا فکر اور مراقبہ سے

بسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۵

باب ۱

صحت و مسرّت کے بنیادی اصول

رازِ حیات

یاربّ اِذا عرفتُ اَنتَ المعبُود　　اِنّی لَسجدتُ اَنتَ المسجُود
اِیّاکَ وَجدتُ فِی جمیعِ الاعیانِ　　یامَن اَنتَ الوجُود وَاَنتَ الموجُود

(درد)

جس طرح کہ ریاضیات میں ایک صداقت کا وجود ہوتا ہے اور موسیقی میں ہم آہنگی کا اور اگر یہاں خطا کا ظہور ہو تو اختلال ہی اختلال پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح کائنات میں بھی ایک صداقت مطلقہ کا وجود پایا جاتا ہے، اور یہ صداقت حق تعالیٰ کا وجود ہے۔ اس صداقت مطلقہ کے علم و عرفان، اسی کی یافت و شہود سے زندگی سے اختلال و انتشار، پریشانی و تفرقہ سب زائل ہو جاتے ہیں اور امن و سکون، جمعیت و طمانیت کا ظہور ہوتا ہے۔

آؤ آج کی صحبت میں ہم تمہیں زندگی کا وہ رازِ سربستہ بتلائیں جس کو جان کر تم اپنی زندگی سے ہر قسم کے مرض و الم، درد و غم، فکر و اندیشہ، تفرقہ و پریشانی کو دور کر سکو، اور ایک مسرور و شادماں، مطمئن و منشرح زندگی بسر کر سکو۔

زیں شہد یک انگشت رسانم بلبت　　　　از لذت اگر محو نگردی تف کُن!

سن لو، اس کا انکشاف اس طرح کیا جاتا ہے کہ کائنات میں وجود ہے تو حیاتِ واحد، قانونِ واحد، اور اصولِ واحد کا وجود ہے یہ حیاتِ واحد حیاتِ الٰہیہ ہے، قانونِ واحد قانونِ رحمت یا محبت ہے، اصولِ واحد اصولِ خیر ہے۔

(۱) حیاتِ واحد حق ہی تمام حیات کا مبدا و مرجع ہے۔ ہماری حیات حق تعالیٰ ہی سے ہے، حق تعالیٰ نہ صرف فطرت کی ساری حیات کا مبدا و سرچشمہ اور انسان کی ساری زندگی کا منبع و مخزن ہیں، بلکہ ان ہی سے ہمیں وہ ابدی زندگی ملتی ہے جس میں سرور کا وفور ہوتا ہے اور وہ خوف وحزن سے پاک ہوتی ہے۔ یہ زندگی اس خوش بخت کو نصیب ہوتی ہے جس کا تغذیہ روحانی غذا سے ہوتا ہے۔ اور جانتے ہو کہ یہ روحانی غذا کیا ہے؟ مادی چیزوں اور حسی زندگی سے صرف نظر کر کے حضور مع اللہ کے قیام کی کوشش ہے۔ حق تعالیٰ کی اطاعت میں زندگی کا بسر کرنا ہے! یہ افکار و خیالات کو حقیقی، دائمی و ابدی مبدا کی طرف رجوع کرنا ہے اور فنا پذیر، گریز پا، سریع الزوال چیزوں سے ان کو پھیر لینا ہے کہ کل شئ ماخلا اللہ باطل۔

جدائی مبادا مرا از خدا　　　　دگر ہرچہ پیش آید م شایدم

(محمود پہلوان)

زندگی کی مثال قوت کے ایک چشمے سے دی جا سکتی ہے جو اپنے مبدا یعنی حق تعالیٰ سے نکل رہا ہے اور ہمارے افکار و خیالات سے رنگین ہو کر یا تو حسن کمال، صحت، توافق وفور رزق وفرح و سرور کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے، یا قبح، اختلال، مرض، بیماری، عدم توافق قلت، آفت و مصیبت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ مثال بہمہ وجوہ کامل مثال تو نہیں، تاہم ہمارے مفہوم کو بڑی حد تک ادا کرنے کیلئے کافی ہے۔

مردم اندر حسرت فہم درست　　　　اینکہ می گویم بقدر فہم تست

قوت الٰہیہ کا یہ چشمہ خیر محض ہے، کیونکہ جس چیز کا صدور حق تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے وہ خیر محض ہوتی ہے۔ ہم اپنے افکار و خیالات سے اسی چشمۂ قوت کو ظہور کی مختلف صورتوں میں ڈھال لیتے ہیں، ایجابی خیالات یعنی حق تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن سے اس قوت کی جمیل صورتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ اور سلبی خیالات یعنی حق تعالیٰ سے سوءِ ظن سے قبیح صورتوں کا نمود ہوتا ہے۔ انا عند ظن عبدی بی کا قانون عمل کرتا ہے انسان کے ارادہ و اختیار کی آزادی کا تحفظ ضروری ہے ورنہ تخلقوا باخلاق اللہ کا حکم بے معنی قرار پائے گا! انسان بہت کچھ تجربہ ہی سے سیکھتا ہے۔ اگر ارادہ آزاد نہ ہو تو تجربہ سے سبق لینا بھی ممکن نہ ہوگا۔ اور لِنَبْلُوَنَّكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا کا اعلان قابل فہم نہ رہے گا۔ اس لیے ہم اپنے افکار و خیالات کا انتخاب کر کے خود اس امر کا تعین کرتے ہیں کہ ہماری زندگی میں ظہور کی کونسی صورتیں نمایاں ہونگی، ہم اس فکر کی عادت قائم کر سکتے ہیں۔ جو حق تعالیٰ کی فکر و رضا کے مطابق ہو۔ اس عادت کے قیام سے ہماری خارجی زندگی میں خیر و فلاح کا ظہور ہوتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ افکار و خیالات ہی سے مقاصد و غایات کا تعین ہوتا ہے اور مقاصد و غایات کردار، افعال و اعمال میں ظہور پذیر ہوتے ہیں، اب افعال ہی کی تکرار سے عادت قائم ہوتی ہے۔ عادتوں کی تنظیم و تربیت سے سیرت تشکیل پاتی ہے اور سیرت ہی ہماری قسمت کا تعین کرتی ہے۔ جیسی سیرت ویسی قسمت۔ لہٰذا جیسے خیالات ویسی کائنات: انا عند ظن عبدی بی! افکار و خیالات کی اس اہمیت کا جب تمہیں اندازہ ہوگا تو تم رومی معنوی کے ہم زبان ہو کر چیخ اٹھو گے۔

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ مابقی استخوان و ریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گلشنی در بود خارے تو ہمہ گلخنی

اسی لیے سب سے پہلے ہمیں اپنے افکار و خیالات کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے

یہ باطنی تغیر ہے جو ہمارے ارادہ کے دائرہ میں ہے اس تغیر ہی کا ضروری نتیجہ خارج کا تغیر ہے۔ جو براہ راست تو ہمارے اختیار میں نہیں، لیکن فکر کے تغیر کا لازمی نتیجہ ہے۔ محصل المقصود! اسی مفہوم کو صوفیانہ انداز میں یوں ادا کیا گیا ہے۔

بود دل در مثل آہن چو از تو یابد آں صیقل
شود نقش ہمہ در دے یکایک روشن و پیدا

صوفیا ۔ صافیہ کے ہاں علم کا آلہ قلب ہے، جب اس کا تصفیہ ہو جاتا ہے، علم کی تصحیح ہو جاتی ہے۔ تو کائنات خارجیہ کے متعلق نقطۂ نظر ہی بدل جاتا ہے۔ کشمکش جہان سے امان مل جاتی ہے۔ اور راحت کا نشان اپنے ہی زیر قدم مل جاتا ہے۔ اس خیال کو سحابی استرآبادی نے ایک مثال کے ذریعہ خوب سمجھایا ہے۔

کامل گوید جہاں تمام واہل است ۔۔۔ ناقص گوید کہ کوتہ است وسہل است
شطرنج ہمہ، عرصہ ہماں رخت ہماں ۔۔۔ این بردن و باختن زعلم و جہل است

(۲) قانون واحد "قانون محبت" ہے۔ کائنات کا یہ بنیادی قانون ہے، اس ہی پہ دوسرے تمام قوانین کا انحصار ہے۔ ساری کائنات پر قانون محبت کی حکمرانی ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ محبت زندگی ہے۔ اور نفرت موت ہے۔ ہم جس قدر قانون محبت کے مطابق اپنے خیالات وحالات زندگی کو ڈھالنے میں کامیاب ہوں گے۔ اسی قدر ہماری زندگی میں توافق، ہم آہنگی، حسن ومسرت کا بھی ظہور ہو گا۔

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور
نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور!

جو خیال یا فکر، عمل، یا احساس، لفظ یا فعل، قانون محبت کے مطابق نہیں وہ ہماری زندگی میں درد وغم بلا ومصیبت پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح ہر فکر، عمل، احساس لفظ یا فعل جو قانون محبت کے مطابق ہوتا ہے۔ ہماری زندگی میں فرح وسرور نظم و

ترتیب پیدا کرتا ہے، جو کچھ ہم بوتے ہیں وہی ہم کاٹتے بھی ہیں۔ ہماری زندگی ایسی کائنات میں بسر ہو رہی ہے۔ جس میں غیر متبدل و غیر متغیر قوانین کی حکمرانی ہے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً سے قرآن حکیم اس مفہوم کو ادا کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں مسرت و سکینت اسی وقت حاصل ہوگی جب ہم اپنی زندگی میں اپنے ہر قول و فعل و احساس جذبہ کو اس بنیادی قانون، قانون محبت کے مطابق بنالیں۔

محبت کے قانون کی پیروی یا اتباع کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہماری محبت خود غرضی پر مبنی ہو۔ یہ تو ہر شخص کر سکتا ہے لیکن!

آنہا کہ کام طلبند از شکر لباں
شک نیست عاشق اند ولے عاشق خود اند

قانون محبت کے اتباع کے معنی یہ ہیں کہ ہم میں خیر خواہی کے جذبات ہوں نہ کہ بدخواہی کے، ناراضی و نفرت کے جذبات و خیالات کے بجائے ہم صفح و عفو سے کام لیں، فاعفوا واصفحوا کی تعلیم الٰہی پر عمل کریں، انسان ہو کر انسان کے خلاف ہونا انسان ہونا نہیں ہے۔ انسان کا محض غلاف ہونا ہے۔ جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا تھا۔

آنکہ بینی خلاف آدم اند   نیست آدم غلاف آدم اند

قانون محبت کے اتباع کی تاکید کرتے وقت فطری جذبات محبت کا اسی حد تک خیال رکھا جا سکتا ہے جس حد تک کہ وہ بے غرضانہ ہوں اقربا و احبا سے محبت ایک چیز ہے، اور قانون محبت کے مطابق زندگی بسر کرنا دوسری چیز، محبت کے لفظ سے ہماری مراد "خیر خواہی" یا ارادہ خیر ہے۔ اسی کا کلی طور پر اظہار ہونا چاہیے۔ اور ہر شخص کے متعلق ہمارے قلب میں خیر خواہی کے خیالات ہونے چاہیے اس مفہوم کو شفقت و رحمت کے الفاظ سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ حدیث نبوی میں اسی طرف اشارہ ہے۔ من لا یرحم الناس لا یرحم اللہ (متفق علیہ) جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس

پر رحم نہیں کرتا ظاہر ہے کہ قلب کی یہ کیفیت انتقام کو برداشت نہیں کر سکتی، کیونکہ پہلا قدم لوگوں پر شفقت یا رحم ہی کا تو ہوتا ہے، کہ ہم ان کی غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کر دیں اور ان سے جو تکلیف پہونچی ہے اس کا بدلہ نہ لیں۔

اگر من ناجواں مردم بکردار
تو بر من چوں جواں مرداں گذر کن

ابتدا میں یہ کوئی آسان کام نہیں، لیکن مقام فوز و فلاح تک رسائی اسی مشکل راہ سے ہو سکتی ہے۔

گر بہر رفاہ خلق کوشی مردی
در جوش غضب گر نخروشی مردی
مردی نبود پوشش خفتاں در جنگ
عیبِ دگراں اگر بپوشی مردی

(متین اصفہانی)

اس راہ میں ہر کامیابی جو حاصل ہوتی ہے، ہر غم و غصہ جس پر قابو پایا جاتا ہے ہر اذیت و تکلیف جو معاف کر دی جاتی ہے، اور ہر نفرت و ناراضی کی بجائے رحم و شفقت کی جو پرورش کی جاتی ہے، وہ سب ہمیں اس زندگی کے قابل بناتی ہے، جو مسرت و سکینت کی زندگی ہوتی ہے، کسی عارف نے زندگی کی مثال اس ہوا دار گیند سے دی ہے جو مشت بازی کی مشق و مزاولت کے لیے استعمال کی جاتی ہے جب تم اس پر گھونسہ لگاتے ہو تو وہ پلٹ کر تمہاری طرف آتی ہے، اور جس قدر زور سے تم اس کو مارتے ہو، اسی قدر قوت و شدت سے وہ تمہاری طرف لوٹتی ہے اس پر مکا لگا کر تمہیں اپنی مدافعت کرنی پڑتی ہے کہ کہیں اس کی ضرب تم پر نہ پڑے لیکن جب تک تم اس پر ضرب لگاتے جاؤ وہ تمہارے چہرے کا رخ کرتی رہے گی اگر تم اس کو نہ بیٹو تو جامد و ساکن ہو جاتی ہے، اور تمہیں اس سے کوئی ضرر نہیں، پہونچ سکتا۔ بالکل یہی حال زندگی کا ہے، تمہیں یہاں صرف یہ کرنا ہے کہ تم اس پر مشت زنی ترک کر دو، اگر تم نے یہ کیا تو تمہارے حالات میں توافق یا ہم آہنگی

پیدا ہونے لگے گی۔ گو بظاہر ناموافق حالات زیادہ ہوتے نظر آئیں گے لیکن بالآخر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ خوب سمجھ لو کہ نظم و ترتیب خیر و جمال کائنات کی حقیقت ہیں۔ کیونکہ اس کا ظہور حق تعالیٰ ہی سے ہو رہا ہے، اور جب ہم قانون محبت کی خلاف ورزی نہ کر کے اختلال و بدنظمی پیدا کرنا چھوڑ دیں تو فطری طور پر نظم و ترتیب خیر و جمال کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ ہماری نظر میں زندگی کا حسن و خیر ہونا چاہیے نہ کہ صرف اس کا قبح و شر، اسی لیے نصیحت کی گئی ہے۔

کمال صدق و محبت بہیں نہ نقص گناہ

کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند

اگر تم چشمۂ آب میں کنکر پھینکنا موقوف کر دو تو بہت جلد پانی کی سطح میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی حال چشمۂ حیات کا بھی ہے۔ اگر تم اس میں عیب بینی، بدخواہی اور غصہ و نفرت کے پتھر پھینکنے سے احتراز کرنے لگو اور خیرخواہی محبت اور رفاہ خلق کے جذبات سے کام لینے لگو تو سکون و سرور خود بخود تمہارے قلب میں پیدا ہو گا۔ اور ساری زندگی پرسکون ہو جائے گی۔ امجد بغدادی نے ایسے ہی نیک بخت کے متعلق کہا تھا۔

چرخ و مہ و مہر در تمنائے تو اند   سرو و گل و لالہ در تماشائے تو اند

ارواح مقدسان علوی شب و روز   ابجد خوانان لوح سودائے تو اند

(۳) اصول واحد اصول خیر ہے۔ شر کے اصول کا وجود ہی نہیں پایا جاتا حق تعالیٰ خیر محض ہیں اور ان سے خیر ہی کا صدور ہوتا ہے۔

ہر چیز کہ آں نشان ہستی دارد

یا پرتوے اوست یا لوست ہمیں

تم کہہ سکتے ہو کہ شر ہے۔ لیکن یہ محض خیر کا سلبی یا منفی پہلو ہے۔ خیر ہی ایجابی

حقیقت، قوت، یا وجود ہے۔ زندگی خیر ہے، شر نہیں، یہ لامتناہی حکمت ورحمت کا ظہور ہے! جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے خیر ہی کے لیے ہو رہا ہے، الخیر فیما وقع!

ہر نقشے کہ پیش آید در و نقاش می بینم

نہ بیند چشم بد بیناں، مگر من فاش می بینم

اگر ہمیں خیر سے محبت ہو اور ہم قانون محبت پر عمل پیرا ہوں تو ہر چیز ہمارے خیر ہی کے لیے سرگرم عمل ہو جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اگر ہم صرف شر ہی کے وجود پر یقین رکھیں اور اس پر ایک قوت مانیں تو ہم پر اس کا تسلط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی اتنا ہی صحیح ہے کہ اگر ہم صرف خیر ہی کے وجود پر یقین رکھیں اور اسی کو واحد قوت مان لیں تو شر کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور ہمیں صرف خیر ہی سے سابقہ پڑتا ہے۔

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

آؤ ہم تمہیں صوفیائے صافیہ کا وہ گُر بتا دیں جس کو جان کر تمہیں زندگی بسر کرنے میں صرف خیر ہی سے سابقہ پڑتا ہے اور ہر جہت سے خیر ہی تمہارا استقبال کرنے لگتا ہے تمہارے شعور میں بس یہی چیز بس جائے کہ وجود خیر ہی کا ہے۔ وقوع صرف خیر ہی کا ہے، تمہیں اظہار بھی اسی حقیقت کا کرنا چاہیے کہ خیر ہی کا وقوع ہو رہا ہے، اس کے بعد تمہاری زندگی میں خیر ہی کا وقوع ہونے لگتا ہے۔ ہر روز ہر گھڑی اس خیال میں تمہاری زندگی بسر ہو کہ:

"زندگی خیر ہے اور صرف خیر ہی کا میری زندگی میں وقوع ہو رہا ہے۔ الخیر فیما وقع!

اے بند بعقل نیستی آگہ عشق — بر تر بود از عقل بسے درگہ عشق

گفتم بتو آنچہ گفتنم بود اکنون — خواہی رہ عقل رو خواہی رہ عشق (درد)

شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ نے اسی نکتہ کی اپنے شیخ طریقتؒ سے اس طرح سے روایت کی ہے۔

"شیخ ذکرہ اللہ بانچیری فرمود کہ طالب را باید کہ در ہر چیزے کہ بوے رسد از مکروہ و نا ملائم طبیعت از قہریات ازاں معنی خیر و لطف استشنا نماید، اگر فہم عن اللہ نصیب وے شدہ است بسیار ازاں معنی خواہد دریافت، و ایں باعث بر محبت الٰہی و انجذاب بجناب ربوبیت وے سبحانہ خواہد گشت، زیرا کہ محبت منعم جبلی است چوں ہمہ جا او را منعم دانست خصوصاً در مواضع و مواطن کہ معنی لطف و نعمت دراں مخفی و مستور است" (لکمات الحق)

اس ارشاد کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ ہر واقعہ کے وقوع کے بعد خواہ وہ مکروہ و نا ملائم ہی کیوں نہ ہو خیر و لطف ہی کی اس سے توقع کی جائے اور اس میں مشاہدہ حسن و احسان ہی کا کیا جائے، اس سے حق تعالیٰ کی محبت قلب میں پیدا ہوتی ہے اور جب قلب اس محبت کا تجلی گاہ بن جاتا ہے۔ تو یکانگی پیدا ہوتی ہے۔ اور انوار و اسرار کا پر تو قلب پر پڑنے لگتا ہے۔ اور فرح و سرور سے قلب کی فضا معمور ہو جاتی ہے۔ اسی لیے شاہ صاحب اس شخص کو "بیر و زنتر مردم" قرار دیتے ہیں جو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے۔ وہ ہر جگہ صرف حسن ہی کو دیکھتا ہے اور احسان ہی کا ادراک کرتا ہے۔

"ہر چہ بیند حسن بیند، ہر چہ یابد احسان داند، و ہر چہ نماید جمال و کمال نماید"

شاہ صاحب فرماتے ہیں: "اسی راہ سے پروردگار کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ سالک "عالم میں حق تعالیٰ کی جو بھی صفات و افعال و آثار کا مشاہدہ کرتا ہے اس میں حسن و احسان کو دیکھتا ہے۔ اور ان تمام کو خیر جانتا ہے۔ اور ان سے ذوق حاصل کرتا ہے۔ اس کا یہ عمل اس ایمان کا نتیجہ ہے کہ الذی احسن کل شئ خلقہ" (سورۃ السجدہ آیۃ) یعنی حق تعالیٰ نے جو چیز بنائی خوب بنائی، اور اسی لیے وہ خلق خدا سے محبت کرتا ہے۔ قانون محبت پر ہر قدم پر عمل کرتا ہے اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ:

با خلق خدا مزاج عاشق ۔۔۔ چوں شیر و شکر بود موافق

گویا اس یافت و شہود نے اس کے قلب میں خلق اللہ کی بھی محبت پیدا کر دی

ہے، جس کو زبان حدیث نے "عیال اللہ" سے بھی تعبیر کیا ہے۔ (الخلق عیال اللہ) اور انہیں بھائی قرار دیا ہے "ان العباد کلہم اخوۃ" واقعہ بھی یہی ہے کہ جب کسی کے دل پر حق تعالیٰ کی محبت غالب آجاتی ہے تو وہ خلق اللہ کو دوست رکھتا ہے، اس لیے کہ وہ اللہ ہی کی مخلوق ہے!

جب ہمیں زندگی کے راز پنہاں کی اس طرح معرفت حاصل ہو جاتی ہے کہ حیات واحد ہی کے سرچشمہ سے کائنات میں یہ سارا تنوع پیدا ہوا ہے۔ یہاں قانون محبت ہی کی حکمرانی ہے۔ اور ایک ہی اصول کی فرماں روائی، جو اصول خیر ہے اور ہم اپنا عمل اس قانون کے مطابق سنوار لیتے ہیں اور اصول خیر یا حق تعالیٰ کی محبت ہمارے قلوب کو روشن کر دیتی ہے۔ تو زندگی کا ثقل ہمیں محسوس نہیں ہوتا، سکینت و طمانیت لازم قلب ہو جاتی ہے۔ اور ہم اپنی زندگی کے فرائض کو مسرت و شادمانی کے ساتھ ادا کرنے لگتے ہیں۔ اور جو اس معرفت سے جاہل ہے اس کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

اے مولوی مدرسہ گفت و شنید | فکر تو بمشکلات ہر علم رسید
چشم تو گرفتار سپید است و سیاہ | میدید ہی کاش آنچہ می باید دید

(نسائم)

باب (۲)

مذہب اور صحت و مسرّت

علم چوں بر دل زنی یارے بود
علم چوں بر تن زنی مارے بود

(رومی)

امریکہ کے ہسپانوی نژاد فلسفی جارج سنٹیانا نے روحانیت کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی "روحانیت سے مراد نصب العین کے حضور میں زندگی بسر کرنا ہے۔"

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے دوسرے امریکی مفکر ڈیورنڈ ڈریک نے کہا تھا۔ "قلب وادارے کا وہ میلان جس کی وجہ سے انسان اعلیٰ چیزوں کی قدر کرتا، رفق وملائمت جمعیت وطمانیت کے ساتھ زندگی بسر کرتا اور حیات کے سطحی واقعات سے متاثر نہیں ہوتا ہے اپنی باطنی ماہیت کے لحاظ سے "روحانیت" کہلاتا ہے، اور جب یہ میلان خارجی صورتوں اور اداروں میں رونما ہوتا ہے۔ اور جماعتوں میں پھیل جاتا ہے تو ہم اس کو "مذہب (دین)" کہتے ہیں۔" (مسائل مذہب ص ۲۴۴)

اس طرح پر سمجھا جائے تو پھر مذہب کوئی پراسرار، غامض یا مخلمانہ شے نہیں رہتا بلکہ وہ ایک حاجت مند مدح کی جبلّی آواز بن جاتا ہے! اس کی بنیاد تو اس امر پر ہے کہ ہم اعلیٰ اقتدار کے دائرہ حکومت کو تسلیم کرتے ہیں اور ان اقدار سے ایک فطری و جبلّی ہمدردی رکھتے ہیں، ان کے آرزومند ہوتے ہیں، عالم سفلی کے لذائذ و رغائب ہی تک محدود ہو کر نہیں رہ جاتے، حیوانات کی طرح "کاہ و تخم" ہی کے ہضم میں منہمک نہیں ہو جاتے، اور چونکہ

مذہب ان اعلیٰ اقدار کو ہمیشہ ہماری نظروں کے سامنے رکھتا ہے۔ ہمارے قلب کو "باغ وبوستان وتماشائے لالہ زار" ہی میں ہمیشہ مصروف رہنے نہیں دیتا بلکہ دیدہ ودل کو ان کی طرف متوجہ رکھتا ہے اور انہیں فراموش ہونے نہیں دیتا' اس لیے مذہب انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ خوبصورت شے ہے۔

یہ نصب العین جس کے حضور میں زندگی بسر کرنا "روحانیت" ہے' اعلیٰ اقدار جن کی طرف ٹکٹکی باندھنا مذہبی زندگی بسر کرنا کہلاتا ہے۔ جانتے ہو ان کا مبداء کیا ہے؟ وہی جس کو افلاطون نے خیر مطلق (Idea of the good) سے تعبیر کیا تھا۔ اور ساری کائنات کا محبوب مطلق قرار دیا تھا!

خیر کی محبت ہر مخلوق میں فطری طور پر پائی جاتی ہے' ہر فرد کی فطرت میں' خمیر میں' ازل ہی سے موجود ہے' ہر دل کو اس کی طلب ہے' ہر آنکھ اسی کو ترستی ہے! کیا ہر شخص اپنا بھلا نہیں چاہتا؟ اس کے سوا وہ اور کیا چاہتا ہے؟ خیر ہی وہ مطلوب ہے جس کو پیش نظر رکھ کر بار ہا تم نے کہا ہے:

بچہ مشغول کنم دیدہ ودل راکہ مدام
دل ترا می طلبد و دیدہ ترا می خواہد!

اور بات یہ ہے کہ ہر شخص نے اپنے محبوب کو علیحدہ لباس میں ملبوس کر رکھا ہے' لیکن انواع ظہور کی کثرت کے باوجود' لباسوں کے تعدد فرق کے باوجود وہی ایک "نور" کون ومکان میں ظاہر ہے' ہر شخص اسی ایک محبوب یعنی خیر کا فریفتہ وگرویدہ نظر آتا ہے' علم وجہل کا تفاوت ہے اور یہ نہایت عظیم الشان تفاوت ہے' لیکن مقصود' مطلوب' محبوب صرف ایک ہے' ہر ذرہ اسی پری رو کا گرفتار اور ہر سر میں اسی کا سودا ہے! یہ بات سمجھ لینے کے بعد اس کا انکار ناممکن ہے!

لیلےٰ وموئے مشک بو ہر کس کہ دیدش مو بمو ۔۔۔ داند کہ زنجیر از چہ رو در گردن مجنوں بود

خیر مطلق (GooD) ہی کو افلاطون نے دوسرے الفاظ میں حق تعؒ (GoD) کہا ہے اس کے نظام فکر میں خیر، اور حق (GooD=GoD) ہم معنی ہیں! تمام ادیان وملل نے اسی حقیقت کو اپنے اپنے الفاظ میں تعبیر کیا ہے، خدا، یزدان، اللہ، ایشور، گاڈ، حق، اسی ایک مسمٰی کے یہ مختلف اسماء ہیں اسی ایک حقیقت کو اقدار کا مبداء تصور کیا گیا ہے، تمام اقدار کی کرنیں اسی ایک آفتاب سے پھوٹتی ہیں، یہی ذات ان کی قیوم و محافظ ہے۔ جرمن مفکر ہرالڈ ہفڈنگ کے الفاظ میں" ان اقدار کے قیوم و محافظ ماننے کا نام حق ہے" فطرت انسانی میں اس کی محبت ودیعت ہے! خیر کی محبت، اقدار سے شغف، حق تعالےٰ ہی کی ذات سے حب کا دوسرا نام ہے۔ اسی ذات، مبداء اقدار کو نصب العین قرار دے کر اس کی یاد، دھن، خیال و فکر میں زندگی بسر کرنا روحانیت ہے۔ دین ہے۔ ایمان ہے! اس شغل وعمل سے جب قدم ظل سے اصل کی طرف بڑھتا ہے، معاملہ گوش کا نہیں رہتا! آغوش کا ہو جاتا ہے۔ کیا خوب کہا کسی عارف نے!

چلکہ شکے تر از دستم اگر آں گیسو بچنگ افتد
دمد صبح از گریبانم، گر آں مہ درکنار آید!

اس نصب العین کے حضور میں زندگی بسر کرنے سے جو انقلاب زندگی میں ہوتا ہے اس کا کچھ حال میری زبانی سن لو!

(۱) تزکیۂ نفس: جب قبلۂ توجہ یہ نصب العین ہو جاتا ہے عقل کی للکار یہ

ہر کہ یکجا ہمہ جا و ہر کہ ہمہ جا ہیچ جا

قبلہ توجہ کی وحدت نصیب ہو جاتی ہے، رذائل اخلاق زائل ہونے لگتے ہیں۔ اور ان کی جگہ محاسن و محامد ظاہر ہونے لگتے ہیں، یہ کیسے ہوتا ہے؟ اس کی کچھ تفصیل ہے، انسان میں اصل جوہر فکر ہے،" اندیشہ" ہے، یہی ایک چیز اس کی حقیقت ہے۔ باقی اس میں جو کچھ ہے۔ مولانائے روم کے الفاظ میں" استخوان و ریشہ" ہے، بے قیمت ہے۔ فکر جس پر مرکوز

ہوتی ہے، اس سے متاثر بھی ہو جاتی ہے، اپنے ذہن کی فضا کو اس کی اثرات سے مملو کر لیتی ہے۔ یہ فضا گویا اسی رنگ سے رنگین ہو جاتی ہے۔ بقول شاعر:

دل کو خیال یار نے معمور کر دیا

ساغر کو رنگ بادہ نے پُر نور کر دیا!

ایک مشہور مثل ہے کہ برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے، فکر کا برتن جن خیالوں سے لبریز ہوتا ہے عمل میں اسی کا اظہار ہوتا ہے، بالفاظ دیگر افکار و خیالات عالم آثار میں عمل کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ فکر حقیقت ہے، عمل اس کا ظہور ہے، خیال اصل جوہر ہے، فعل اس کا ظل و پرتو ہے، اسی حقیقت کی یافت کے بعد رومی نے باواز بلند کہا تھا۔

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ　　　مابقی استخوان و ریشۂ

گر گل است اندیشۂ تو گلشنے　　　ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی!

خیر بقدر اپنے جب نظر جمتی ہے، ذہن مرکوز ہوتا ہے، یا تشبیہ کو ذرا بدل کر یوں کہو بیضۂ دل کی مرغ فکر جب پاسبانی کرنے لگتا ہے تو اس بیضۂ دل سے منقولہ مستی و شور و قہقہہ پیدا ہوتے ہیں، اگر گل پر ذہن مرکوز ہوتا ہے۔ مخالف خیال کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اور فضائے ذہن میں خار کا گزر نہیں ہونے پاتا تو قلب پھول کے سارے اثرات اپنے اندر پانے لگتا ہے۔ وہی سرور، وہی خوشبو، وہی رنگینی، وہی سکینت یا آرام جان انسان محسوس کرنے لگتا ہے، جو پھول میں فطرت نے ودیعت کیے ہیں۔ اس کے برخلاف اگر آپ خار ہی پر ٹکٹکی لگاتے بیٹھے ہیں، اور فکر کا میدان کانٹوں ہی سے بھرا ہوا ہے تو آپ کا قلب ان کی چبھن محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا، آگ کا ایندھن باطن میں سلگ پڑتا ہے، درد و غم، رنج و حزن، خوف و دہشت ان ہی کیفیات کا تو دوسرا نام ہے۔ یہ کیفیات قلبی جب افعال یا اعمال کے جامہ میں ظاہر ہوتے ہیں تو آفاق یا خارجی دنیا میں تہرکی مختلف

— شکلیں رونما ہوتی ہیں! ابتداء النفس سے ہوتی ہے، انتہا آفاق پر! نصب العین مرکزِ نظر اگر حق ہے، اقدار کا مرکز ہے۔ وہ کل ہے جس کی مختلف جہات وشئون ہی اقدار صفات عُلیہ، اسمائے کاملہ ہیں تو ظاہر ہے کہ کیفیات قلبیہ حسن ہیں، محمود ہیں، اچھی ہیں ملکات فاضلہ ہیں اور اعمال جو ان کیفیات وملکات کے مظاہر ہیں، تجلیات ہیں، سب کے سب اچھے ہیں اور خیر کہلاتے ہیں۔

اس اصول کی مزید وضاحت چاہتے ہو تو ہم اخلاقی فضائل ورذائل کی فہرست میں سے چند کا انتخاب کر کے یوں کہیں گے کہ اگر تمہیں سیرت سے نفرت کے جذبہ کو دور کرنا ہے تو محبت کے تصور کی پاسبانی کرو۔ خوف کو دور کرنا ہے تو ہمت وشجاعت کے مفہوم پر نظر جماؤ۔ اسی طرح خود غرضی یا "ایغویت" کے بجائے ایثار وبذلِ نفس کا خیال رکھو، غصہ کے بجائے عفو وحلم، بیماری کے بجائے صحت، کج خلقی کے بجائے خوش خلقی، شکوہ شکایت، جزع وفزع کے بجائے صبر وشکر پر قلب وذہن کی قوتوں کو مرکوز کرو، تمہارا معروض فکر، نصب العین جو ہوگا رفتہ رفتہ وہی تم بھی بن جاؤ گے۔ اسی اصول کی طرف جامی سامیؒ نے توجہ دلائی تھی؛

گر وردل تو گل گزرد گل باشی ور بلبل بے قرار بلبل باشی

تو جزوی وحق کل است گر روزے چند اندیشۂ کل کنی کل باشی

اور امریکہ کے بایۂ ناز مفکر وعالم نفسیات ولیم جیمس نے "نتابجیت" پسند الفاظ میں کھول کر کہہ دیا تھا، "زندگی کا ڈرامہ ذہنی ڈرامہ ہے، ساری مشکل ذہنی مشکل ہے" یعنی قلب وذہن ہی سے مشکل کا آغاز ہوتا ہے، یہاں اگر معاملہ درست ہو جائے اور راستہ صاف ہو جائے تو زندگی کی مشکلات پیدا ہونے نہیں پاتیں۔

اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر تمہیں کلید شادمانی کی تلاش ہے۔ تو یہ تمہیں کسی بازار میں نہیں ملے گی، باہر اس کی تلاش نہ کرو، باطن کا تغیر، اپنے اندر خاص صفات پیدا کر کے، فکر ونظر کو خاص طور پر تربیت دے کر، تم یہ کنجی حاصل کر سکتے

ہو۔ چنانچہ اس کا طریقہ یہ ہے۔

نکوئی در زو خرسندی، نکو بیں باش و نیکی کن

کہ درایں چار چیز آمد کلید شادمانی ہا!

یعنی اگر تم نے نیکی اختیار کی، ہر جگہ نیکی کی تلاش کی یعنی ہر شے کی اچھی جہت ہی پر نظر رکھی، اور اچھے خیالات ہی کو قلب میں جگہ دی اور دوسروں کے متعلق حسنِ ظن ہی سے کام لیا۔ اور ان کاموں میں انشراح و سرور محسوس کرنے لگے تو یہی شادماں زندگی کا راز ہے، اسی کو سعادت و مسرت کی زندگی کہتے ہیں۔

نصب العین کے حضور میں زندگی بسر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ تم رذائل پر نظر جمانے کے بجائے فضائل پر اپنی نظر جماؤ، ان پر ارادے کی پوری قوت مرکوز کرو، اور اپنے آئینہ باطن پر ان کا پورا نقش اتار لو۔ یہ مشق یا شغل زندگی کی ابتدائی منزل ہی میں شروع ہو جانا چاہیے، بچوں کی فطرت سادہ اور پاکیزہ ہوتی ہے، اور ان کی قوت تقلید و محاکات نہایت قوی! فضائل کے رنگ میں ان کی طبیعت کو رنگنا چاہیے، اور صبغۃ اللہ کا حسن ان میں پیدا کرنا چاہیے، بنیادی فضائل، رذائل، معروف و منکر ہر قوم و ملت کے نزدیک مسلمہ ہیں۔ فضائل پر نظر اور رذائل سے صرف نظر۔ یہ مشق ضروری ہے، اسی مشق سے اخلاق حمیدہ پیدا ہوتے ہیں، اور اخلاق ذمیمہ زائل ہوتے ہیں۔ اخلاق حمیدہ و ذمیمہ کی اصل کا جاننا ضروری ہے کسی علامہ نے حافظہ کی مدد کے لیے یوں نظم کیا ہے۔

اصل اخلاق ذمیمہ با حمیدہ بست داں	یاد گیر ایں را اگر ہستی تو ز مردان خدا
کبر و بخل و عُجب و حبِ مال و حرص اکل بطی	حب جاہ و شدت غضب و حسد و کینہ و ریا
صبر و شکر و زہد و اخلاص و خشوع و حسن ظن	معتدل خوف و رجا ندم و محبت و رضا

اس نظم میں رذائل کی فہرست میں کذب و غیبت چھوٹ گئے ہیں، مندرجہ ذیل رباعی ان تمام رذائل پر حاوی ہے:۔

خواہی کہ شود دلِ تو چوں آئینہ — دہ چیز برون کن از درونِ سینہ
حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت — کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ

ان اوصافِ ذمیمہ کو صحن قلب سے جڑ پیڑ سے اکھاڑ دینا ہے، اس کا طریقہ، اوصاف حمیدہ کو نصب العین بنا کر ان کے حضور میں زندگی بسر کرنا ہے! ظلمت کا مقابلہ نور سے کیا جانا چاہیے۔ شر کا مقابلہ خیر سے! ظلمت کا مقابلہ ظلمت سے کرنا "ظلماتٌ فوقَ ظلمات" کا مصداق ہے! جب ان رذائل کی جڑیں قلب سے اکھڑ جاتی ہیں۔ تو پھر ان کی شاخیں جو اعمال ناشائستہ و افعالِ رذیلہ ہیں، اپنا سر نکال ہی نہیں سکتیں، اسی انجام کو علمائے اخلاق، تہذیب اخلاق، و تزکیہ نفس سے تعبیر کرتے ہیں،

(۴) شادیِ جاوید: تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تہذیب اخلاق کا نتیجہ جانتے ہو کیا ہے؟ مسرت یا شادیِ جاوید! سقراط، افلاطون، ارسطو، اور تمام علمائے اخلاق نے نیکی اور مسرت کو توام قرار دیا ہے نیکی، تقویٰ، حسن اخلاق، شائستہ اعمال، پاک سیرت، ہم معنی مفہوم ہیں ان کا ضروری اور کلی نتیجہ و معلول مسرت و شادمانی، انشراح و سرور ہے اور ایک مثالوں سے علت و معلول کا یہ ضروری ربط تمہاری سمجھ میں آسکتا ہے۔ فرض کرو کہ تم میں حسد کا جذبہ ہے، یعنی غیر کی نعمت سے تمہیں رنج ہوتا ہے، گھٹن ہوتی ہے، جلن ہوتی ہے اس کے زوال کی تمنا کرتے ہو! غیر کی راحت تمہاری جراحت کا سامان پیدا کرتی ہے۔

راحت طلبی ہمہ جراحت یابی!

تم حیران ہو کہ ایسا کیوں ہوتا ہے، اپنے غم کو دور کرنا چاہتے ہو اور غم دور نہیں ہوتا کیونکہ غیر کی نعمت کے زوال پر تم قادر نہیں لیکن تم کو خود اپنے نفس پر اختیار دیا گیا ہے۔ اس اختیار کو استعمال کرو، ہمت سے کام لو، حسد کی عادت کو دور کرو، اگر تمہارے دوست کو کسی نعمت سے سرفراز کیا گیا ہے تو تم بھی خوش ہو، اس خوشی کا انعکاس اپنے قلب کے آئینہ پر پوری صفائی کے ساتھ پڑنے دو، تھوڑی سی کوشش سے یہ ہو سکتا ہے ہمت

کے ذرا سے استعمال کی ضرورت ہے، محبت اور رضا بالعطا پر تھوڑا سا تفکر اس کے لیے کافی ہے! پھر تم دیکھو گے کہ حسد کی آگ جو تمہارے اعصاب کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر رہی تھی بالکل بجھ جائے گی اور تمہیں "عذاب حریق" سے نجات مل جائے گی!

اسی طرح غصہ کے ذمیمہ پر غور کرو! فرض کرو کہ تم غضب باطل کے جذبہ کا شکار ہو، تھوڑی سی بات پر تم کو غصہ آجاتا ہے! تمہارا دماغ سیاہ دخانات سے بھر جاتا ہے! اب خارجی دنیا میں ہر چیز ایک شریف آدمی کی طبیعت کے موافق تو نہیں ہوا کرتی، اگر ہر ٹیڑھی چیز تمہارے غصہ کو بھڑکایا کرے اور تمہارے دماغ کو دھوئیں سے بھر دے اور یہاں سے خوفناک آوازیں اور جانسوز چنگاریاں نکلنے لگیں، تمہارے خون میں زہر پیدا ہو جائے اور نورِ عقل تاریک ہو جائے جس کے نتیجہ کے طور پر نیک و بد کی تمہیں تمیز نہ رہے۔ دوستی و محبت کے پاک رشتے، قرابت و رحم کے مقدس تار تمہاری ایک ہی ضرب میں پاش پاش ہو جائیں، تو بتاؤ تم جیسے پاگل اور دیوانے کا کوئی دوست ہو سکتا ہے؟ تمہاری قسمت میں سوائے سوزش و تپش کے کوئی اور چیز ہو سکتی ہے مسرت و طمانیت و جمعیت خاطر سے کوئی حصہ تمہیں مل سکتا ہے؟ ان اقدار سے تمہیں کس چیز نے محروم کر رکھا ہے؟ خارج کی کسی چیز نے نہیں! تمہارے ہی باطن کی بیماری، یعنی غصہ نے جب تک تم اس روگ کو دور نہ کرو گے مسیحا کا کوئی نسخہ بھی تمہیں اچھا نہیں کر سکتا اور تم اچھے ہو نہیں سکتے! تمہیں مسیحا کی تلاش کی ضرورت بھی نہیں، غصہ چھوڑ دو، حلم و عفو کو پیش نظر رکھو، ان پر فکر کی قوتوں کو مرکوز کرو، ان پر ٹکٹکی لگا دو، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ان کا مراقبہ کرتے رہو، غضب باطل کا شعلہ بجھ جائے گا، اور تمہیں مسلسل عذاب سے نجات مل جائے گی اور تم "الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" کے زمرے میں شامل ہو جاؤ گے، راحت و آرامِ جان تمہارا انعام ہو گا۔

اسی طرح تمام رذائل پر ایک ایک کر کے غور کرو، ان کا تمہاری سیرت میں پایا جانا

ایسا ہی ہے جیسا کہ تمہارے سارے کپڑوں میں زہریلے کیڑے بھرے ہوئے ہیں، جو تمہیں مسلسل کاٹ رہے ہیں۔ اور ایک لحظہ کے لیے تمہیں چین نہیں لینے دیتے یا تشبیہ کو بدل کر یوں کہو کہ تمہارا لباس سخت متعفن نجاست سے بھرا ہوا ہے۔ جس کی بدبو سے تمہیں ایک آن کے لیے نجات نہیں! تمہارے لیے نجات کی راہ اس لباس ہی کو بدل دینا ہے یا اس کو بالکل دھو دینا، ابتدا ہی سے تمہاری زبردست آرزو، خواہش، دعا یہ ہونی چاہیے!

اَللّٰھُمَّ اغسل خطایای بماء	اے اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولے
الثلج والبردِ ونَقِّ قلبی	کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو گناہوں
مِنَ الخطایا کما یُنقّی	سے ایسا پاک کر دے جیسا کہ سفید کپڑا
الثوبُ الابیضُ من الدنس	میل سے پاک کیا جاتا ہے اور مجھ میں اور
وباعد بینی وبین خطایای	میرے گناہوں کے درمیان ایسا فاصلہ
کما باعدت بین المشرق	کر دے جیسا کہ مشرق کے درمیان تو نے
وَالمغرب اللھم اٰتِ نفسی	فاصلہ رکھا ہے۔ اے اللہ میرے نفس کو اس
تقوٰھا وزکّھا انتَ	کی پرہیزگاری عطا کر اور اسے پاک
خیر من زکّٰھا اَنتَ	کر دے تو ہی اس کا سب سے بہتر پاک
ولیُّھا وَ مولٰھا۔	کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا مالک
	و آقا ہے۔

نصب العین کے حضور میں زندگی بسر کرنا ابتدائً یہی ہے کہ فضائل، صفات حمیدہ، رذائل، صفات ذمیمہ کی جگہ پیدا ہو جائیں دعا سے، آرزو و خواہش سے، فکر و مراقبہ سے، مجاہدہ و ریاضت سے، طلب و کوشش سے جہاں یہ انقلاب ہوا کہ مسرت کا چشمۂ حیات قلب کی گہرائیوں سے ابل پڑا، اور شادیٔ جاوید نصیب ہوئی

گلشنے کز گل دمد گردد تباہ　　گلشنے کز دل دمد وافرحتا

(۳) تخلیہ سر: نصب العین کے حضور میں زندگی بسر کرنے سے بالآخر قلب کی وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو ہم نے "تخلیۂ سر" سے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے، تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب میں لگے رہنے سے یہ بات وجداناً سمجھ میں آجاتی ہے، حق الیقین ہوجاتا ہے کہ سنۃ اللہ اسی طرح سے جاری ہے اور حکیم مطلق کی حکمت بالغہ کا اقتضاء یہی ہے کہ جس قدر انسان تقیدات اجسام میں گرفتار رہتا ہے، یعنی جس قدر اسباب ظاہری و دنیوی میں مقید ہوتا ہے، اور مادیات محسوسہ کی طرف متوجہ رہتا ہے، اسی قدر آفات و آلام، پریشانی باطن، تردد خاطر، اضطرار نفس، اور غفلتِ قلب لاحق ہوتے ہیں اور جس قدر زیادہ اس کو پرورش تن میں انہماک ہوتا ہے یعنی جس قدر وہ تن پروری و ظاہر آرائی میں مشغول و مصروف رہتا ہے اسی تناسب سے نفس ناطقہ (حقیقت قلب) کے احوال خراب ہوتے جاتے ہیں اور قوائے روحیہ میں ضعف پیدا ہوجاتا ہے، روحانیت وصفائی قلب میں کمی ہوجاتی ہے اور کدورت و ظلمت بڑھتی جاتی ہے، اور لازماً سکینت و جمعیت خاطر مفقود ہوتی جاتی ہے، اسی سنۃ اللہ اور حکمت بالغہ کو سمجھ کر نصب العین کے حضور میں زندگی بسر کرنے والوں نے نفس کشی اور ریاضات و مجاہدات کو شرائط سلوک میں سے شمار کیا ہے، اور ترکِ دنیائے مذموم انقطاع از گرفتاری ماسویٰ کو لوازم طریقت قرار دیا ہے، نفس کشی، ریاضت و مجاہدہ کا مفہوم اوپر ہم نے جدید اصطلاحات و حدود میں واضح کردیا ہے۔ جو صفات ذمیمہ کو صفات حمیدہ میں بدلنا ہے، ترک دنیا ہی "سفر در وطن" ہے طبیعت بشری میں سفر کرنا ہے، صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال ہے، ماسوا سے انقطاع، ان ہی نصب العین کو ہر وقت پیش نظر رکھنا ہے کہ نظر و قدم نہ ڈگے بظاہر باخلق ہو، بباطن باحق سبحانہ جو اس کا نصب العین ہیں۔

اس قانونِ الٰہی یا سنۃ اللہ کو کسی حکیم نے دو شعروں میں ادا کیا ہے۔

گر در رہ تن روی مہیا نارست! | ور در رہِ دل روی بہشتت داراست
ور در رہ جاں روی اے جاں بدہی | قصہ چہ کنم حاصلت دیدار است

"سکینت وجمعیت تامہ اور جنت معجلہ فی الحیاۃ الدنیا" ان ہی کو ملتی ہے جو بقدرِ ضرورت ماکول ومشروب پر قناعت کرکے اپنی ساری ہمت نسبت باطن کی تقویت پر صرف کرتے ہیں، یعنی نصب العین پر نظر رکھتے ہیں، یا صوفیہ صافیہ کے الفاظ میں شہود وحضورِ ذات حق میں علی الدوام رہتے ہیں۔ اعتباراتِ کونیہ سے صرفِ نظر کرتے ہیں اور ان کا باطن اس حالتِ جذبہ وکشیدگی دائمی الی اللہ علی النہج "مجہول الکیفیت" سے مسرور ومتلذذ رہتا ہے یا بالفاظ دیگر ان کا قلب ماسوی اللہ کی گرفتاری سے خلاصی حاصل کرلیتا ہے خطرات وتعلقات ماسوی سے خالی ہوجاتا ہے۔ اس کو ذاتِ حق سے توسل تام حاصل ہوجاتا ہے۔ اور مافی الکون سے انقطاع نصیب ہوجاتا ہے۔ یعنی ان کی قوت مدرکہ کے لیے، بجز ایک معلوم کے جو حق سبحانہ تعالیٰ ہیں، دوسرا معلوم نہیں رہتا، لطیفہ مدرکہ کی کامل تجرید وتلخیص ہوجاتی ہے! صوفیہ کی اصطلاح میں فنائے مطلق اسی کو کہتے ہیں ؎

تو درا فگن خویش را قسم تو ز دوست | خواہ ماتم باش خواہی سوز باش
غیر حق ہر ذرہ کاں مقصود تست | تیغ لا برکش کہ آں معبود تست
جز یکے در ہر دو عالم نیست کس | بس نشاید داشتن دیگر ہوس

اس کیفیت کا حصول اصطلاحی زبان میں "تخلیہ سر" کہلاتا ہے، اس حالت میں جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا انسان کی قوت دراکہ غیر حق کے اندیشہ وفکر سے نجات پالیتی ہے اور بالکلیہ گرفتار حق ہوجاتی ہے اس کی مثال اس پیاسے کی سی ہوتی ہے جس کی ہمت کا منتہا سوائے پانی کے کچھ اور نہیں ہوتا! یہ حالت عشق ومحبت کی قوت کے بغیر جس کو "جاذبہ الٰہیہ" کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی!

اس پر مزید گفتگو درست نہیں، یہ "راہ گفتگو" نہیں "راہ جستجو" ہے۔ ع

ایں قدر گفتیم باقی فکر کن

(۳)

باب (۳)

صحت کاملہ کا قیام و قرار

قبائے زندگی چاک تا کے ؟ چو موراں آشیاں در خاک تا کے ؟
بہ پرواز آو شاہینی بیاموز تلاش دانہ در خاشاک تا کے !!

(اقبال)

انسان کے لیے صحت ایک ذاتی، اصلی، جبلی، خلقی، لاینفک شے ہے۔ صحت مند رہنا ایسا ہی فطری ہے، جیسا کہ سانس لینا، ہم صحت کو ہمیشہ قائم و برقرار رکھ سکتے ہیں لیکن یہ فکر وسعی سے ممکن نہیں، بلکہ محض اس صورت سے ممکن ہے کہ ہم اپنے قلب کا تعلق یا ربط مبداء حیات و صحت سے قائم کرلیں اور اس کی یاد میں راحت و آرام محسوس کریں۔

ابتدائی زمانہ میں یہ ممکن ہے کہ ہم مرض و درد کو اپنی قوت ارادی کے استعمال سے اپنے جسم سے یہ کہہ کر دفع کردیں کہ "میں اچھا ہوسکتا ہوں اور میں اچھا ہوکر رہوں گا"۔ بجائے مرض و درد کے آگے بے بسی اور بے کسی کے عالم میں تسلیم خم کر دینے کے ہم اپنی قوت ارادی کو استعمال کرتے ہیں، اور بیماری سے نجات حاصل کرتے ہیں اور قاآنی کی طرح اپنے جسم و دل کو بیماری کے حوالہ نہیں کر دیتے کہ ان کو وہ اپنا نشیمن بنائیں، اپنی کش مکش کا مرکز قرار دے لیں:

آں می بردش از چپ، وایں می کشد از راست
مسکین و محکم ماندہ دراں کشمکش اندر!

قوت ارادی کا یہ استعمال صحیح سمت کی طرف اقدام ہے۔ مردانِ کار کی اس ابتدائی

پر عمل ہے کہ ؎

خود جہانِ خویش را تقدیر باش (اقبال)

کچھ عرصہ بعد ہم میں اپنی ذات پر اور زیادہ اعتماد پیدا ہو سکتا ہے اور ہم بہ آواز بلند کہہ سکتے ہیں کہ "صحت میں خود ہوں" یہ بھی صحیح جانب ایک قدم ہے۔ گو یہ ممکن ہے کہ ہمارا تحت شعوری نفس اس دعوے کو برداشت نہ کرے، اور ہم علمائے نفسیات کی زبان میں "ایعازِ معکوس" (REVERSED SUGGESTION) کے اثرات سے اور زیادہ تکلیف میں مبتلا ہو جائیں۔

صحت کے حاصل کرنے اور اس کو قائم رکھنے کے یہ سارے طریقے جنکے متعلق عہد حاضر میں کافی چرچا ہو رہا ہے کچھ عرصہ کے لیے تو مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ لیکن بہت جلد ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ ان سے مقصود کا حصول ممکن نہیں اور اگر ہم میں طلب کا صحیح جاذبہ موجود ہو تو ہم صداقت کی تلاش اور زیادہ ہمت و انہماک کے ساتھ کرنے لگتے ہیں اور اپنے پست ہمت نفس کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

تو راہ نرفتہ ازاں نہ نمودند ورنہ کہ زد ایں در کہ برو نگشودند

تلاش و تحقیق کی راہ دشوار گزار طے کرنے کے بعد ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سعی و کوشش، جد و جہد اور قوت ارادی کی ہمیں زیادہ ضرورت بھی نہیں تھی۔ ہماری قوتِ ارادی اور زندگی کے متعلق ایجابی پہلو کے قوی ہو جانے کے بعد جس چیز کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے وہ فراست یا حکمت ہے۔ اب ہمیں ضرورت اس امر کی ہے کہ قلب کو تفرقہ انداز خواطر سے خالی کر کے مبدأ حیات و قوت سے اس کا ربط قوی کریں اور اس حیات و قوت و صحت الہیہ کو، جو ہمارے باطن میں مستور ہے، اپنے ظہور کا موقع دیں:

جاں بجاناں دہ وگرنہ از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش اے جاں ایں نکو یا آں نکو

یہ تو ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حیات الہیہ، جس کا ہمارے جسموں سے ظہور ہو رہا ہے، اپنی حقیقت کے لحاظ سے کامل و مکمل ہے۔ ہر اس چیز کی طرح جس کا ظہور حق تعالےٰ سے ہوتا ہے، ہماری زندگی بھی ایک الٰہی نظام کا مظہر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہماری محدود و متناہی عقل کمالِ باری تعالےٰ کا تصور نہیں کر سکتی اس لئے کہ وہ قیاس و گمان و وہم سے ماوراء ہے، تاہم نظام الہی کا ایک ذہنی تعلق اس طرح قائم کیا جا سکتا ہے کہ ہم ایک ایسی حالت کا تصور کریں، جو تمام انسانی خلل و فساد سے منزہ ہو، یعنی ہم اپنے ذہن میں ایک ایسے شخص کا تصور قائم کر سکتے ہیں جو کامل طور پر صحت مند، تندرست، نوجوان و حسین ہو، اپنی ساری کوشش کے باوجود ہمیں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہمارا یہ تصور بہر حال ناقص ہی ہے لیکن اس کوشش نے ہمارے خیالات کو ایک اعلیٰ و برتر مقام تک تو ضرور پہنچا دیا کمال وجمال کی اس سمت ہمارے قدم اٹھے جو لامتناہی ہے اور جس کا ظہور حق تعالیٰ ہماری صورتوں ہی سے کرنا چاہتے ہیں۔

تخلیق سے قبل ہم سب حق تعالیٰ کے علم میں ثابت ہیں۔ ان کی علم کی صورتیں ہیں، صور علمیہ ہیں۔ صوفیا کی اصطلاح میں "اعیان ثابتہ" ہیں۔ علم کی اس دنیا میں ہر معلوم، ہر صورت علمیہ، ہر عین ثابتہ کامل ہے۔ تخلیق عالم کے بعد اگر ہمیں کمال کی اعلیٰ منزل تک پہنچنا ہے۔ تو ہمیں اپنے پیش نظر ان ہی کامل صور علمیہ کو رکھنا چاہیئے جو حق تعالیٰ کے علم کی لامتناہی صورتیں ہیں، اور کامل و مکمل ہیں۔

اگر ہم اپنے اطراف نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں سے اکثر اس نقطہ کمال سے کس قدر دور ہیں۔ بہت سارے خاندانوں کی تاریخ مرضوں، بیماریوں، دکھوں، دردوں، پریشانیوں، طبیبوں، جراحوں، شفاخانوں کا ایک غیر مختتم سلسلہ نظر آتی ہے۔ ان کی زندگی کا یہ پہلو کس قدر خوفناک ہے، غم کی سیاہ راتیں کس قدر طویل ہیں، ان کی ایک مصیبت ختم ہوتے ہی دوسری آفت کا نزول ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان مصائب و آفات

کا مقابلہ کرنا فضول ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہم شر کا مقابلہ کر کے اس کے اصلی سبب یا علت کو دور نہیں کرتے، بلکہ محض اس کی صورت بدل دیتے ہیں۔ لیکن یہ صورت حال ضروری اور لازمی نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اگر ہم اپنی زندگی ایک پست منفی سطح فکر میں بسر کریں تو منفی آلام و امراض کا حملہ ہم پر متواتر ہوتا رہتا ہے، لیکن یہ بھی اتنا ہی صحیح ہے کہ اگر ہم اپنی فکر کی سطح کو بلند کریں، اور صحت و شفا، خیر و کمال پر اپنی فکر کو مرکوز کریں تو ہمیں ہمیشہ کے لیے منفی آلام و افکار سے رہائی مل جاتی ہے۔ اور ہم صحیح اٹھتے ہیں۔

بہشت و دوزخت با تست در باطن نگر تو

سقرہا در جگر یابی و جناںہا در جناں بینی

نجات کی راہ بس یہی ہے۔ ہمیں اپنے افکار و خیالات کو کمال کے اس اعلیٰ دائرہ تک بلند کرنا چاہیے جو ہمارے باطن ہی میں مستور ہے اور حق تعالےٰ کے علم کی اس صورت تک پہنچنا چاہیے، جو ہمارا "عین ثابت" ہے۔ یہ راہ سادہ ضرور ہے لیکن آسان نہیں، لیکن ہے یہ ضرور ممکن۔ یہ صبر و استقامت کی راہ ہے۔ ممکن ہے کہ شعور کو مرض، بیماری، آزار و درد وغم کے خیالات و تصورات سے نکال کر اس تصور کمال تک پہنچانے لیے بہت سارے فلسفیانہ دلائل یا کثرت دعا و ابتہال یا فکر و مراقبہ کی ضرورت ہو، لیکن بہر حال ایسا ضرور کیا جا سکتا ہے اور یہی کامیاب زندگی بھی ہے۔

زندگانی نتواں گفت چنانکہ مرا است

زندہ آن است کہ با دوست وصالے دارد

جب ہم نے اپنے نقائص و تحدیدات سے خیال و فکر کو بلند کر کے ان کو تصور کمال تک پہنچانے کا فن حاصل کر لیا، یعنی قلب کا تخلیہ ما سوی اللہ سے کر کے حق تعالیٰ کی آگاہی یا حضور کا ملکہ پیدا کیا تو ہمارے قبضہ میں کامیابی و کامرانی کی وہ کنجی آ جاتی ہے جو اس زندگی کے دروازوں کو کھولتی ہے۔ جس کو حیات طیبہ سے قرآن حکیم نے تعبیر کیا ہے۔

فَلَنُحۡيِيَنَّهُمۡ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔

جو چیز بھی ہمیں ملی ہے۔ وہ حق تعالیٰ ہی سے ملی ہے، ہر نعمت حق تعالیٰ ہی کی عطا ہے مَا بِكُمۡ مِّنۡ نِّعۡمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ مبدا رکائنات صرف ایک ہے۔ اور اس مبدار واحد کا کوئی مبدا ر نہیں یہی واحد علت ہے۔ جس کی کوئی علت نہیں جس چیز کا بھی حق تعالےٰ سے ظہور ہوتا ہے وہ کامل ہوتی ہے۔ جو چیز ہمیں ملی ہے حق تعالےٰ سے ملی ہے، اور ہر چیز جو حق تعالیٰ سے ملتی ہے وہ کامل ہوتی ہے۔ اس لیے ہماری ہر چیز کامل ہے فافھم وتدبر۔

ہمیں یہ زندگی حق تعالیٰ ہی سے ملی ہے۔ اس کا صدور حق تعالیٰ ہی سے ہوا ہے۔ ہم میں حق تعالےٰ ہی کی حیات کا ظہور ہوا ہے۔ اس لیے ہماری یہ زندگی بھی کامل ہے اب اگر جس زندگی کا ہم اظہار کر رہے ہیں وہ ناکامل ہے تو قصور بس ہمارا ہے۔ ہمیں ایک کامل زندگی عطا کی گئی ہے۔ نقص کے ذمہ دار ہم ہی ہیں مبداء حیات وقوت، صحت وشفا ہے۔ ذہول وغفلت بھول یا نسیان نے ہمیں ان آلام واسقام میں مبتلا کر رکھا ہے۔

اگر ہمیں اپنے حال کی اصلاح منظور ہے تو پھر ہمیں تمام سلبی خیالات کی مطلقاً نفی کرنی چاہیے۔ مرض و درد و بیماری کے سارے وساوس سے قلب کو فارغ کرنا چاہیے۔۔ ان چیزوں کے متعلق گفتگو بھی ترک کر دینی چاہیے ان کے لازمی ویقینی وخارجی حقیقت ہونے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دینا چاہیے۔ جب ہم بیماری کا خیال کرتے ہیں۔ اس کا زبان سے ذکر کرتے ہیں، اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اپنے شعور میں اس کو ایک مقام عطا کرتے ہیں تو ہم اس کو استحرار و دوام عطا کرتے ہیں، اور اس طرح دردوں، دکھوں، بیماریوں کا ایک غیر مختتم سلسلہ ہماری زندگی میں جاری رہتا ہے اور ہم فریاد کر رہے ہیں۔

جستم پے بہ شش جہت و ہفت کشورش
آسودگی ز عالم امکاں برآمد

نجات کی راہ یہ ہے کہ جب بھی ہمارے قلب میں بیماری کا خطرہ آئے یا جب

بھی بیماری کے متعلق گفتگو شروع کی جائے، تو ہمیں اپنے قلب کی توجہ کو ان تمام سلبی افکار سے ہٹا کر اس کا رخ مبداء صحت وشفا کی طرف پھیر دینا چاہیے۔ اور سکون واطمینان اور یقین دوثوق کے ساتھ اس امر کا اعلان کرنا چاہیے کہ ہماری زندگی کا قیام وقرار بقاء وثبات حق تعالیٰ کی حیات کاملہ سے ہے۔ جو تمام نقص وعیب سے منزہ ہے۔ اسی حیات کاملہ کے ہم مظہر ہیں ہم میں اسی کا ظہور ہے۔

نور اس کا ظہور اس کا ہے

جو نہ دیکھے قصور اس کا ہے

اگر ہم استقلال واستقامت کے ساتھ اس یافت وشہود میں رہیں، اگر اس کا ملکہ قائم ہو جائے تو پھر مرض یا کسی شر کا خطرہ ہمیں متاثر نہیں کر سکتا کیونکہ ہمارا قلب ان کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتا۔ ہم میں سے اکثر نفسیات کے اس قدر علم سے تو واقف ہیں کہ اگر کسی خیال یا خطرہ کو تحت شعور نفس قبول کر لے تو پھر اس کا زندگی میں تحقق ہو جاتا ہے اور وہ ہماری زندگی کا ایک جزو بن جاتا ہے۔ اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ ؎

یک تنقیہ دماغ می باید کرد

سلبی خیالات کی تبطیل کا یہ عمل ہمیں شر کے سارے وساوس سے محفوظ کر دیتا ہے صرف اتنا ہی نہیں بلکہ خواطر رحمانی سے قلب کو مملو کر دیتا ہے۔ اور ہم حسن واحسان کے مشاہدہ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جمال وکمال ہی پر ہماری نظر پڑتی ہے۔ رویت نعیم ہی ہمارا مشغلہ ہو جاتا ہے۔ اب مشاہدۂ حسن واحسان اور رویت نعیم سے ہمارے قلب میں حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

سرور وانبساط کے جذبات وکیفیات قلب میں موجزن ہوتے ہیں، ان سے اعصاب میں سکون پیدا ہوتا ہے۔ کامل صحت کا حصول اور اس کا قیام ودوام بس اسی طریقہ سے ممکن ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے۔ جس کو اختیار کر کے ہم کبھی ناکام نہیں ہوتے۔

خوب سمجھ لو کہ صحت کاملہ کا حصول اسی وقت ممکن ہے جب ہمارا قیام صداقت پر ہو، ہمیں آرام و راحت حق تعالیٰ کی یاد اور ان کی یافت و شہود ہی سے حاصل ہو، ان ہی کے حسن و احسان کے مشاہدہ میں ہمارا وقت صرف ہو، جب یہ کیفیت ہمارے قلب میں قائم ہو جاتی ہے۔ یا نفسیاتی اصطلاح میں "ملکہ" بن جاتی ہے تو پھر صحت کے حصول کے لیے سعی و کوشش، جد و جہد، تعب و کد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ صحت ایک عادت بن جاتی ہے۔ اپنی پوری قوت سے بڑھتی ہے، کوئی چیز اس میں خلل انداز نہیں ہو سکتی۔ ہماری عمر کی منزلیں طے ہوتی رہتی ہیں اور ہماری صحت قائم و برقرار رہتی ہے۔ اور ہم نظامی گنجوی رح کے ہم خیال ہو کر پکار اٹھتے ہیں۔

جسم نظامی کہ خیال من است

جانور از سحر حلال من است

یعنی ہمارا جسم ہمارے خیال ہی کا خارجی تمثل ہے۔ اسکی زندگی اسی خیال کا نتیجہ ہے جب خیال نے حق تعالیٰ کی ذاتِ والا صفات کو اپنا مرکز بنا لیا اور یہ کہکر کہ؛

گشتہ ام در جہان و آخر کار

دلبرے برگزیدہ ام کہ مپرس (حافظ)

وہ اس کی یاد میں مقیم ہو گیا تو جسم بھی حق تعالیٰ کی صحت و قوت کا تجلی گاہ بن جاتا ہے اور وہ تمام مرض و آزار، درد و تکلیف سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ اب ہمیں نہ طبیب کی تلاش ہوتی ہے۔ نہ اس کے نسخۂ شفا کی طلب اور ہم شفاخانوں کا طواف یہ کہہ کر ترک کر دیتے ہیں کہ:

جامی بزیر خرقۂ خود یافت دوست را!

زاں روئے کشید پائے ید اماں و مرجیب

باب (۴)

رضا بالقضاء

خواہی بہ وصال شادماں دار مرا　　خواہی بہ فراق در فغاں دار مرا

من با تو نہ گویم کہ چناں دار مرا　　زانساں کہ دلت خواست چناں دار مرا

اگر کسی شخص کو غم و حزن فکر و پریشانی ضیق اور رنج و غصہ سے نجات کسی سادہ نفسیاتی طریقہ کے استعمال سے حاصل ہوئی ہو اور وہ دوسروں کے فائدے کے لیے اس کو آسان زبان میں پیش کرے تو ہم اس کے رہین منت ہوتے ہیں اور اس کو اپنا محسن قرار دیتے ہیں۔ عصر حاضر کے علماء نفسیات نے اپنی گراں بہا تصانیف میں ہمیں خوف و حزن سے نجات پانے کے طریقے تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ اور طالب علمی کے زمانہ سے میں نے ان کی کتابوں کے مطالعہ میں اپنا بہت سا وقت صرف کیا ہے اور اپنے درد کا درماں ان کے صفحات میں تلاش کیا ہے لیکن سچ مانیے کہ میرا درد بڑھتا ہی گیا۔ اور میں شفا کی تجلّی سے محروم رہا۔ تحلیلی نفسیات (ANALYTICAL PSYCHOLOGY) نے تو مجھے اور زیادہ اپنے نفس کی کیفیات میں مبتلا کر چھوڑا جن میں میں پہلے ہی سے گرفتار تھا۔

فرائیڈ اور ژنگ اور دوسرے معالجہ دماغی کے محققیں (Psychiatrist) کی کتابیں بھی میرے درد کی دوا ثابت نہ ہوئیں، اور گ

تقدیر چو ثابت است تعلیم چہ سود

کہہ کر میں نے تہیہ کر لیا کہ صحائف و دفاتر کے اس ذخیرہ کو آگ لگا کر "افواہ رجال اللہ" سے علم حاصل کروں لیکن رجال اللہ سے میں اس زمانہ میں کسی سے واقف نہ تھا، اور مقصد کے

حصول میں قدم آگے بڑھانے کی کوئی راہ سجھائی نہیں دے رہی تھی ایک دن درد کی شدت نے قلب کی چیخ میں اپنا اظہار کیا اور زبان پر یہ شعر آیا۔

دست من گیر کہ بیچارگی از حد بگذشت

سرِ من دار کہ دریائے تو ریزم جاں را

قلب پر شدت سے یہ خطرہ مسلّط ہو گیا کہ غوث جیلیؒ کی کتاب مستطاب "فتوح الغیب" میں اپنے درد کی دوا تلاش کرنی چاہیے، کتاب کھولی اور متعلقہ ابواب کا مطالعہ شروع کیا۔ کئی دن تک یہی شغل رہا۔ رات دن قلب کی توجہ اسی مسئلہ پر مرکوز رہی جو نسخہ شفا ہاتھ آیا اس کو اپنے الفاظ میں نفسیاتِ جدیدہ کی اصطلاحات میں یہاں پیش کیا جارہا ہے، اور اس کی تشریح اکابر دین کے الفاظ میں کی جا رہی ہے۔

گر موجِ زند عنایتِ او

موراں بکنند کارِ پیلاں

ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ خوف و حزن، غم و الم، فکر و پریشانی کو رفع کرنے کی کوئی شعوری جد و جہد ہی نہ کی جانی چاہیے نہ کسی محبوب و مرغوب مطلوب کے حصول کی کوشش میں جان کھپانی چاہیے بلکہ

سرِ ارادتِ ما و آستانِ حضرتِ دوست

کہ ہرچہ بر سرِ ما رفت از ارادتِ او دست

کہہ کر اپنی سعیٔ لاحاصل سے دست کش ہو جانا چاہیے۔ تمہیں تعجب ہوگا کہ تمہارے باطن کی کوئی عمیق قوتِ الٰہیہ تمہاری دستگیری کرے گی۔ اور تمہیں مصیبت سے نجات مل جائے گی۔

اس اجمال کی کسی قدر تفصیل یہ ہے کہ تمہیں اپنے حقیر و صغیر، لرزہ براندام نفس کو ترک کر کے، اس کو قطعاً نظر انداز کر کے، ایک کبیر و جلیل انا کی تلاش کرنی چاہیے۔ اور

اس کو پاکر اس پر بھروسہ کر کے مطمئن و منشرح ہو جانا چاہیے۔

قرآن کے الفاظ میں امن و سکون، راحت و اطمینان قلب کا طریقہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے :۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ	یعنی جو کوئی اپنی ذات کو اللہ تعالےٰ
وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ	کے آگے جھکائے اور مخلص بھی ہو تو ایسے
رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ	کے لیے اس کے پروردگار کے پاس اس
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝	کا اجر ہے اور ایسوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے
	اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

دوسرے الفاظ میں نفس مغموم کی سعی لاحاصل کو ترک کر کے ہمیں حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور ان کی خوشنودی کا طالب ہونا چاہیے

مزن زچون وچرادم کہ بندہ مقبل

قبول کرد بجاں ہر سخن کہ جاناں گفت

شیخ جیلی کے الفاظ یہ ہیں :۔ عبد پر رضا بالقدر واجب ہے یعنی قدر میں کشاکش نہ کرے بلکہ موافق قدر رہے۔ اور جو کچھ بھی شیریں و تلخ اس پر گزرتا ہے۔ اور لطف و قہر اس پر جاری ہے۔ ان سب میں کوئی نزاع برپا نہ کرے اور :۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَخَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ	ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر، اس کے شیریں
وَحُلْوِهٖ وَمُرِّهٖ۔	و تلخ پر۔

کہہ کر سرِ تسلیم خم کر دے۔ کسی عاشق نے یہی نسخہ تجویز کیا ہے۔ اور اس پر عمل کر دکھایا ہے۔

(۱) من در طلب یار چو مردانہ شدم (۳) اول قدم از وجود بیگانہ شدم

(۲) او علم ہمی گزید چو بستم لب (۴) او عقل ہمی خرید دیوانہ شدم

انبیاء علیہم الصلاۃ السلام کی یہ قدیم تعلیم ہے کہ تیر قضا کے لیے رضا سے بہتر سپر نہیں جس نے آستانہ رضا و تسلیم پر سر رکھا بہت جلد مسند سرداری و سرفرازی پر متمکن ہوا قرآن حکیم نے ایک بلیغ جملہ میں اس راز کو فاش کیا ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہ — اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

اور الرضاء بالقضاء باب اللہ الاعظم۔ — رضا بالقضا۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا دروازہ ہے۔

اسی قول کو مؤکد کرتا ہے۔

تقدیر چو سابق است تعلیم چہ سود
جز بندگی و رضا و تسلیم چہ سود

شیخ جیلی نے اپنے نفس اور اس کی خواہشات، اس کی سعی لاحاصل کا فراموش کر جانا ہی "علم العلم" قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "علم العلم ھو الجھل من العلم" یعنی علم العلم اپنے علم نفسی سے جہل کا نام ہے۔ نفسیات کے الفاظ میں اپنے محدود و متناہی انا اور اس کے خطرات و ہفوات کو نظر انداز کر کے انائے مطلق کی طرف متوجہ ہو جانا علم العلم ہے۔ شیخ جیلیؒ کے الفاظ میں العلم نقطۃ کثرتھا الجھل یعنی صحیح علم صرف ایک نقطہ پر مشتمل ہے۔ جاہلوں نے اس نقطہ کی تکثیر کی ہے۔ صحیح علم صرف یہ ہے۔

"اللہ ولا سواہ، وکان اللہ ولم یکن معہ شئی، وھو الآن کما کان، فلا یکون مع اللہ غیر اللہ" یعنی علم صحیح جو بمنزلہ ایک نقطہ کے ہے وہ صرف یہ ہے کہ اللہ موجود ہے اور ما سوا معدوم! اللہ ہی تھا اور اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ اور اللہ اب بھی وہی ہے جو وہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا:۔

اس علم العلم سے کس عمل کی ہدایت کی جا رہی ہے؟ صحبت مع اللہ کی طیبۃ القلب مع اللہ کی اس دعا کی جو الفاظ میں تو ظاہر نہیں ہوتی بلکہ ذہن و قلب و روح کو حق

تعالیٰ سے مربوط کر دیتی ہے۔ نفس کو اضطرار و اضطراب جد و کد سعی شتی سے فارغ کر کے حق تعالیٰ کے حضور میں لے آتی ہے۔ اور قلب چیخ اٹھتا ہے۔

یار ماست چہ حاجت کہ زیادہ طلبم

دولت صحبت آں مونس جاں ما را بس

(حافظ)

جب ہمیں مونس جاں کی یہ صحبت نصیب ہوتی ہے۔ اور ہم اس دولت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ تو نہ صرف قلب کو اطمینان و انشراح، انشراح، روح کو سکون و سرور اور اعضاء کو آرام و راحت سے حصہ وافر ملتا ہے۔ بلکہ خارجی حالات میں بھی کافی تغیر پیدا ہوتا ہے ان میں ایک الٰہی تطابق یا ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے حصول سے نفس کے اضطراب نے ہمیں محروم کر دیا تھا!۔

اس نکتہ کو شاعر نے اپنے طریقے سے یوں ظاہر کیا ہے۔

عشق بتاں و خویشتن بفروش

کہ ازیں خوبتر تجارت نیست

"خود فروشی" کے یہی معنی ہیں کہ اپنے حقیر و صغیر لرزہ بر اندام نفس کی خواہشوں اور تمناؤں اور شہوتوں سے بلند ہو کر ع

اے ہمہ تو من کیم چنانکہ تو داری

کہتے ہوئے مالک الملک کے سامنے اپنی ساری ملک رکھ دیں اور اس کی رضا سے راضی ہو جائیں۔

جملہ ما و من بہ پیش او نہید

مالک الملک اوست ملک او را دہید

حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ نے محمود پہلوان کی ایک رباعی کی بڑی ستائش فرمائی

ہے۔ کہ "ہیچ شعرے بہتر ازیں رباعی نیست" اس رباعی میں محمود نے قلب کی اس کیفیت کو پیش کیا ہے جس میں وہ رضائے حق کے سوا کسی حالت کو اپنے لیے پسند نہیں کرتا اور کسی قید میں گرفتار ہونا نہیں چاہتا۔

جانا بقمار خانہ رندے چند اند
با مردم کم عیار کم پیوند ند!
رندے چند ہر کس نداند چند ند
بر نسیہ و نقد یر دو عالم خند ند

یہ رضا کا بلند مقام ہے۔ خواجہ احرار اس کو "تجلیٔ ذاتی" کا مقام قرار دیتے ہیں۔!

اس مقام تک تو بہت کم افراد کی پہنچ ہوتی ہے۔ ہمیں اپنی روزمرہ زندگی میں اس امر کی ضرور کوشش کرنی چاہیے کہ عادت اس بات کی پیدا ہو جائے۔ کہ نفس کی خواہشات کی کشاکش سے قلب کو آزاد و فارغ کر کے اپنے امور کو حق تعالےٰ کے تفویض کرتے رہیں۔ شعوری کوششوں کے جوش کو فرد کر کے زمام کار کو ان ہی کے سپرد کرتے رہیں۔ اور اپنے نفس کو کہتے جائیں

بر خدا بگذاشتم ایں کار و بار خویش را
میر ساماں ساختم پروردگار خویش را

آج کل امریکہ سے بے شمار کتابیں اس موضوع پر نکل رہی ہیں۔ ان میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ تحت شعور نفس میں بے پایاں قوتیں پائی جاتی ہیں اگر ہم ان کو استعمال کرنا سیکھ لیں تو ہمارے سب کام بن جاتے ہیں۔ بعض تو ان قوتوں کو الٰہی قوتوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور بعض ان کو ہمارے نفس ہی کی عمیق قوتیں قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ ساری کتابیں ان باطنی و مستور قوتوں کو اسی نفس کا تابع بنانا چاہتی ہیں۔ جس کو ہم نے اوپر اپنا حقیر و صغیر، لرزاں و ترساں نفس قرار دیا ہے۔ جس کا علم نہایت محدود ہوتا ہے۔ جو ہر آن تغیر پذیر ہے ایک لمحہ ایک چیز کی خواہش کرتا ہے۔ دوسرے لمحہ دوسری چیز کی، اور جس کی مثال اس گس حلوائی کی سی ہے جو

اپنی مشتہیات و مرغوبات سے ایک آن جدا ہونا نہیں چاہتی۔

تو خواہی آستیں افشاں تو خواہی دامن درکش

مگس ہرگز نخواہد رفت از دوکانِ حلوائی

ہم جس طریقہ کو پیش کر رہے ہیں وہ اس کی بالکل ضد ہے۔ ہمیں اپنے محدود وفنا پذیر نفس اور اس کی خواہشات کو حق تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنا چاہیے اپنی تمناؤں اور آرزوؤں سے صرف نظر کر کے حق تعالیٰ کی قضا سے توافق پیدا کرنا چاہیے۔ تصادم بالقضاء سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ جو چیز ہمارے سارے اعمال کو حبط کر دیتی ہے اور جس سے اکثر لوگ آگاہ نہیں ہوتے وہ حق تعالیٰ کی قضا سے ہماری ناراضی، ناخوشی یا سخط ہے قرآن کریم میں واضح طور پر اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَا	یہ اس لیے کہ ان کو پسند نہ ہوا جو اتارا
اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ	اللہ تعالیٰ نے پھر اکارت کر دیے ان کے کام۔

شیخ ابوالحسن شاذلیؒ (وفات ۶۵۶ھ) جو سلسلۂ شاذلیہ کے بانی ہیں فرماتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد صالح جو سمار میں چلا کر کہہ رہا ہے۔

انما تُساقُ لِرِزْقِكَ وَلِاَجَلِكَ	تجھے لے جایا جا رہا ہے۔ تیرے رزق
اَوْ لِمَا يَقْضِي اللّٰهُ عَلَيْكَ	اور تیری اجل کی طرف یا پھر جس چیز
اَوْ بِكَ اَوْ لَكَ وَهِيَ خَمْسَةٌ	کو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر یا تجھ سے یا تیرے لیے قضا کی ہے
لَا سَادِسَ لَهَا۔	یہی پانچ چیزیں ہیں کوئی چھٹی چیز ان پر زائد نہیں

ان ہی امور میں ہمیں قضاء کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے اور اسی میں ہماری کامیابی ہے۔ کیونکہ زندگی میں منشائے الٰہی ہی کی تکمیل ہو رہی ہے ہمارے قلوب، ہمارے اعضاء اور ہم خود سر تا پا حق تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں۔ اس منشاء الٰہی کی بنیاد لامتناہی حکمت و رحمت پر قائم ہے یہ سرتا پا حکمت ہے رحمت ہے۔ یہ ہمیں خیر و برتری کی طرف لے جا رہی

ہے۔ اس کو "ارادۃ اللہ" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ "مرضی مولیٰ" بھی کہا گیا ہے جو اہل ایمان کے نزدیک "از ہمہ اولیٰ" ہے۔ حق تعالےٰ کے ارادہ سے توافق' ان کی قضا سے راضی ہونا "رضا ازو' رضا بدو' رضا درد' اعراض عن الاعتراض' حفظِ حال' قیام فیما اقام اللہ" اسی کی تعلیم تو ہمارے رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی ہے۔

دراصل وہی شخص شادکام و نیک انجام ہے خوف و حزن سے فارغ و آزاد ہے جس نے اپنے ارادہ کو حق تعالےٰ کے ارادہ کے تابع کر لیا اور شاد و خنداں ان کے قضاء کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور یہ جان کر کہ ہمارا سود و زیاں ہمارے ہاتھ میں نہیں بلکہ ایک رحیم و کریم ذات کے ہاتھ ہے۔ اندیشہ مآل سے فارغ ہو گیا۔ جامی نے کیا خوب یہ رضا و تسلیم کی پیش کی ہے۔

سر نوشت ما ز دست خویش خود نوشت

خوش نویس است و نخواہد بد نوشت

ہمارے اس بیان سے "فرزند تہذیب جدید" یہ نہ سمجھ لے کہ ہم ترکِ عمل تعطل یا تکاسل کی تعلیم دے رہے ہیں۔ جس مسلک کا نعرہ جَاهَدُوا فِينَا ہے۔ جو مجاہدین کو قاعدین پر ہمیشہ ترجیح دیتا رہا ہے۔ جس نے کلی قانون لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ کو قرار دیا ہے۔ یعنی جو نظامی گنجوی کے الفاظ میں قانون کی صورت یہ پیش کرتا ہے کہ :-

یا بندگا نند جو بندگاں

یا وصول کو طلب ہی پر مترتب کرتا ہے۔ وہ تقاعد' تکاسل' عجز و جبن کو کب گوارا کر سکتا ہے۔ مسجد کے بدنام ملا کے سر توکل یا رضا بالقدر کی تعبیر جو بھی تھوپ دی گئی ہو۔ اس سے ہمیں بحث نہیں ہے۔ یہاں ہم کامیاب زندگی کا وہ گر پیش کر رہے ہیں جس سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے وحی کے ذریعہ مبداء کائنات سے اخذ کیا ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ سعی و کوشش' جد و جہد' تعب و مشقت تو بہر حال ضروری ہے۔ طلب میں کاہلی ہرگز جائز نہیں کیونکہ مولوی معنویؒ کے الفاظ میں

قدرِ ہمت باشد آں جہد وفا

لیس للانسان الا ما سعیٰ

تاہم جدو طلب کا نتیجہ ضروری نہیں کہ نفس کی خواہش کے مطابق ہی نکلے، اس ناکامی کے نتائج خوف، پریشانی، فکروغم اور بیشمار ذہنی وجسمانی بیماریوں کا کامل دفعیہ اسی عرفان کے حصول سے ہوسکتا ہے۔ کہ کائنات کے پس پردہ حکمت مطلقہ و رحمت مطلقہ - کام کررہی ہے اور ہمیں خیر برتر کی طرف لے جارہی ہے اسی حکمت و رحمت مطلقہ پر اعتماد و یقین ہمیں اپنے لرزہ براندام نفس کی تمناؤں کے غم سے رہائی دیتا ہے اور ہمیں اس عارف و کامل کا نقطۂ نظر عطا کرتا ہے۔ جو زندگی اور اس کے ہموم وغموم افکار و آلام پر ہنستے ہوئے نظر ڈالتا ہے اور ہر حالت میں ہشاش وبشاش رہتا ہے اور اپنے جاہل ساتھی کو نصیحت کرتا ہے۔

مکن نقصان عمر خود بغم پیچیدہ پیچیدہ
چرا کوتہ کنی ایں رشتہ را تابیدہ تابیدہ

(صائب)

وہ اپنی زندگی قرب حق میں بسر کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے۔

عمر خوش در قرب جاں پروردن است
عمر زاغ از بہر سرگین خوردن است

(رومی)

زندگی کے انقلاب میں وہ یاد حق سے غافل نہیں ہوتا خیر و شر، شیریں و تلخ تجربات میں حق تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتا ہے۔ تصادم بالقضاء سے پرہیز کرتا ہے۔ جن تجربات سے کبھی وہ گزر رہا ہے ان پر وہ حق تعالےٰ کا شکر کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ان ہی تجربات سے گزر کر اس کی سیرت کی تکمیل کی جارہی ہے۔ دنیا کی "روح سازی وادی" میں کبھی غم کے مضراب سے اور کبھی خوشی کے تاروں سے سیرت کے خفتہ نغمے بیدار کیے جاتے

ہیں، ان پر ہر حال میں شکر واجب ہے۔ کرب و طرب دونوں کی ایک سی قیمت ہے۔

بہر حال انبیا علیہم السلام کے اس علم لدنی سے اخذ فیض کر کے وہ ایک کامیاب زندگی بسر کرتا ہے۔ اور اس زندگی کا گر رضائے مولیٰ کو نفس کی رضا پر مقدم رکھنا ہے۔ رضا، بالعطا ہے، اور اسی سے اس کی ساری مشکلیں رفع ہو جاتی ہے۔ اور اسی میں طمانیت قلب و سکینت خاطر کی دولت اس کے ہاتھ آتی ہے۔ ع

وایں جانہ رسد زورق ہر سودائی

اس لیے ہمیں بھی اپنے سارے کاروبار حق تعالیٰ کے یا نقول۔

اَللّٰھُمَّ خِرْ لِیْ وَاخْتَرْلِیْ — اے اللہ چھانٹ لے میرے واسطے اور پسند کر لے میرے لیے۔

کہتے ہوئے سپرد کر دینا چاہیے۔ اور اپنے معاملات میں تعجیل و تاخیر کو حق تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ وہی ہمارے انجام کار سے واقف ہیں۔ کامیاب زندگی کا یہی پہلا قدم ہے کہ ہم اپنے اختیار کی باگ کو حق تعالےٰ کے ہاتھ میں دے دیں، ور اس کامل یقین کو قلب میں پیدا کر لیں کہ وہ جو کریں گے وہی ہمارے لیے دین و دنیا میں اصلح، نیک تر و خوب تر ہوگا۔

صلاح ما ہمہ آنست کاں تراست صلاح

عشق کا تقاضہ بھی ہے جیسا کہ کسی عاشق کو تلقین کی گئی ہے۔

جاں بلب آمد ز درد، کردم از دوا طلب — گفت اگر تو عاشقی صبر کن ورضا طلب

یار دے کر بر سرت تیغ زند تو دم مزن — سر بفدائے یار کن ہیچ ز خوں بہا طلب

محو مراد یار شو تا شود او بہ کام تو — قابل التفات نیست عاشق مدعا طلب

اسی مقصود کے پیش نظر ہیں اس دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَرْضِنِیْ بِقَضَائِکَ — اے اللہ تعالیٰ راضی رکھ مجھے اپنے حکم پر اور جو چیز

وَبَارِكْ لِیْ فِیْ مَاقَدَّرْتَ لِیْ حَتّٰی لَا	تو نے میرے لیے مقدر کی ہے اس میں برکت دے تاکہ
اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ	میں اس چیز میں تعجیل کو پسند کروں جس میں تو نے تاخیر چاہی
وَاجْعَلْ غِنَائِیْ فِیْ نَفْسِیْ۔	ہے اور نہ تاخیر پسند کروں اس چیز میں جس میں تو تعجیل چاہتا ہے
	اور میرے نفس کو غنا سے بھر دے۔

اسی مفہوم کو ایک دوسری دعا کی صورت میں یوں ادا کیا گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا	اے اللہ میں تجھ سے اس ایمان کا سوال کرتا
یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا	ہوں جو میرے قلب میں داخل ہو جائے اور یقین
حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ	صادق کہ میں جان لوں کہ مجھ پر کوئی حادثہ وقوع
اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَرَضِّنِیْ	پذیر نہیں ہو سکتا مگر وہی جو تو نے مقدر کر دیا ہے
بِمَا قَسَمْتَ لِیْ۔	اور مجھے اس چیز سے راضی کر دے جو تو نے میری
	قسمت میں لکھ دیا ہے۔

قلب کی اسی کیفیت کو صبر، رضا، توافق بالقضا، حفظ و حال، رضا بالعطا اور اعراض عن الاعتراض کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اسی کیفیت سے دنیا میں راحت کبریٰ اور آخرت میں جنت معجلہ کا حصول ممکن ہے جیسا کہ شیخ جیلی نے فرمایا ہے، فَحَصَلَتْ لَہُ الرَّاحَۃُ الْکُبْرٰی وَالْجَنَّۃُ الْمُعَجَّلَۃُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اسلام کی حقیقت بس یہی ہے کہ ظاہر و باطن تسلیم دوست کر دیا جائے۔

ظاہر و باطن چو شد تسلیم دوست
ماکنوں حقا مسلماں می شدیم

باب (۵)

بیماری سے نجات کا طریقہ

نے آنکہ دوا ہیچ ندارد اثرے — موقوف نہ زندگی بہ برگ و برے
مشروط بشرط این آدں نیست کہ ہست — نبض و مرض و شفا بدست دگرے

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ بیماری شرِ مطلق ہے۔ جس میں خوبی کی کوئی جہت نہیں، جس میں خیر کا کوئی اعتبار نہیں، یہ ہر صورت میں بری ہے۔ اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے۔ اور اس سے محفوظ رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو وہ اپنی بیماری کو قطعاً بری سمجھتا ہے۔ اس سے ڈرتا ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ بیمار کی یہ رائے ایک اعتبار سے صحیح ہے۔ بیماری کے معنی درد و تکلیف کے ہیں، غم و حزن کے ہیں، اور فطری طور پر انسان درد و غم سے بھاگتا ہے۔ خوف و حزن سے نجات چاہتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ اگر زندگی صحت و خوشی کے ساتھ بسر ہو تو زندگی خضر بھی کم ہے۔ اور اگر بیماری و تکلیف میں گزرے تو ایک سانس بھی زیادہ ہے

عمر گر خوش گزرد زندگی خضر کم است
ور بنا خوش گزرد نیم نفس بسیار است

لیکن اگر بیماری سے نجات پانی منظور ہو تو ہمیں اپنی رائے بدلنی پڑے گی۔ اور بتدریج یہ ماننا پڑے گا کہ ہماری بیماری اور اس سے پیدا ہونے والا درد و غم مطلق شر نہیں بلکہ خیر ہے اور رحمت مطلقہ کا ایک مظہر! شاید نوے فی صدی درد و غم، بیماری و مرض نتیجہ ہیں قلبی اضطراب کا، یعنی بیماری تکلیف کو شرِ مطلق سمجھنے کا، اور اس کے خلاف ذہنی مزاحمت کا! جوں ہی بیمار کو اس بات کا پورا یقین ہو جاتا ہے کہ جس بیماری میں میں مبتلا ہوں، وہ میری دشمن نہیں بلکہ دوست ہے علاوہ بے شمار روحانی فوائد کے خود

میرے جسم کی تجدید کا باعث بھی بیماری ہے تو ضعف کی جگہ قوت، مرض کی جگہ صحت و توانائی کا عزت کے ساتھ ظہور ہونے لگتا ہے! بات یہ ہے کہ جب بھی بیمار، بیماری یا درد کو بُرا سمجھ کر اس کا مقابلہ کرتا ہے، تو اس کے جسم میں تناؤ پیدا ہوتا ہے اور یہی مقابلہ یا مدافعہ اس کے درد میں اضافہ کرتا اور نئی تکلیف پیدا کرتا ہے۔ لیکن اگر بیمار حکم قضاء کو اپنے لیے بحیثیت مجموعی مفید و بہتر سمجھ کر سر تسلیم خم کر لیتا ہے۔ تو اس کے اعصاب کا تناؤ فوراً دور ہو جاتا ہے۔ اور وہ آرام محسوس کرنے لگتا ہے۔ درد کی قوت زیادہ تر بیمار کے خیال کی پیداوار ہوتی ہے۔ اس لیے تصحیح خیال کی بہت زیادہ ضرورت ہے!

اسلامی عقیدہ کی رو سے حق تعالیٰ مومن پر رحیم ہیں کَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا اور زندگی میں جو کچھ بھی پیش آتا ہے، مومن اس کو اپنے رحیم و کریم خالق و مالک کی جانب سے سمجھتا ہے۔ اس میں رحمت و حکمت کی نشانیاں پاتا ہے اور اس کا خیر مقدم کرتا ہے! اس واقعہ سے کہ رحمت حق نے درد و بیماری کی صورت میں اپنا ظہور کیا ہے، یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ رحمت حق نہیں ہے! قطعاً رحمت ہی نے یہ صورت اختیار کی ہے، اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ تم نے اپنی زندگی گناہ میں بسر کی ہے، حدود اللہ کو قدم قدم پر توڑا ہے۔ واقعات سے وہ سبق نہیں لیا۔ جس کے سکھلانے کے لیے ان کا ظہور ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ بیماری کی صورت میں رحمت الٰہی تمہیں کچھ مفید سبق دینا چاہتی ہو۔ جس کی وجہ سے تمہارا رخ ظلمت کی جانب سے پلٹ کر نور کی طرف ہو جائے، ممکن ہے کہ درد کی صورت میں تمہارے گناہوں کا کفارہ مقصود ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ تکلیف و درد تمہارے درجات کی بلندی کا باعث بن جائیں۔ اور ان کی وجہ سے تمہیں وہ مقامات روحانی حاصل ہو جائیں جن کو تم اپنے دوسرے نیک اعمال سے نہ پا سکو، ان تمام امکانات کو پیش نظر رکھ کر تمہیں حق تعالیٰ کی رحمت کی طرف سے مایوس نہیں ہو جانا چاہیے۔ بیماری کی صورت میں جو سبق دیا جا رہا ہے۔ اس کی طرف دل و جان سے توجہ کرنی چاہیے۔ یہ ہی راستہ صحت و شفایابی کا ہے۔

گلشنے کز بگل دمد گردد تباہ

گلشنے کز دل دمد وا فرحتا (رومی)

بیماری کو شر مطلق نہ سمجھنا شفایابی کے لیے نہایت ضروری ہے۔ بیماری کو جلال کی صورت میں جمال خیال کرنا بیماری کی تکلیف کو دور کرنے کے لیے نہایت مفید ہے، بیماری کو پوشیدہ رحمت الٰہی جاننا شفایابی کا حکیمانہ یا سائینٹفک راز ہے۔

لیکن عضویت انسانی کے لیے درد فطرةً مکروہ ہے اور لذّت طبعاً محبوب، اب طبیعت پر عقل کو غالب کرنا، خاص انسانی کام ہے، اور یہ کام فکر و تدبر، مراقبہ و تعقل کے ذریعہ آسان ہوجاتا ہے، پہلے علم صحیح کا حصول ضروری ہے، پھر اس علم پر تفکر پھر عمل لازمی ہے، یہی مجاہدہ ہے۔ اور مجاہدہ کے ذریعہ کسی نعمت کا حصول ممکن نہیں جو مجاہدہ نہیں کرتے ان کے متعلق عارف رومی نے کیا خوب کہا ہے،

ترک عیسےٰ کردۂ خر پروردۂ

لاجرم چوں خر برونِ پردۂ!

(۱) علم صحیح :- یہ اوپر بتلایا جاچکا ہے کہ بیماری ہماری تطہیر کی ایک صورت ہے۔ اس سے ہمارے گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ ہوتا ہے۔ اس سے ہمارے درجات بلند ہوتے ہیں، اور وہ روحانی مقامات حاصل ہوتے ہیں جن کو ہم اپنے دوسرے نیک اعمال سے نہیں حاصل کرسکتے اس طرح بیماری رحمت کی ایک شان قرار دی جاسکتی ہے، اسی لیے امام غزالی کا قول ہے کہ

"اگر بندۂ مصاب حجاب بردارند وکشف غطا از دے پدارند مصائب را بر نعم برگزینند"

یعنے "اگر مصیبت زدہ سے وہ حجاب اٹھا دیا جائے جس کی وجہ سے وہ اپنی مصیبت اور دردوکرب کے اجر کو دیکھ نہیں سکتا، اور اگر اس کو اس کا علم ہوجائے تو پھر وہ مصیبتوں کو نعمتوں پر ترجیح دیگا تمام اصحاب کشف وبصیرت، جنھیں عرفاء و اولیاء کہا جاتا ہے، غزالی کے ساتھ متفق ہیں۔ اہل کشف وبصیرت اپنا علم تصفیۂ باطن تخلیۂ تخیل، کمال تبتل، دوام توجہ الی اللہ سے حاصل کرتے ہیں یہی

لوگ صراط مستقیم کے جادہ پیما ہیں، اور یہی طریقہ تمام انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے، ان میں سب سے زیادہ کامل ملت حنیفی و دین مصطفوی ہے، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو خبر دی ہے ہم اس پر یہاں غور کریں گے اور اپنی تشفی و تسلی کا سامان حاصل کرینگے، آپ کی تعلیم کے بعد ہمیں کسی اور جانب توجہ کرنے کی ضرورت نہیں:

مصطفےٰ اندر جہاں آنگہ کسے گوید ز عقل
آفتاب اندر فلک آنگہ کسے جوید سہا

(۱) بیماری ہماری تطہیر و تمحیص کی ایک صورت ہے:۔

اس بارہ میں متعدد حدیثیں ملتی ہیں مثلاً:۔

(۱) مَنِ ابتلاہ اللہ فی جسدہٖ فھو لہ حطۃ۔

جس شخص کو اللہ جسم کی کسی بیماری میں مبتلا کرے، وہ اس کے لیے گناہوں کا اتار (کفارہ) ہوگی۔

(۲) ما من شیٔ یصیبُ المؤمن فی جسدہٖ یوذیہ الا کفّر اللہ عنہ من سیئاتہٖ۔

جس شے سے بھی مومن کے جسم کو اذیت پہنچتی ہے اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے،

(اخرجہ احمد بن حنبل)

(۳) اذا رأیتم العبد الوٰہ اللہ بہ الفقر والمرض فان اللہ یرید ان یصافیہ،

جب تم کسی بندہ کو دیکھو کہ اللہ نے اس کو فقر یا بیماری کے الم میں مبتلا کیا ہے، تو سمجھ لو کہ اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اس کو گناہوں سے پاک و صاف کرے۔

(اخرجہ الدیلمی)

(۴) ساعات الامراض یذھبن ساعاتِ الخطایا۔

بیماری کی گھڑیاں گناہوں کی گھڑیوں کو لے جاتی ہیں۔

(اخرجہ البیھقی فی شعب الایمان)

(۵) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: قال اللہ تعالیٰ: اِذا وَجَّہتُ اِلیٰ عَبدٍ مِن عُبَیدِی مُصِیبَۃً فِی بَدَنِہٖ اَوفِی وَلَدِہٖ اَوفی مالہٖ فَاستَقبَلہ بصبر جمیل استحییت یَومَ القِیٰمۃِ اَن اَنصِبَ لَہٗ مِیزَانًا اَو اَنشُرَ لَہٗ دِیوَانًا (اخرجہ الحکیم الترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی بندہ کی طرف مصیبت کا رخ پھیر دوں خواہ اس کے جسم کی طرف یا اس کی اولاد یا مال کی طرف اور وہ صبر جمیل کے ساتھ اس مصیبت کا مقابلہ کرے تو مجھے شرم آئے گی، کہ قیامت کے دن اس کے لیے میزان قائم کروں یا اس کے لیے حساب کتاب کا دفتر کھولوں۔

(۶) عَن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال، قال اللہ تعالیٰ، اذا ابتلیت عبدی المؤمن فلم یشکنی الی عوّادہ اطلقتہ من اسری ثم ابدلتہ لحمًا خیرًا من لحمہ ودمًا خیرًا من دمہ ثم یستانف العَمَل۔
(اخرجہ الحاکم والبیہقی)

اگر میں کسی بندۂ مومن کو تکلیف وابتلاء میں ڈالوں اور وہ اپنے عیادت کرنے والوں کے سامنے میری شکایت نہ کرے تو میں اس کو اس قید سے رہائی دوں گا، اور اس کے گوشت کے بدلے اچھا گوشت اور اس کے خون کے بدلے اچھا خون دوں گا اور وہ از سر نو (حالت صحت ہی کی طرح وہ کام کرنے لگے گا۔

اس مفہوم کو عارف رومی نے دوسرے پیرایہ میں یوں ادا کیا ہے۔

او لم خم شکست و سرکہ بریخت — بانگ کردم کہ ایں زیانم کرد
صد خم شہد ناب از پئے آں — در خورم داد و شادمانم کرد

(۷) ما من مسلم یصیبہ اذیً من شوکۃ فما فوقہا الا حط اللہ بہا سیئاتہ کما تحط الشجرۃ ورقہا۔
(اخرجہ الشیخان)

کوئی مرد مسلم ایسا نہیں جس کو کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف پہونچے یا اس سے بڑھ کر دکھ ہو مگر اللہ تعالیٰ اس سے گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

اسی مفہوم کی ایک دوسری حدیث بھی ہے۔

(۸) مامن مصیبۃ تصیب المسلم الا کفر اللہ عنہ بھا حتی الشوکۃ یشاکھا۔ (اخرجہ احمد بن حنبل والشیخان)

جو بھی مصیبت کسی مرد مسلم کو پہونچے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ کردے گا حتی کہ کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف کیوں نہ ہو۔

(۹) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

مَنْ یعمل سُوْءً یجز بہ۔ (پ ۵ ع ۱۵)

جو شخص کوئی برا کام کریگا اس کے عوض میں سزا دیا جائے گا۔

تو یہ مسلمانوں پر سخت شاق گذری اور اس کی شکایت انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی کہ ہم میں سے کون ہے جو کچھ برا عمل نہیں کرتا۔ تو آپ نے فرمایا،

قاربوا وسددوا فکل ما یصاب بہ المسلم کفارۃ حتی نکبۃ ینکبھا والشوکۃ یشاکھا (اخرجہ مسلم فی صحیحہ)

قربت چاہو اور سیدھے چلو، بیشک ہر مصیبت جو مسلمان پر آتی ہے وہ اس کا کفارہ ہوتی ہے یہاں تک کہ جو رنج اس کو پہنچتا ہے اور کانٹا جو اس کو لگتا ہے۔

مالی مصیبت یا جسمانی اذیت پہونچنے پر اگر حق تعالیٰ کی شکایت نہ کی جائے تو مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

مَنْ اصیب مصیبۃ فی مالہ وجسدہ فکتمھا ولم یشکھا الی الناس کان حقا علی اللہ ان یغفر لہ۔ (اخرجہ الطبرانی)

جو شخص مالی یا جسمانی مصیبت میں مبتلا ہو اور اس کو پوشیدہ رکھے اور اس کی لوگوں کے سامنے شکایت نہ کرے تو اس کا حق تعالیٰ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے گناہوں کو معاف کردے۔

ولنعم ما قیل:- خاک تو آمیختہ از رنجہاست ۔۔۔ بر سر ایں خاک بسے گنجہاست

(ب) بیماری رفع درجات کا باعث ہے، اس بارے میں بھی کئی حدیثیں ملتی ہیں:-

(۱) اذا سبقت للعبد من اللّٰہ منزلۃ لم یبلغھا بعملہ ابتلاہ فی جسدہ واھلہ ومالہ ثم صبّرہ علیٰ ذالک حتی ینال المنزلۃ التی سبقت لہ من اللّٰہ عزّوجلّ۔	اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے لیے کوئی منزل یا مقام مقرر ہو چکا ہے جس تک وہ اپنے کسی عمل کی وجہ سے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم یا اہل وعیال یا اس کے مال کا نقصان کر کے اوس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور پھر اس کو صبر دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس مقام یا درجہ تک پہنچ جاتا ہے جو اسکے
(اخرجہ البخاری فی تاریخہ وابوداؤد)	لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے۔
(۲) ایسرکم ان تصحوا ولا تسقموا اتحبون ان تکونوا کالحمیر الضالۃ وما تحبون ان یکونوا اصحٰب بلاء وکفارات؟ ان العبد لیکون لہ المنزلۃ عند اللّٰہ ما یبلغھا بشیءٍ من عمل حتی یبتلیہ ببلاء فیبلغہٗ تلک المنزلۃ۔	کیا تم کو اس سے خوشی ہوتی ہے کہ تم ہمیشہ تندرست رہو اور کبھی بیمار نہ پڑو؟ کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم بھٹکے ہوئے گدھے کی مانند بن جاؤ اور تم کو یہ پسند نہیں کہ تم پر بلاؤں کا نزول ہو، اور یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہوں؟ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ بندہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک ایسا درجہ بھی ہے جو اس کے کسی عمل کی وجہ سے نہیں حاصل ہوتا بلکہ وہ
(اخرجہ الرویانی وابن مندہ وابونعیم)	بلا میں مبتلا ہونے اور پھر (صبر کرنے سے) یہ درجہ پاتا ہے۔

یہی حدیث دوسرے الفاظ میں آئی ہے،

مَنْ اَحَبَّ ان یصبح ولا یسقم؟ قالوا نحن، قال اَتُحِبُّوْن ان تکُونُوْا کالحمیر الضالۃ؟ الا تحبون ان تکونوا اصحٰب بلاءٍ وکفارات؟ فو اللّٰہ ان اللّٰہ لیبتلی المؤمن وما یبتلیہ الا لکرامتہ علیہ وان لہ عندہ منزلۃ ما یبلغھا بشیءٍ من عملہ دون ان ینزل بہ مِن البلاء مما یبلغہ تلک المنزلۃ	کون چاہتا ہے کہ ہمیشہ تندرست رہے اور بیمار نہ پڑے؟ لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم بے گھر اور بھٹکے ہوئے گدھے کی طرح ہو جاؤ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم پر بلاؤں کا نزول ہو، اور ان سے تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ مومن کو آزمائش میں ڈالتا ہے، مگر یہ ابتلا صرف اس کو عزت دینے کی وجہ سے ہوتی ہے قسم اللہ کی اللہ کے پاس ایک ایسا درجہ ہے جو بندے کو ہی کسی عمل کی وجہ سے نہیں حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ سب بلاؤں میں مبتلا ہونے اور اس پر صبر کرنے سے یہ درجہ
(اخرجہ ابن سعد)	پاتا ہے۔"

اس مفہوم کو عارف رومی نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

آں کسے را کہ چنیں شاہے کشد | سوئے تخت و بہتریں جائے کشد

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد | آنچہ در وہمت نیاید آں دہد!

درد و رنج اور بیماری و غم کو اس نقطۂ نظر سے دیکھ کر ہی منصور حلاج کی زبان سے یہ چیخ نکلی تھی۔

کے زآزار تو بیزار شود جان حسین | زخم چوں از تو رسد با ہمہ آزار خوشم

اور رومی نے کہا تھا کہ

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش　　بہر خوشنودی شاہ فرد خویش

اور اس قول کی مصلحت یہی سمجھ میں آتی ہے کہ

از حادثات در صف آں صوفیاں گریز

کز بود غم خورند و نابود شادماں!

رنج و غم درد و الم آزار و بیماری، ان درجات کے حصول کا ذریعہ ہیں، جن کا حصول کسی اور طرح ممکن نہیں،

(۳) اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ درجۃ لاینالھا الّا اصحاب الھموم۔　　جنت میں ایک ایسا درجہ یا مقام ہے جس کو صرف اصحاب ہموم (مصیبت) ہی حاصل کر سکتے ہیں،

(اخرجہ الدیلمی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم ازدہ)

بلاؤں کے نزول کے وقت اس مصلحت کا استحضار صبر کی ناتمنا ہی قوت تبلی کے قلب میں پیدا کر دیتا ہے اس لیے رنج و غم کی حالت میں ہمیں بار بار اس حدیث کی تکرار کرنی چاہیے۔

اذا احب اللہ عبداً صبّ علیہ البلاء صبًّا وثجہ ثجًّا　　جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس پر بلاؤں کا مینہ برساتا ہے۔

(اخرجہ الطبرانی فی الکبیر عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

بلاؤں کی یہ بارش ہی اس کے نفس کو ہوی و تمنا سے پاک کرتی ہے، قلب کی کجی یا زیغ کو دور کرتی ہے، اس تزکیہ و تصفیہ کے بعد ہی وہ حق تعالیٰ کی محبت کے قابل بنتا ہے'! اور خسرو کا ہم نوا ہو کر چیخ اٹھتا ہے،

ایں شربت عاشقی ست خسرو

بے خون جگر چشید نتواں!

اور پھر سنائی کا ہم زبان ہو کر کہتا ہے :۔

بہر چہ از دوست وا مانی چہ کفر آں حرف چہ ایماں

بہر چہ از یار دور افتی چہ زشت آں نقش چہ زیبا

اس علم صحیح کا حصول اور نقطۂ نظر کی یہ تبدیلیاں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خون جگر کے پینے اور رنج و غم کی بھٹی میں جلنے، سوز و قفِ سینہ برداشت کرنے ہی سے ہو سکتی ہیں، اور اس کے بغیر قرب کے خاص درجات کا حصول ممکن ہی نہیں درد و غم کی افادیت اس حدیث سے ہی سمجھ میں آ سکتی ہے :۔

عن ابي امامة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ـ عرض علىّ ربي ليجعل لى بطحاء مكة ذهبا قلت لا يا رب! اشبع يوماً واجوع يوماً (او قال ثلاثا او نحو هذا) فاذا اجعت تضرعت اليك واذا شبعت حمدتك ـ	ابوامامہ نے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے پروردگار نے میرے سامنے پیش کیا کہ مکہ کی وادی میرے لیے سونے سے بھر دی جا سکتی ہے، میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے یہ نہ چاہیے میں چاہتا ہوں کہ ایک روز پیٹ بھر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں، اور جب بھوکا رہوں تو تضرع کروں اور جب پیٹ بھر کھاؤں تو آپ کی حمد کروں۔

(اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن)

(۲) عمل صالح :۔ صادق و مصدوق صلے اللہ علیہ وسلم کے حلقوم سے یہ علم صحیح حاصل کرنے کے بعد کہ بیماری یا درد و غم رنج والم تبلی کے لیے بالآخر خیر ہی کی صورتیں ہیں، رحمت مطلقہ ہی کے مظاہر ہیں، شر نہیں ہمیں حق الیقین کے اس نقطہ

پر سمٹ کر آنا چاہیے، تمام شک وریب کو اپنے قلب سے دور کر دینا چاہیے نفس کی تمام غلط تمناؤں کو حرف غلط کی طرح محو کر دینا چاہیے اور بآواز بلند اعلان کرنا چاہیے کہ زندگی خیر ہے، اور صراط مستقیم کے۔۔ سالک کے لیے ہر واقعہ خیر ہی کا پہلو رکھتا ہے۔ اور محبوب حقیقی جل اسمہ، کا ہر کام پسندیدہ ہی ہوتا ہے۔ع

کاں پسندیدہ بجز کار پسندے نکند

جوں ہی بیمار کے قلب و دماغ سے یہ غلط تصور دور ہوا کہ بیماری شر کی صورت ہے اور اس ایجابی تصور نے جگہ لی کہ زندگی کا ہر تجربہ خیر کا پہلو رکھتا ہے اور بیماری بھی روحانی ترقی کا ایک ذریعہ ہے اور یہ محض اس امر کی اطلاع ہے کہ اس نے حدود اللہ سے تجاوز کیا ہے، اور مرض اسی معصیت پر تنبیہ ہے اور اس کا کفارہ ہے، اور اس کے ظلماتی اثرات کو دور کرنے کا ایک طریقہ، اس کی زبان سے یہ چیخ نکلے گی:۔

الٰهی کلما انعمت علی نعمة	الٰہی ہر وہ نعمت جو تو نے مجھے سرفراز کی
قل عندها شکری	اور اس پر میرا شکر کم رہا اور ہر وہ مصیبت
ویا من کلما ابتلیتنی ببلیة	جس میں تو نے مجھے مبتلا کیا، اس پر میرا
قل عندها صبری	صبر کم رہا! بس اے ذات پاک جس نے
فیا من قل شکری	انعام کے سرفراز کرنے میں میرے شکر
عند نعمته فلم یحرمنی	کی کمی کے باوجود مجھے محروم نہیں کیا، اور
ویا من قل صبری عند	اے وہ ذات جس نے آزمائش میں ڈالنے
بلائه فلم یخذلنی ویا من	پر صبر کی کمی کے باوجود مجھے رسوا نہیں کیا
رانی علی الخطایا فلم یفضحنی	جس نے مجھے گناہوں میں مبتلا دیکھ کر بھی
ویا من رانی علی المعاصی	میری پردہ دری نہیں کی، اور معاصی

فلم یعاقبنی علیہا صلّ علیٰ	میں مبتلا دیکھ کر بھی مجھ کو سزا نہیں دی
محمد و آل محمد واغفرلی	محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرمایئے
ذنبی وَ اشفِنی من مرضی	گناہوں کو بخش دے، اور مجھ کو میری
اِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شَیٍٔ	بیماری سے شفا دے بیشک تو
قَدِیر۔	ہر چیز پر قادر ہے!

اور اس چیخ کے نکلتے ہی الغیاث کی اس پکار کے بلند ہوتے ہی لا متناہی عزت و جبروت' لا محدود ملک و ملکوت والا آقا' جو ہم سے دور نہیں' بلکہ جو ہمارے پاس ہی ہے۔ رگِ جاں سے زیادہ قریب ہے" "بما از ما نزدیک تر" وہ الغیاث کی اس پکار پر اپنی خاص رحمتوں کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہو جاتا ہے، اور اس کی اس تجلی کے ساتھ ہی قلب پر سکینت کا نزول شروع ہو جاتا ہے اعصاب کا تناؤ دور ہو جاتا ہے اور شفا کا ظہور ہونے لگتا ہے، اور بیماری کی گرفت ڈھیلی ہو جاتی ہے، ضعف کی جگہ قوت' مرض کے بجائے صحت' توانائی' اور حیات لینے لگتی ہے' اب وہ اطمینان خاطر جمعیتِ نفس کے ساتھ ان کلمات طیبات کو اپنا ورد بنا لیتا ہے:

لا بأس! اذہب البأس	بیماری سے کچھ خوف نہیں، اے خلق
ربّ الناس، اشف انت	کے پالنہار تکلیف دور کر! تو ہی صحت
الشافی! لا شفاءَ الا شفاءُک	دینے والا ہے، صحت تیری ہی دی
فاشفنی شفاءً لا یغادِرُ	ہوئی ہے تو مجھ کو ایسی صحت دے کر
سقمًا!۔	کوئی بیماری باقی نہ رہے،
یاحلیم ویاکریم اشفنی۔	اے حلیم و کریم مجھ کو شفا دے،

کبھی اپنے بیمار جسم کے اس حصہ پر جہاں وہ درد محسوس کرتا ہے ہاتھ رکھ کر کہتا ہے:

اَعُوْذُ بعزۃ اللہِ وقدرتہ	حق تعالیٰ کی اس عزت وقدرت سے
علی الاشیاء کلھا! اعیذ	پناہ کا طلب گار ہوں جو تمام اشیاء
نفسی بجبار السمٰوٰتِ و	پر حاوی ہے، اپنی جان کو زمین وآسمان
والارض، و اعیذ نفسی	کے بادشاہ کی پناہ میں دیتا ہوں جس
بمن لا یضرّ مع اسمہ شیءٌ	کا نام لینے پر کوئی بیماری نقصان نہیں
من داء، واعیذ نفسی	پہنچا سکتی! اس کی پناہ میں دیتا ہوں
بالذی اسمہ برکۃ	جس کے نام میں برکت بھی ہے اور
وشفاءٓ ۔	شفا بھی!

اور کبھی ان الفاظ میں استغاثہ کرتا ہے، الحاح وزاری سے کام لیتا ہے

یا علی یا عظیم، یا رحمٰن	اے بلند وبرتر خدا، اے رحمٰن ورحیم
یا رحیم، یا سمیع الدعوات	خدا، اے دعاؤں کے سننے والے
یا معطی الخیرات صلِّ علیٰ	اور بھلائیوں کے عطا کرنے والے محمد اور آل محمد
محمد وآلہٖ، واعطنی	پر رحمت نازل فرما، اور مجھے دنیا و
من خیر الدنیا والاٰخرۃِ	آخرت میں وہ بھلائی عطا فرما
ما انت اہلہٗ واصرف	جو تیرے لائق ہے اور مجھ سے
عنی من شر الدنیا والاٰخرۃ	دنیا وآخرت کی وہ برائیاں
ما انت اہلہٗ واذھب	دور فرما جن کو دور کرنے کی تجھے
عنّی ھذا الوجع (وتسمیہ)	طاقت ہے! مجھ سے اس درد کو
فانہ قد عاظنی	دور فرما (یہاں درد کا نام لیا جائے)
واحزننی!	بے شک اس دکھ نے مجھے گلا دیا
	اور مجھے رنج میں ڈالا!

بیماری مردِ مومن کو غیر اللہ سے کاٹ کر حق سے جوڑ دیتی ہے! اب وہ حق تعالیٰ ہی کی یاد میں ان کی یافت وشہود میں مشغول ومنہمک ہوجاتا ہے، اور اسی حالت میں اس کی زبان سے یہ کلماتِ دعائیہ نکلتے ہیں، جو اس مرض کو دور کرنے میں تیر بہدف ثابت ہوتے ہیں،

اللّٰھُمَّ انك عَیَّرتَ اقواماً فی کتابكَ فقلتَ قل اُدعوا الذین زعمتم من دُونہٖ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلاً فیا مَنْ لایملك کشف ضری ولا تحویلہ عنی احد غیرك صلِّ علیٰ محمد وآلہٖ، واکشف ضُرّی وحوِّلہ الیٰ من یدعو امعك الھاً آخر فانی اشھد ان لا الٰہ غیرك۔

بارِ الٰہا! تونے اپنی کتاب میں ان اقوام کو شرم دلائی ہے، جن کے متعلق تونے کہا ہے "پکارو انہیں جن کو تم خدا کے سوا سمجھتے ہو کہ تمہاری تکلیف کو دور کرنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ نہ تمہاری تکلیف دور کر سکتے ہیں اور نہ اس کو پلٹ سکتے ہیں" اے وہ ذاتِ پاک جس کے سوا کوئی میری مصیبت کو دور کر دینے کی طاقت نہیں رکھتا؟ میرے رنج وسختی کو دور کر، اور اس کو اس کی طرف پلٹا دے، جو تیرے سوا کسی اور کو معبود قرار دیتا ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں!

اگر باوجود دعاء، تضرع وابتہال الی اللہ کے تمہیں ناکامی ہو تو مایوس نہ ہو جانا حق تعالیٰ کی رحمت سے یاس مومن کا شیوہ نہیں، مجاہدین جن کے بیرون نکلے بلند سے بلند چوٹیاں آجاتی ہیں، انھیں آزمایا جاتا ہے، اسی وقت ایمان محکم اور عزم ثاقب کی ضرورت ہوتی ہے۔ قلب زکی، اور ادب بارع کی ضرورت

ہوتی ہے! جب تمہیں یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ تم ہار چکے، وہی وقت تمہاری جیت کا ہوتا ہے، جب تم پر اضطرار کی حالت طاری ہو جاتی ہے، اور تم اپنے عجز اور افتقار الی اللہ کو کامل طور پر محسوس کرنے لگتے ہو تو اسی وقت اجابت کا دروازہ کھل جاتا ہے، اور اس وعدہ کے مطابق کہ:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ۔	کون ہے وہ جو ایک بیقرار دل کی پکار کو سنتا ہے، جب کہ وہ اس کو پکارتا ہے اور اس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے،

تمہاری مصیبت دور کر دی جاتی ہے غم کا بوجھ اٹھا لیا جاتا ہے، اور کلبۂ احزان کو گلستان بنا دیا جاتا ہے! اسی کیفیت کا احساس کر کے حافظ شیرازیؒ نے کہا تھا،

ہاں مشو نومید چوں واقف نۂ از سرِّ غیب
باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور!
حافظا در کنجِ فقر و خلوتِ شبہائے تار
تا بود وِردت دعا و درسِ قرآں غم مخور!

حالت اضطرار کی ایک آخری دعا کی تمہیں تلقین کر کے ہم تم سے رخصت ہوتے ہیں، حق تعالٰے تمہارے رفیق ہیں، وہ تم پر شفیق ہیں، اور ہر ضیق سے تمہیں نجات دینے ہیں، انہیں اس طرح مخاطب کرو،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ دُعَاءَ الذَّلِيْلِ الْفَقِيْرِ، اَدْعُوْكَ دُعَاءَ مَنْ قَدِ اشْتَدَّتْ فَاقَتُهٗ وَقَلَّتْ حِيْلَتُهٗ وَضَعُفَ عَمَلُهٗ مِنَ الْخَطِيْئَةِ وَالْبَلَاءِ! دُعَاءَ مَكْرُوْبٍ اِنْ لَّمْ تُدْرِكْهُ هَلَكَ، وَاِنْ لَّمْ تَنْتَعِشْهُ	اے اللہ! میں ایک بیمار ذلیل و فقیر کی طرح تجھے پکارتا ہوں، اس شخص کی طرح پکارتا ہوں جس کی غریبی سخت ہو گئی ہو، جس کے لیے کوئی تدبیر و حیلہ نہ رہا ہو، جس کا عمل کمزور ہو گیا ہو، جو گناہ و بلا کا نتیجہ ہے اس دردمند کی طرح پکارتا ہوں جس کو اگر تو نہ سنبھالے تو

فلا حيلة له! فلا تحط بي
يا سيّدي ومولاي مكرك
ولا تُثبت عليّ غضبك ولا
تضطرني إلى الياس من
روحك والقنوط من رحمتك
وطول الصبر على الاذى
اللّٰهم لا طاقة لي
ببلائك ولا غناء بي عن
رحمتك! انّي اتوجه اليك
بنبيّك وحبيبك صلوٰتك
عليه. فانك جعلته
مفزعًا للخائف فاكشف
ضُري وخلّصني من هذا
البلية الى ما عودتني
من عافيتك ورحمتك!!
انقطع الرجاء الا منك
يا الله - يا الله - يا الله

وہ ہلاک ہو جائے گا، اور اگر تو نہ بچائے
تو پھر کوئی تدبیر کوئی حیلہ نہ ہے پس اے
میرے آقا، میرے سردار، مجھے اپنے مکر میں
مبتلا نہ کر، اور مجھ پر اپنے غضب کا نشانہ
نہ بنا، اپنی رحمت سے مجھے مایوس اور
ناامید نہ کر، اور نہ اذیت پر طویل صبر
کی آزمائش میں ڈال! اے اللہ تیری
آزمائش کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اور
نہ تیری رحمت سے مجھے بے نیازی ہو سکتی
ہے، میں تیری طرف تیرے نبی اور حبیب
کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں جن پر تیرا
سلام و رحمت نازل ہو، جن کو تو نے
خوف زدوں کے دل کی ڈھارس بنایا
میرے درد و تکلیف کو دور فرما اور
مجھے اس بلا سے رہائی دے، اور اس
عافیت و رحمت کی حالت کی طرف
لے آ۔ جس کا تو نے مجھے عادی
بنایا تھا، تیرے سوا، ہر ایک سے میری
امید کٹ گئی، اے اللہ اے اللہ اے اللہ۔

له یہاں ذرا تغیر کیا گیا ہے اصل میں یوں ہے:- وهذا ابن بنت نبيك و
حبيبك صلوٰتك عليه به اتوجه اليك فانك جعلته ..... الخ

ابتلائیم می کنی آہ الغیاث!
اے ذکور از ابتلایت چوں اناث!

(رومی)

ان بنیادی تصورات کو سمجھ لینے کے بعد ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ان پر غور و فکر کریں اور ان کو قلب کی گہرائیوں میں اتاریں، اس غرض کے لیے آئندہ باب کے مراقبات مفید ہونگے وباللہ التوفیق،

باب ٦
مراقبات

(۱)

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ[1]

تمام نعمتیں ہمیں حق تعالیٰ ہی سے ملتی ہیں: وما بکم من نعمة فمن الله مبدا خیر سے صرف خیر ہی کا صدور رہوتا ہے۔ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ تمام حسنہ حق تعالیٰ ہی کی تجلی ہیں کیونکہ حق تعالیٰ جمیل ہیں اور جمیل سے صرف جمیل ہی کا صدور ہوتا ہے ان الله جمیل لا یصدر عنہ الا جمیل بیماری روگ یا عدم صحت جیسے عوارض حیات، صحت، قوت وسرور کے مبدا سے نہیں صادر ہو سکتی "سرور" کو بھی میں نے اس میں داخل کیا ہے کیونکہ باطنی سرور کا صحت سے قریبی تعلق ہے، اگر ہمارا قلب باطنی سرور سے مملو ہو تو صحت اس کا لازمی و ضروری نتیجہ ہے اس کے برخلاف اگر ہمارا قلب حصول صحت کے لیے پریشان ہو تو سرور کا اس میں ہرگز گذر نہیں ہو سکتا اور اس کے نتیجہ کے طور پر ہماری صحت اور زیادہ خراب ہو جاتی ہے،

جب ہم اس آیتہ کی تکرار کرتے ہیں وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ تو حق تعالیٰ کے اس وعدہ کے خیال ہی سے ہمارے قلب میں سرور پیدا ہوتا ہے، حق تعالیٰ صادق الوعد ہیں ان کے وعدہ کا تخلف محال ہے وہ ہر شے پر قادر بھی ہیں کوئی چیز ان کے لیے مشکل نہیں ان تیسیر کل عسیر علیک یسیر ہر مشکل کا آسان کرنا ان کے لیے

[1] جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتے ہیں۔ پ ۱۹ ع ۹۔

سہل ہے اس یقین کے قلب میں پیدا ہوتے ہی ہمارے قلب میں سرور بھی پیدا ہوتا ہے۔ یہ محض جذباتیت نہیں یہ ہم میں ایک نئی زندگی کی لہر کا پیدا ہونا ہے، یہ نئی زندگی صحت و قوت کمال و طاقت کی زندگی ہے،

صحت کے ظہور میں جو چیز اکثر مانع ہوتی ہے وہ صحت کے لیے حد سے زیادہ جہد ہے، بعض دفعہ ہم میں صحت کے حصول کی تمنا اس قدر قوی ہوتی ہے کہ تحت الشعور نفس پر اس کا الٹا اثر ہوتا ہے۔ اگر ہم صحت کی تمنا میں مرنے کی بجائے اس خام خیالی ہی کو ترک کر دیں، اور صرف اس صداقت کی تکرار کریں کہ اذا مرضت فھو یشفین اور نفس کو یقین دلائیں کہ ع

مرض و نبض و شفا بدست دیگرے است

تو فکر و غم کا بار ہمارے قلب سے اٹھ جاتا ہے اور فطری ربانی حالت کا ظہور ہوتا ہے جب ہم فکر و تفرقہ قلب کو حق تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد سے بدل دیتے ہیں جو ہم سے نہیں ہو سکتا اس کو تفویض کر دیتے ہیں اور اس کی رضا سے راضی ہو جاتے ہیں تو اس معجزے کا ظہور ہوتا ہے جس کی تمنا ہمارے قلب میں تھی۔ ہم صحت یاب ہو جاتے ہیں، ع

بسر دو گرم جہاں خاطرت چو راضی شد
تمام عمر آب سرد و نانِ گرم ست

(۲)

گر در دلِ تو گل گزرد گل باشی ۔۔۔ در بلبل بے قرار بلبل باشی!
تو جزوی و حق کل است اگر روزے چند ۔۔۔ اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

کلی قاعدہ یہ ہے کہ جس کا کوئی استثنا نہیں کہ اگر (مثلاً) ہمارے قلب و ذہن میں گلِ شاداب کا تصور قائم ہو جائے۔ اور کوئی دوسرا خیال مخل نہ ہو،

ہے، تو فرح و سرور سے قلب کی فضا معمور ہو جاتی ہے اور طمانیت و سکینت ہمارا حال ہو جاتا ہے انفس یا باطن کی یہ کیفیت خارج یا آفاق پر بھی طاری ہو جاتی ہے۔

اسی قاعدہ کے تحت اگر ہم اپنی محبت کا مرکز حق تعالےٰ کی ذات کو قرار دے لیں، جو تمام رحمتوں اور نعمتوں کا مبداء ہیں، اور فرح و سرور کا مرکز تو پھر تمام قوانین حیات کے ساتھ کامل تطابق و توافق پیدا ہو جاتا ہے، اور ہمارے تمام حالات میں کامل ترتیب اور ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور تمام دردوں کا درماں مل جاتا ہے اسی راز کو رومی نے یوں ظاہر کیا ہے

آں کہ شد اسپش بشاہِ فردِ خویش
یافت درماں ہائے جملہ دردِ خویش

فساد و بیماری کا اثر اُن قلوب پر نہیں ہوتا جن کا قبلۂ توجہ حق تعالیٰ کی ذاتِ کاملہ ہے۔ فساد و اختلال پیدا کرنے والی بیماریاں اس شخص کے بدن پر حملہ نہیں کر سکتیں جس کا قلب ہر آن ملازم حق ہوتا ہے، اور جس کو حضور مع اللہ نقد دم ہے! افسوس تو اس کا ہے ہم اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے ہمیں ناممکنات کی توقع بھی لوگوں سے نہ کرنی چاہیے، لیکن اتنا مشورہ ضرور دیا جا سکتا ہے کہ ہر روز چند لحظوں کے لیے نیاز و شکستگی کے ساتھ ذات الٰہی کی طرف توجہ کریں، جو ہماری زندگی کا مبداء و منشاء ہے اور ان لحظوں میں سرور و سکینت اپنے قلب پر طاری کریں، اس عرصہ میں تمام منفی خیالات سے قلب کو خالی کر دیں، تمام حرص و انانیت، عداوت و نفرت، درد و نایافت سے فارغ ہو جائیں اور قلب کو محبت و انس سے پر کر لیں اور سکون سرور کا اس کو مرکز بنا لیں۔ سلبی جذبات و منفی خیالات کا قلب و ذہن سے دور ہو جانا ہی قلب میں سکینت و سرور کا پیدا ہونا ہے۔ ؏

از خود چو گذشتی ہمہ عیش است و خوشی

خوب سمجھ لو کہ شفا یا صحت کے لیے جدو جہد، جاں فشانی و تکلّف اور صحت ہی کے خیال کو مقصد اعلیٰ قرار دینا نادانی اور غلطی ہے، نفسیات کی زبان میں اس غلطی کو یوں واضح کیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے ہم اپنے تحت الشعور نفس پر یہ اثر قائم کرتے ہیں کہ ہم بیمار ہیں۔ جب یہ خیال تحت الشعور میں پیدا ہو جاتے کہ ہم بیمار ہیں تو پھر کوئی خارجی تدبیر کارگر نہیں نہیں ہوتی، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہم حق تعالیٰ کی طرف قلب کو متوجہ کریں اور ان ہی کی ذات کاملہ کو اپنا قبلہ توجہ قرار دیں اور عاشق کی زبان میں یوں نغمہ سنج ہوں:

قبلہ و محراب من ابروئے دلدار است و بس

ایں دلِ شوریدہ را بایں چہ و باآں چہ کار!

اب فمن لہ المولیٰ لہ الکل کے قانونِ کلّی کے مطابق وہ ساری چیزیں بطور ضمیمہ ہمیں حاصل ہو جاتی ہیں جو ایک کامل زندگی کے لیے ضروری ہیں، ان میں صحت و قوت بھی ہے فرح و سرور بھی ہے، اور رزق وافر بھی ہے، اور سکینت و طمانیت بھی ہے ع

ترا ممکن چنیں دولت تو از بے دولتی غافل

۳

پاک بیں از نظر پاک بہ مقصود رسید

احول از چشم دو بیں در طمع خام افتاد

انسان کا حقیقی جسم ذرات خاک سے مرکّب نہیں، بلکہ ذرات نور سے مرکب ہے اور اسی لیے یہ کامل و مکمل ہے، اور مرض و فساد حال سے منزّہ ہے۔ اگر ہم اپنے جسم کو مادی اور فساد پذیر جوہر سے مرکب سمجھتے رہیں، جس سے زمین اور ستارے بنے ہیں، تو ہم کبھی فساد و اختلال کی سطح سے بلند نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ مرض، بیماری، فساد اختلال ہی کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔

اگر اس کے برخلاف ہم اپنے جسم کو نور سے مرکب تصور کریں تو بجائے فسادِ

حال سے متاثر ہونے کے ہر آن نئی شان کا مظہر بن سکتے ہیں حق تعالیٰ کے سوا، کسی چیز کو دوام نہیں سبحٰن الذی لم یزل ولا یزال وہی حقیقی و اصلی جوہر ہے۔ یہی حقیقی جوہر کائنات کا مقوّم ہے۔ اگر ایک لحظہ کے لیے اس حیّ وقیوم کی توجہ حفظ و ضبط کائنات سے ہٹ جائے تو تمام مظاہرِ صُوَر و اشکال اسی آن فنا ہو جائیں۔ اسی معنی میں کہا گیا ہے۔

پناہ بلندی و پستی توئی

ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی

اگر ہم اپنے جسم کو اسی نور کا مظہر سمجھیں کہ اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اپنے خیال یا تصور کو پختہ کرتے جائیں اور "یقین تر کامل تر" کو پیش نظر رکھ کر یقین کامل کرتے جائیں اور خود کمال کے اعلےٰ مراتب کی طرف بڑھتے جائیں تو رفتہ رفتہ ہمارا جسم نورانی ہوتا جاتا ہے اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعا اللّٰھمّ اجعلنی نُوراً اے اللہ مجھے نور کر دے متحقق ہو جاتی ہے۔ اور مولانائے روم کی اس ہدایت پر عمل ہو جاتا ہے،

قطرۂ نوری سراپا نور باش

بگزر از غم دائما مسرور باش

تجدید ایمان سے جسم کی تجدید عمل میں آتی ہے جسم کا ہر ذرّہ نورانی ہوتا جاتا ہے نئی ہستی نیا وجود ملتا جاتا ہے، ضعف کی جگہ قوت، مرض کی بجائے صحت و توانائی اور حیات حاصل ہوتی جاتی ہے، ہمارا رخ مبداء نور کی جانب ہوتا جاتا ہے، اور ہم قطرۂ نور سراپا سرور ہوتے جاتے ہیں،

صاف طور پر سمجھ لو اگر ہم اپنے جسم کو ہمیشہ خاک ہی کا سمجھتے رہیں جو مرض و فساد تلف و انحلال کا مرکز ہے، تو ہم ہمیشہ مختلف آزار و امراض کا شکار ہوتے رہتے ہیں، ہمارا تخلیقی تخیل ہمارے خیالات کے مطابق احوال پیدا کرتا رہے گا۔ اگر ہمارے خیالات

یا افکار نقص کے تحدید و تنقید کے ہوں تو ان ہی کا ظہور ہمارے جسموں میں ہو گا یہ راست نتیجہ ہونگے ہمارے افکار و خیالات کا، لیکن اگر ہم اپنے علم کی تصحیح کریں، اور اپنے فکر و خیال کی اصلاح کریں اور اپنے جسم کو خاک کا خمیر نہ سمجھیں، بلکہ قطرہ نور خیال کریں تو تخیل تخلیقی کی قوتِ صحت و سرور، قوت و حیات، کے سوا جسم میں کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتی اور ہم مرض و غم، آزار و رنج، سے نجات پاتے ہیں۔

سوئے نومیدی مرو کامیدہاست
سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست

(رومی)

(۴)

ع
مرض و نبض و شفا بدست دگیرے ست

ہماری زندگی اور وہ نازک نظام ضبط و تعدیل جس کا نام ہم نے صحت رکھا ہے، حیات کے اس مبداء واحد ہی سے صدور کرتی ہے، جو ساری کائنات کا سرچشمہ تخلیق ہے، اور محض ہمارے کسی عمل یا فعل کا نتیجہ نہیں ہے،

بالآخر ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ گو مختلف تدابیر انسانی جیسے فزیکل کلچر، (ورزش جسمانی) علاج فطری علاج خود ایغاذی، مابعد الطبیعیاتی علاج، دعا، روحانی شفابخشی وغیرہ ان سب کا نظام عالم میں ایک مقام ہے، اور ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ اور اپنے مقررہ وقت پر ٹھیک ہے تاہم تمام زندگی مبداء واحد اور کامل صحت، رب کائنات تخلیق کے سرچشمہ و مبداء و مرکز ہی سے صادر ہوتی ہے،

اے ہمہ ہستی زتو پیدا شدہ
خاک ضعیف از تو توانا شدہ

(نظامی)

اگر ہم اپنی اچھی صحت پر ناز کرنے لگیں اور یہ سمجھیں کہ یہ ہماری تصحیح فکر کا نتیجہ ہے، تو ہم پر کسی مرض کا حملہ ہو جاتا ہے، اور اس طرح ہمیں آگاہی ہو جاتی ہے کہ ہم نے زندگی میں خدا کو فراموش کر رکھا ہے۔ تصحیح فکر نے ہمیں زندگی وحیات عطا نہیں کی ہے، بلکہ یہ ہمیں حق تعالےٰ سے ملی ہے، جو تمام کائنات وصحت کا مبداء و مرکز ہیں۔ ہماری ساری تدابیر اچھی ہیں اور ضروری بھی یہ ادنےٰ سے اعلیٰ مقام تک رسائی کا ذریعہ یا وسیلہ ہیں، لیکن یہ ہمیں اس مقام ہی تک پہنچا سکتی ہیں، جہاں پہنچ کر ہمیں یہ شعور ہوتا ہے کہ حق تعالےٰ ہی حیات وصحت کا مبداء واحد ہیں اور ہم یہ تسلیم کرتے ہیں، کہ بالآخر ہمیں اپنی ساری تدبیر و اختیار اور حول وقوت سے کامل طور پر منخلع ہو کر اپنے رُخ کو اسی واحد مبداء نور وصحت ہی کی طرف کر دینا چاہیے،

اس شعور کے پیدا ہوتے ہی کہ ہماری صحت کا کامل انحصار حق تعالےٰ ہی پر ہے بنض وشفا ان ہی کے ہاتھ میں ہے، صرف وہی واحد مبداء شفا ہیں دار الشفا ہیں ہمیں بحوائے وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا تمام ماسویٰ کی قلب سے نفی کرتے ہوئے، اپنے آپ کو حق تعالےٰ ہی کے قدموں پر ڈال دینا چاہیے، جو تمام صحت وشفاء اور خیر وعطاء کا مبداء ہیں:

"میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ حیات کا مبداء آپ ہیں، اور آپ کی عطاء کے بغیر میری زندگی ہی نہیں، میں نے بالکلیہ اپنی ذات کو آپ کے سپرد کر دیا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ میری ساری تدابیر فضول اور بیکار ہیں جب تک کہ آپ کی حیات کا مجھ میں ظہور نہ ہو، آپ کی شفا کی مجھ پر تجلی نہ ہو،

اسی تبتل وانقطاع کی حالت میں کہا جاتا ہے کہ قصّاب کی زبان سے یہ اشعار نکلے تھے اور اسی آن شفا کی تجلی نے اس کو ایک مہلک مرض سے نجات بخشی وہ اشعار یہ ہیں،

اے ذات پاکت از ہمہ ماسوا سوا ۔۔۔ وز درگہ تو یافت ہر بے نوا نوا

از ضعف تن چو کاہ بدیوار ماندہ ایم ۔۔۔ مارا ز جذب عشق تو چوں کہربا ربا

در دم چہار موجہ دریائے خوں شود ۔۔۔ در کشتئی کہ نیست دم و ناخدا خدا

قصاب خستہ دل کہ بسوئے تو کردہ رو ۔۔۔ او را ببخش از در دار الشفا شفا

دردوغم کی حالت میں ماسوٰی سے تجرید کی کیفیت پیدا کر کے ان اشعار کے تکرار کی ہم سفارش کرتے ہیں ۔ ان اشعار سے قلب ماسوائے حق سے کٹ کر حق تعالےٰ ہی کے قدموں پر سجدہ ریز ہو جاتا ہے ، ایسی حالت میں شفا کی تجلی یقینی ہے ،

(۵)

اے در صفت ذات تو حیراں کہ دمہ ۔۔۔ از جملہ جہاں خدمت درگاہ تو بہ

علت تو ستانی و شفا ہم تو دہی ۔۔۔ یارب تو بفضل خویش بستان و بدہ

حقیقی روحانی شفا یا بی صحت کو کسی خارجی شے میں تلاش کرنے کا نتیجہ نہیں بلکہ نتیجہ ہے تسلیم نفس کا اس حیات مطلق کے آگے جو ہم پر محیط ہے ، اور ہم ہی سے اپنا ظہور چاہتی ہے ،

گزشتہ زمانہ میں ہم نے بڑی رغبت و اہتمام کے ساتھ صحت و آرام کی تلاش کی ہے ، ان کے حصول کے لیے جدوجہد کی ہے ، لیکن ان کے بجائے ہمیں صرف مرض و تکلیف ہی سے سابقہ رہا ہے ، خود ہماری اس رغبت و اہتمام ہی نے ہمیں اپنے مطلوب و محبوب سے محروم رکھا ہے ، حیات محض تلاش سے حاصل نہیں ہوتی گو تلاش و سعی ایک حد تک ممد ہو سکتی ہے ۔ حیات کا ہم میں ظہور کامل اسی وقت ہوتا ہے جب ہم اپنے سے بے خبر ہو کر نفس کے سدِ سکندر کو درمیان سے اٹھا کر سرِ تسلیم خم کر دیں ،

تا چند دلا بہ ایں و آں آمیزی

انگاہ کہ مرد شوی کہ زینہا خیزی

ہمیں اپنی مضطربانہ تلاش وسعی کو موقوف کر دینا چاہیے، اور اس کی بجائے سکون وطمانیت، سکینت و رضا کا پہلو اختیار کرنا چاہیے، ہمارے قلوب کی دعا یہ ہونی چاہیے "حق تعالیٰ میں نے آپ کی حیات مطلق کے لیے اپنے نفس کا دروازہ کھول دیا اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ میرے ظاہر و باطن کو اپنی حیات سے بھرپور کر دیجیئے اور مجھے اس راہ پر لے چلیئے جس کی طرف آپ مجھے لے چلنا چاہتے ہوں"

خوشنودیٔ تست مطلب ما

یارب رحمے بیار ربّ ما

میں اپنے نفس کی ساری جدو جہد کو ترک کرتا ہوں۔ اپنے نفس کو کاملاً وشاملاً آپ کے تفویض کرتا ہوں اپنے سارے امور آپ کے سپرد کرتا ہوں اپنے رخ کو آپ ہی کی طرف کیے لیتا ہوں۔ آپ کے سوا میری کوئی پناہ ہے نہ آسرا۔

گر ہر دو جہاں دہند ما را

چوں وصل تو نیست بینوائیم

میرا سکون آپ ہی سے ہے۔ آپ ہی میری حیات کے مالک ہیں، میں جدوکد سے باز آیا۔ میں نے صرف اپنی ذات کو اپنی خودی سے خالی کر دیا تاکہ آپ کی حیات کا مجھ میں نفوذ ہو اور آپ کی رضا کا مجھ میں ظہور رہو۔

المنۃ للہ دلم صید غمت شد

واز خوردن غم ہائے پراگندہ برستم

تمام جدو جہد، تمام سعی و کوشش ختم ہوئی، آپ کا حضور، آپ کا قرب، آپ کی رضا، آپ کا جمال، آپ کا خیال، آپ کا عشق، آپ کا جنون۔

کونین را چو نعلین انداختیم و قتیم

دیوانگانِ شاہیم زند برہنہ پائیم

قلب کی اسی کیفیت میں شفا بخشی کا راز پنہاں ہے،

(۶)

گرچہ رہ بیم ناک داری

اللہ معک چہ باک داری

جب بیماری، ضعف، عجز، وکسل اور غم واندوہ کے اندیشے تم کو اذیت دینے لگیں تو:۔

(۱) سب سے پہلے تم ان کی پوری قوت کے ساتھ نفی کرو۔ اپنے دل و دماغ میں سے انہیں خارج کر دو اور یقین و ثبات کے ساتھ اپنے نفس و قلب کو مخاطب کر کے کہو کر:

جو قوت میرے باطن میں ہے وہ اس سے کہیں زیادہ عظیم ہے جو خارج میں ہے۔

میانِ جانِ من جز تو دگر نیست

زہے ذوقے کہ کس را ایں خبر نیست

(۲) اب تخیل کی نگاہ سے خود کو دیکھو کہ ہشاش وبشاش اور بسّام[۱] ہو۔ صحت مند و توانا و کامل ہو، جیسی کہ خود یہ قوت باطنی ہے۔

شادی جاوید کن زدوست تو

تا نہ گنجی ہمچو گل در پوستِ تو

(۳) وجدان واحساس کی قوت کو کام میں لاکر اپنے باطن میں حیاتِ نو کی اس قوت کا ادراک کرو، جو تمہارے ہر رگ و ریشہ میں ساری و جاری ہے، اور اس قوت سے کہیں اعلیٰ و برتر ہے جو حیوانات میں پائی جاتی ہے، اور حیوان جیسے انسان میں ہوتی ہے، کچھ دیر اس وجدان کی کیفیت میں غرق رہو۔

قطرۂ نوری سراپا نور باش　　بگزر از غم داتما مسرور باش

[۱] زیادہ تبسم کرنے والے۔ ۱۲۔

(۳) زبان شکر سے یہ الفاظ نکلنے چاہئیں:

"میں حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میری روح میں، باطن میں نہ مرض ہے نہ فساد، نہ درد ہے نہ غم۔ یہاں ایک کامل الٰہی نظام ہے جو ہر جہت سے کامل ہے اور یہی نظام میری زندگی پر حاوی ہے اور اس طرح میری زندگی بھی کمال میں بسر ہو رہی ہے"۔

عمیق روحانی زندگی کا راز یہ ہے کہ اگر ہم نور، سرور، سکون کا اپنے خارجی حالات میں مشاہدہ کرنا چاہیں تو ہمیں ان کا ادراک پہلے اپنے باطن میں کرنا چاہیے۔ ہر روز ہمیں اپنے باطنی سرور، نور و سکون کا وجدانا پانا ضروری ہے۔ اگر ہم اس "شغل باطنی" کو ترک کر دیں تو بہت جلد ہم یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ ہمارے خارجی حالات بگڑ رہے ہیں اور ہماری روح پر ظلمت کے بادل چھا رہے ہیں اور ہماری صحت ٹوٹ رہی ہے۔ اس لیے کچھ عرصہ تمام مقیدات و جزئیات کے اندیشہ سے فارغ ہو کر ہمیں "مست حال" ہو جانا چاہیے، اور باطنی حسن و جمال کے مشاہدہ میں گم، جیسا کہ خواجہ دردؔ نے اپنا حال بیان کیا ہے۔

ما بندۂ آن حسن و جمالیم ہمہ   وارستہ ز ہر فکر و خیالیم ہمہ
مستقبل و ماضی علما می دانند   ما درویشیم مست حالیم ہمہ

(۷)

مقاومت نہیں بلکہ معاونت

کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ باطنی مقاومت و تنازع سے کس قدر بیماریاں اور روگ پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب جانتے ہیں کہ یہ بہت زیادہ ہوتے ہیں جوں ہی ہمیں درد کا احساس ہونے لگتا ہے یا کسی علامت کا ظہور ہوتا ہے۔ ہمارا ذہن اس کے خلاف کام کرنے لگتا ہے۔ ذہن کی یہ مقاومت جسم میں اختلال پیدا کرتی ہے اور نظام عضویت میں اضطراب، ہمارے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے درد، یا اس کی علامت

کی مقاومت کے بجائے اس سے معاونت کریں یعنی اس کا ساتھ دینے کو تیار ہو جائیں اپنے مخالف سے اتفاق کرلیں' اور مبداء صحت و شفا حیات الٰہیہ کی قوت شفا کو اس معاملہ میں اپنا کام کرنے دیں کہ وہ ہمیں اس تجربہ سے گذار کر صحت و شفا کے بلند تر مقام تک پہنچا دے قلب کی پکار یہ ہو۔

خود را نمودی اے احد! اندر نقوش بے عدد

جز یک نمی بینم ترا اگرچہ ہزاراں شاں توئی

جوں ہی ہم نے مقاومت و مخالفت ترک کر دی' باطنی تنازع رفع ہو جاتا ہے اور ہم میں جو کامل حیات الٰہیہ کام کر رہی ہے اس کو اپنے ظہور کا موقع مل جاتا ہے۔ مقاومت و مخالفت ترک کرنے سے ہم شر کے آگے سپر افگن نہیں ہو رہے ہیں بلکہ خیر کو ظہور کا موقع دے رہے ہیں' اگر ہم در دیا اس کی کسی علامت سے خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس کو شر قرار دے رہے ہیں۔ اب وہ ہمارے لیے قطعاً شر قرار پاتی ہے۔ حالانکہ وہ بذاتِ خود ہر گز شر نہیں ہے

ہر نیک و بدے کہ در شمار است

چوں در نگری صلاح کار است

جس بندۂ حق نے اپنا ظاہر و باطن دوست کے لیے تسلیم کر لیا ہے۔ اس کے کسی تجربہ میں شر کا ظہور نہیں ہوتا۔ ہر ابتلا یا نا ملائم طبع تجربہ' اگر تسلیم کر لیا جائے اور اس کو عطائے دوست سمجھا جائے تو اصل میں وہ ایک نعمت اور ترقی کا ایک زینہ ثابت ہوتا ہے۔

ہمارے باطن میں حیات الٰہیہ تہذیب و تجدید کے عمل میں مصروف ہے ہمارے جوہر کو بدل رہی ہے۔ اور حیرت انگیز کام کر رہی ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے بظاہر ہمارے نظامِ عضویت میں اختلال پیدا ہو' لیکن اگر ہم اس کو دفع کرنے

کی کوشش کریں تو یہ بیماری اور روگ کی صورت اختیار کرلے گا اور اگر اس کو تسلیم کرلیا جائے اور اس کے ساتھ معاونت کا رویہ اختیار کیا جائے تو یہ ہمیں حیات و ہستی کی اعلیٰ منزل تک پہونچا سکتا ہے۔ ؏

تا ز خود وا نہ رہی نیست ترا ایچ علاج

ہمیں یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ واحد وسیلۂ نجات نفس میں حیات الٰہیہ کا ادراک ہے۔ جسم کا استخلاص اپنے باطن میں حیات الٰہیہ کے حضور و شہود ہی پر منحصر ہے، جو اپنی لامتناہی قوتوں کے ساتھ ہمارے اندر مصروف عمل ہے۔ حیاتِ الٰہیہ کا ایک حصّہ ہی نہیں، بلکہ کل لامحدود حیات ایک نقطہ پر مصروف عمل ہے۔

در دلِ صافی تواند دید عیاں   آنچہ پنہاں است از خلق وجہاں

(۸)

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

"جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا بخشتا ہے۔"

یہ نہیں کہا گیا کہ "شفا بخشے گا"، بلکہ کہا جارہا ہے کہ "وہ شفا بخشتا ہے۔" وعدے کا تعلق صرف آنے والے زمانہ ہی سے نہیں ہے۔ یہ وعدہ نہیں کیا جارہا ہے کہ اگر کافی عرصہ دعا کی جائے تو شفا دی جائے گی، بلکہ خبر کا تعلق زمانۂ حال و استقبال دونوں سے ہے۔ شفا نقد وقت ہے۔ ہمیں شفا دی جاتی ہے عاجلاً و کاملاً۔ اگر ہم ایمان و ایقان کی قوت سے کام لیں تو شفا فوری ہے اور اگر ہم یقین نہ کریں تو پھر بھی خبر سچی ہی ہے۔ کیونکہ یہ فضلِ ایزدی کی دائمی صورت کا بیان ہے۔ یا مبدا رحیات سے رواں دواں ایک روحانی حرکت یا عمل کا اظہار ہے۔ ہمارا یقین نہ کرنا اس واقعہ کی صداقت کو متغیر نہیں کرسکتا۔ حق تعالیٰ ہر حال میں شافی مطلق ہیں۔ مرض و نبض شفا ان ہی کے ہاتھ ہے ہمارے یقین کا فقدان ہمیں شفا کی تجلی سے محروم کردیتا ہے اور بس!۔

اصل صد یوسف جمالِ ذوالجلال　　　　اے کم از زن شو فدائے ذوالجلال

(رومیؒ)

کہا جاتا ہے کہ ایک جہاز اپنے صحیح راستہ سے بھٹک گیا تھا۔ اس کا پانی ختم ہو گیا اور مسافر مرنے لگے، کچھ دن بعد انہوں نے دور سے ایک دوسرے جہاز کو دیکھا اور اشارہ کیا کہ "ہم پیاس سے مر رہے ہیں اور پانی کی سخت ضرورت ہے"۔ انہیں جواب ملا، "جھکو اور پیو"۔ واقعہ یہ تھا کہ ان کا جہاز میٹھے پانی میں چل رہا تھا اور ان کو اس کی خبر نہ تھی۔ بالکل اسی طرح ہم بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ باوجود اس امر کے کہ مبدائے حیات خود صحت و شفار کا مبدأ ہے، یہ اس لیے ہوتا ہے کہ خوابِ جہل نے ہمیں حرم قرب سے دور پھینک دیا ہے۔ سچ کہا ہے رومیؒ نے کہ ؎

یک سبد پُر نان ترا بر فرق سر　　　　تو ہمی جوئی لبِ نان در بدر

تا بزانوئے میان قعر آب　　　　وز عطش و ز جوع گشتی خراب

ہمیں صحت کی تلاش میں دربدر ٹھوکریں کھانے کی قطعاً ضرورت نہیں اور نہ ہماری زندگی "برگ و بر" پہ موقوف ہے۔ ہمیں صرف اس کا دامن پکڑ لینا ہے، جو تمام امراض و آلام سے منزّہ اور تمام صحت و شفا کا مبدار ہے۔

دامن او گیر اے یار دلیر　　　　کو منزّہ باشد از بالا و زیر　(رومی)

اس کا وعدہ سچا اس کی رحمت وسیع، اس کی نعمت فراخ ہے اپنے شافی ہونے کا وہ اعلان کر رہا ہے۔ ہمیں اسی خبر پہ پورا یقین رکھنا چاہیے، بجائے اس کے کہ ہم اپنی بیماریوں پر اپنی توجہ کو مرکوز کر دیں۔ اس کے وعدے پہ ہمیں اپنے یقین کو پختہ کرنا چاہیے۔ اگر ہم اس کا شکر ادا کریں کہ وہ ہمیں بیماریوں سے شفا بخشتا ہے تو ہماری زندگی میں یہ وعدہ قطعاً پورا ہو کر رہتا ہے ؎

ما شرابِ عیش می خواہیم مگر بے دُردِ غم　　　　صاف نوشاں دیگر اند و دُرد نوشاں دیگر اند

(۹)

قبلہ و محراب من ابروئے دلدارست وبس

ایں دل شوریدہ را بایں چہ وبا آں چہ کار

ہر نقص و فقدان۔ اس میں فقدان صحت بھی شامل ہے کا کامل علاج یافتِ حق ہے!
اس یافت کے بعد ہماری زندگی کی تمام ضروری چیزیں ضمنِ ضمیمہ کے طور پر ہماری زندگی سے ملحق ہو جاتی ہیں۔ ہماری تمام پریشانیاں اور بیماریاں یافتِ حق سے محرومی کا نتیجہ ہیں کسی زحمت یا پریشانی کا علاج اس کے دفع کرنے کے لیے جدوکد میں پریشان ہونا نہیں ہے نہ ان پر اپنی توجہ مرکوز کرنا ہے، اس سے تو حالات اور زیادہ خراب ہو جاتے ہیں بلکہ فرار الی اللہ ہے، توجہ بحق ہے اور اپنے قلب و روح کو یادِ حق سے مملو کرنا ہے، اسی کا فقدان ہمارے درد و زحمت کا اصلی سبب ہے:۔

ترک عیسیٰ کردہ خر پروردۂ لاجرم چوں خر بروںِ پردۂ

ہر آفت و مصیبت، ہر شدت و بلیت، ہر درد و بیماری اصل میں عدم کفایت" کی بیماری ہے، جسم کی نہ سہی زندگی کی بیماری ضرور ہے۔ اس عدم کفایت کی تلافی حق تعالیٰ کے پانے سے ہی ہو سکتی ہے۔

کسے کہ روئے تو بیند حدیث گل نہ کند کسے کہ مست تو باشد حدیثِ گل نہ کند

نفسیات کا یہ ایک مشہور اور مسلمہ اصول ہے کہ ہم کسی عادتِ بد کا مقابلہ کر کے اس کو دور نہیں کر سکتے بلکہ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس کے بالمقابل اچھی عادت کی تعمیر کریں، بالکل اسی طرح کسی بیماری کو دفع کرنے کا یہ طریقہ نہیں کہ اس پر ہم اپنی توجہ کی ساری قوتوں کو مرکوز کر دیں، بلکہ ہمیں توجہ کو اس کی طرف سے پھیر کر حق کی طرف منعطف کر کے حق تعالےٰ کی قوت و حیات سے معمور و لبریز ہو جانا چاہیے کچھ عرصہ بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اسی دوران میں جبکہ ہم نے مرض کو فراموش کر دیا تھا، صحت و شفا کی تجلی نے اپنا کام کر لیا اس لیے

تو کہا تھا کسی فرزانہ نے ؎

در گزر از علم و عقل خویشتن　　　باش ساکن پیش ربّ ذوالمنن

اسی لیے ہمارا مطلوب و مقصود شفا کا پانا نہیں بلکہ خدا کا پانا اور اس کے حضور میں زندگی کے یہ دن بسر کرنا ہے۔ اب ہماری زندگی میں جس چیز کا بھی فقدان ہوتا ہے خود بخود اس کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اگر ہماری زندگی میں صحت و شفا کا فقدان ہے تو اس کی تکمیل اسی صورت سے ہو جائے گی، جب ہم حق تعالیٰ کی ذات پر اپنی توجہ کو مرکوز کر دیں کیونکہ وہ حیات و صحت و کمالِ مطلق ہے۔ جب ہم اپنے ذہن و بدن قلب و روح کو حق تعالےٰ کے حضور سے پُر کر لیتے ہیں تو ہمارے سارے نقائص و امراض رفع ہو جاتے ہیں، اور ہم حق تعالیٰ کی حیات و صحت و کمال سے مملو ہو جاتے ہیں ؎

ہیزمے بودم بجنگل ناگہاں　　　در کرہ آتش فتادم جملگی آتش شدم

ہمیں چاہیے کہ ہر روز کچھ وقت مراقبہ کے لیے مختص کر دیں، جس میں شفا کا نہیں بلکہ حق تعالیٰ کا خیال کریں اور اپنے قلب و بدن کو حضورِ حق میں پیش کر دیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ ہی سے ہمیں وہ سب کچھ مل سکتا ہے جس کی ہمارے جسم کو اور ہماری زندگی کو ضرورت ہے۔ اگر ہم کچھ دیر اپنی آنکھیں بند کر کے قلب کو ماسویٰ کے خطرات سے فارغ و خالی کر کے حق تعالیٰ کی طرف توجہ کریں تو ہمارا قلب حضورِ حق کی سکینت و طمانیت کو محسوس کرنے لگتا ہے اور ہمارا جسم صحت و شفا سے لبریز ہو جاتا ہے۔

کز پئے ایں عیش و عشرت ساختن　　　صد ہزاراں جاں بشاید باختن

(۱۰)

نحمد اللّٰہ خالق الاشیاء　　　نشکر اللّٰہ رازق الاحیاء

"ہم اس کی حمد کرتے ہیں جو اشیاء کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس اللّٰہ کا شکر ادا کرتے ہیں جو زندوں کو رزق عطا کرتا ہے۔"

روحانی زندگی کا یہ ایک عجیب راز ہے کہ ہر خیر میں زیادتی شکر و سپاس سے ہوا کرتی ہے۔ قرآن حکیم نے اس قانون کلی کو ان مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر کرو تو ہم تمہاری نعمتوں میں قطعاً اضافہ کریں گے، شکر کے عوض ازدیاد نعمت قطعی و بلا تخلف ہے۔ نعمت کی مثال ایک وحشی جانور سے دی گئی ہے اس کو شکر ہی کی زنجیروں میں باندھ کر رکھا جا سکتا ہے۔

باز نعمت چو ہست وحشی را　　　صید از قید شکر کن او را

اس راز کو جاننے والے حصولِ صحت کے لیے بھی شکر ہی کو ایک کامل اور بے خطا نسخہ کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم محض اپنی کوششوں سے شفایاب نہیں ہو سکتے۔ باعث حیات ہی ہمیں شفا بخش سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اپنا ذکر جتنا کم کریں اتنا ہی ہمارے لیے بہتر ہے اور جس قدر شافی مطلق کی حمد و ثنا میں مصروف رہیں اتنا ہی اچھا ہے وہ جانتے ہیں کہ شفایابی کے لیے بھی مقصود خود شفا نہ ہو بلکہ مبدار شفا ہی کی یافت ہو:۔

گر سر برود، فدائے پایت　　　دست از تو نمی کنم جدا من

جز وصلِ تو ام حرام بادا　　　حاجت کہ نخواہم از خدا من

مبدار حیات کے شکر و سپاس اور اسی کی ذات کی طرف توجہ و خیال کے لگائے رکھنے سے ہم اپنے نفس کے تنگ و تاریک زنداں سے نکل کر ابدیت کی کشادہ فضاؤں میں پہونچ جاتے ہیں۔ ہم اپنے شعور کے اختلال، غلغلہ اور فتنہ و فساد سے نکل کر اس نقطۂ وسطیٰ تک پہونچ جاتے ہیں جو سکون و راحت طمانیت و سکینت، صحت و شفا کا مرکز ہے۔ اسی نقطۂ نور سے شفا کی ضیا پاشی ہوتی ہے اور اسی کی تجلی ہمارے تمام دردوں بیماریوں اور دکھوں کا علاج کامل ہے۔ اس تک پہونچ اسی وقت ممکن ہے۔ جب ہم اپنے نفس کو فراموش کر جائیں اور عین تجرید کی حالت میں محو یار ہو جائیں اور رومی کے ساتھ چیخ اٹھیں:۔

دلم از بادۂ جبار شد مست　　　تنم از صحبت دلدار شد مست

نہ من تنہا ازیں میخانہ مستم — ازیں مے ہمچو من بسیار شد مست

شفا بخشی مادّی عمل نہیں جو خارج سے ہم پر طاری ہوتا ہے، بلکہ یہ شعور میں ایک انقلاب کا نام ہے۔ ہمیں شعور کے اسی انقلاب کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ جاننا ہے کہ حمد و شکر کے ذریعہ ہم توجہ کو اپنی ذات اور اس کے دردوں اور دکھوں کی طرف سے پھیر کر کچھ وقت اس ذات کی طرف اپنے تمام مدارک و قویٰ کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں جو ہمہ وجوہ کامل ہے، اور اس کمال کے تصور میں گم ہو کر ہم اپنے تمام نقائص، معائب، امراض، افکار و آلام سے نجات پا سکتے ہیں اور اپنی زندگی کو اس باغ کی طرح سرسبز و شاداب، معطر و رنگین بنا سکتے ہیں، جو ایک پر شور عظیم شہر کے درمیان واقع ہے اور خود اس شہر کے شور و فساد، اضطراب و اختلال سے محفوظ ہے:۔

گر در رہِ تن روی مہیا نا رست — ور در رہِ دل روی بہشتت دار ست

ور در رہِ جاں روی اے جاں بدہی — قصہ چہ کنم حاصلت دیدار ست

(۱۱)

تعلق حجاب است و بے حاصلی — چو پیوندہا بگسلی واصلی (سعدی)

مادی اور طبعی عوارض و احتیاجات سے ایک قسم کی بے نیازی اور تبتل، اور روحانی، ملکوتی و رحمانی حالات و کیفیات سے ایک قسم کا اتصال یا توصل عامل بالدعا کی کامیابی کا راز ہے۔

شعور کے مرکز کو شک و خوف کی سطح اور ظواہر کی دنیا سے بلند کر کے اس سطح تک پہنچانا پڑتا ہے، جہاں خدا کا وجدان اور حقیقت کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔

کہ تا بہ خودی، در خدا راہ نیست — ازیں نکتہ جز بے خود آگاہ نیست

دوسرے الفاظ میں ہمیں اپنی زندگی کی جڑوں کو جو مشقت، کدورت، اضطراب، تعب، و تکلیف اور التباس کی زمین میں سختی سے جمی ہوئی ہیں، اکھاڑ کر انہیں پھر سکینت

وطمانیت، محبت و سرور کی زمین میں جمانا چاہیے ۔

تا کے بغم منضج و مسہل خوردن ۔ خود را ز تردّد ایں ہمہ فسردن
اے در دِ اجل چو ہیچ کس را نگذاشت ۔ بر زیستن ایں قدر نباید مردن

واقعہ تو یہ ہے کہ ہم جو نظر آتے ہیں، دراصل وہ نہیں ہیں، یعنی محض مادی مخلوق نہیں جس کو مادی مخلوق نہیں، جس کو مادی قیود و تحدیدات نے بے بس و مجبور کر رکھا ہے حقیقت میں ہم روحانی ہستی ہیں، ہم ایک روحانی کائنات میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں، ہم پر روحانی قوانین کی حکمرانی ہے، اور روحانی قوتیں ہماری معین و مددگار ہیں۔ الٰہی صداقت تو یہ ہے کہ ہماری تخلیق "صورت رحمٰن" پر ہوئی ہے اس تخلیق میں "اتفاق" بھی ہے اور پائداری و مضبوطی اور کمال بھی۔ صحت و سلامتی اس کا ذاتی خاصہ ہے۔ اگر ہمیں اس صداقت کا علم و یقین ہو جائے تو یہ صداقت ہمیں حریت و آزادی عطا کرتی ہے۔ صداقت میں نہ تغیر ہے نہ تبدل، وہ ہمیشہ ایک حال پر ہوتی ہے۔ لیکن صداقت کا جاننا ہمیں تمام التباس اور غم و مرض سے نجات بخشتا ہے۔

فہمی تو اگر ظہور کونین ز کیست ۔ پیش تو برابرست چہ مرگ و چہ زیست
نصب العینت چو صبغۃ اللہ بود ۔ معلوم کنی تلوّنِ عالم چیست

جس چیز کو بدلنا ہے وہ ہمارا قلب یا ذہن ہے۔ کیوں کہ اصل علت ہر شے کی یہی ہے۔ جب ہمارا قلب ظلمت سے نکل کر نور میں داخل ہوتا ہے، جہل سے نکل کر علم و عرفان میں قدم رکھتا ہے، تمام خارجی چیزیں بغیر کسی جد و جہد کے ایک الٰہی نظام سے وابستہ نظر آنے لگتی ہیں۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ کس طرح ہوا، صرف یہ جانتے ہیں کہ یہ حق تعالیٰ کا فضل ہے اور حق تعالیٰ "ذُو فضل عظیم ہیں"۔

از ہر بد و نیک چوں خوش و شاد شدیم ۔ وارستہ ز خار و گل چو شمشاد شدیم
یعنی دل را کہ باعثِ تفرقہ بود ۔ بسقیم بزلف یار و آزاد شدیم

سادہ شعور کی حالت میں ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے مطلوب سے بالکل جدا ہیں۔ گویا ہم نیچے ہیں اور ہمارا مطلوب بلندیوں پر۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا مرکزِ شعور صداقت وکمال سے متحد ومتاصل ہو جائے، جب یہ اتحاد واتصال یا قرب واقربیت حاصل ہو جائے تو پھر ہم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ خارج کی ہر چیز میں تطابق ہے اور ہم اپنے مطلوب سے ہم کنار ہیں۔ یہ ہم سے جدا یا ہمارا غیر نہیں ہے۔ ع

این قدر گفتیم باقی فکر کن

(۱۲)

شادیٔ جاوید کن ز دوست تو!

سرسبز وشاداب پھول جن کو محبت بھرے قلب نے گلدستہ کی شکل میں آراستہ کر کے میرے سامنے رکھا ہے زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں :۔ "اے دکھوں اور بیماریوں میں مبتلا انسان ذرا ہمیں دیکھ، ہمارے بے عیب کمال اور کامل حسن پر نظر کر۔ حق تعالے کا تیرے متعلق بھی کچھ ایسا ہی تصور ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ تو درد میں مبتلا اور بیماریوں سے پریشان رہے وہ تجھ پر "روٴف ورحیم" ہے جو حسن تجھے ہم میں نظر آرہا ہے اور جس کمال کا ظہور ہم میں ہو رہا ہے تیرے متعلق بھی یہی "معلومِ حق" ہے۔ ہمارے مولیٰ نے یہی تیری قسمت لکھ رکھی ہے کہ تو بھی پاک، بے عیب ہو، صحت وشفا، فرح وسرور اور حیات کاملہ کا تجھ سے ظہور رہو۔

تیری یہ ساری بیماریاں تیرے یہ سارے دکھ نتیجہ ہیں رضائے حق کی خلاف ورزی کا ہمیں دیکھ اور نفس وہوا کی گرفتاری سے نکل آ ع

تا در ہوسی اسیر اندر قفسی

سر ارادت کو آستانِ حضرت دوست پر خم کر دے۔ پھر اسی کمال کا تجھ میں بھی ظہور ہوگا، جس کا تو مشاہدہ ہم میں کر رہا ہے۔ اس کی رضا سے راضی ہو جا اور اپنے وجود سے بے خبر، تاکہ اس

کی حیاتِ کاملہ کا ظہور تیرے جسم کے ہر ذرّہ سے پوری آب و تاب کے ساتھ ہو سکے۔

جز نقشِ خداوندی شمس الحق تبریزی — گر موئے بصر باشد باید ستریدن

بے آواز الفاظ اور بے لفظ زبان میں پھولوں نے اس طرح مخاطب کیا۔ ہمیں ان کے پیغام کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور کچھ پھول اپنے سامنے بھی رکھنے چاہئیں اور روز بروز کسی قدران کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے، اگر پھول سامنے نہ رکھ سکیں تو ان کا تصور ہی کافی ہے، ان پھولوں کو دیکھ کر یا ان کا تصور کر کے ہمیں "نفس رحمانی" سے اپنے سینوں کو مملو کرنا چاہیے اور اسی حالت میں ہمیں اس حیاتِ کاملہ سے ربط پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو لامتناہی کمال حسن و خیر کا مبدار ہے جس سے ان خوبصورت پھولوں کا ظہور ہوا ہے اور پھر اسی حیات میں فانی ہو رہنا چاہیے :۔

چوں تنت فانی نشود در بحر نور — محو گردی و شوی اندر حضور

(بہلول دانا)

ہاں یہی کام ہمارے کرنے کا ہے، نفس خارجی کی طرح نفس باطنی بھی تو ہیں اور جس طرح ہمارا جسم شش کی مدد سے ہوا کو اپنے اندر داخل کرتا ہے، اسی طرح ہماری روح نفس رحمانی سے مملو ہو سکتی ہے اور ہماری روح میں قوت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جسم کی صحت روح کی قوت پر منحصر ہے، نفسِ رحمانی کی مدد سے ہمیں یہ حاصل ہو سکتی ہے۔

حدیثِ قدسی ایں معنی بیاں کرد — بی یسمع و بی یبصر عیاں کرد

دریں جا نیست عقل و جاں را ادراک — نمود آراست ایں جا صانع پاک

پاک اور حسین پھول، جو ہماری نظروں کے سامنے ہیں، ایک حیاتِ کاملہ کے مظاہر ہیں۔ ان کے مشاہدے سے ہمیں اس جمیل مطلق کا شہود نصیب ہو سکتا ہے، جس کے یہ مظاہر ہیں اور یہی شہود ہمارے سارے دکھوں، دردوں، بیماریوں اور مرضوں کا علاج ہے"

تا ز خود را نہ رہی نیست ترا ہیچ علاج — گر کنی طاعتِ صد سالہ بیک روزہ ادا (بختیار کاکی)

(۱۳)
بیمار سے

"تم پر اب گناہ، مرض بیماری، درد و غم کا قانون مسلط نہیں ہے تم اب حق تعالیٰ کے فضل و کرم، لطف و رحم کی تجلی کا محل ہو"

حق تعالیٰ کی رحمت ہر شے پر وسیع ہے، ہر شے پر محیط ہے، تم پر بھی محیط ہے، اس لیے تم پر کسی بلا و مصیبت کے قانون کی قہرمانی نہیں، بلکہ محبت، شفا بخش محبت کا قانون تم پر حکمران ہے، حق تعالیٰ تم پر رحیم ہیں، اب تمہیں کسی فکر کی ضرورت نہیں۔ تمام خیر و سعادت امن و امان تمہیں نصیب ہیں۔

در گذر از علم و عقل خویشتن　　　باش ساکن پیش رب ذو المنن

ابھی کل کا واقعہ ہے کہ ہمارے ایک عزیز ایک نہایت تکلیف دہ مرض میں مبتلا تھے، لیکن حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے انہیں اپنی رحمتِ عامہ و رحمتِ خاصہ کا ایسا کامل احساس عنایت فرمایا کہ وہ اس کیفیت میں اپنے درد کو بھی بھول گئے کچھ دیر بعد جب انہیں اپنے درد کا خیال آیا تو درد کو مفقود پایا، جب آپریشن کے لیے سرجن آیا اور مریض کا معائنہ کیا تو اس نے آپریشن کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی ع

عقل ایں جا ساکت آمد یا مُضل

یہی معاملہ تمہیں بھی پیش آسکتا ہے۔ بیماری قرب حق کے ادراک اور محبت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ جب ہمیں اس حقیقت کا کامل ادراک ہوتا ہے کہ ہم پر حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے، گناہ، بیماری، درد و غم کا قانون مسلط نہیں، بلکہ ہم حق تعالیٰ کے لطف و کرم کی تجلیات کے مورد و محل ہیں تو ہمارے قلب میں سکون و سرور طمانیت و سکینت کا وفور ہوتا ہے اور ہم محسوس کرنے لگتے ہیں کہ ہم حق تعالیٰ ہی کی گود (فی جنب اللہ۔ قرآن) میں ہیں اور ہمارے سارے مصائب تحلیل ہو جاتے ہیں۔ ے

برو اے عقل نا محرم کہ امشب با خیالِ او
عجب خوش خلوتے دارم کہ من ہم نیستم محرم

یہ خیال نہ کرنا کہ تم پر حق تعالیٰ کی نظر رحمت نہیں ہو سکتی کیونکہ تم اس کے مستحق نہیں۔ نہیں حق تعالیٰ کی نظر کرم صرف مستحقین ہی پر نہیں ہوتی۔ "اُنْظُرْ اِلَیْنَا بِنَظْرَۃٍ رَحِیْمَۃٍ" ہم پر ایک نظر کرم ہو جائے وہ عاصیوں کی بھی پکار ہے اور متقیوں کی بھی۔ جنسِ عصیاں ہمارے بغل میں ہے اور نقد آمرزش ان کے ہاتھ میں۔ گو ہم اس قابل نہ سہی کہ رحمت حق تک ہماری رسائی ہو، لیکن رحمت حق تو اس قابل ہے کہ ہم تک پہونچے، کیونکہ اس کی رحمت ہر شے پر وسیع و محیط ہے۔ رحمتی وسعت کل شیئ۔

ممکن ہے کہ تمہاری اصل بیماری خوف ہو، اگر ایسا ہے تو یاد رکھو کہ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَؤُفٌ الرَّحِیْم۔ جب حق تعالیٰ تم پر رؤف و رحیم ہیں تو پھر تمہیں خوف کی کیا وجہ ہے؟ اس علم کا استحضار قوی کرو اور خوف تمہارے قلب کو اپنا مستقر و مقام بنا نہیں سکتا۔

جب تم کو حق تعالیٰ کے کرم و رحمت کا کامل تحقق ہو جائے گا تو تمہارے قلب پر اُن کے نظر رحمت کی تجلی ہونے لگے گی اور تمہارے سارے درد و غم خوف و الم رخصت ہو جائیں گے۔

قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ

(۱۴)

زنقطہ بگذر رومی باش ساکن ... کہ تا چوں انبیاء باشی تو ایمن

بیمار کیا چاہتا ہے؟ وفورِ حیات اور ازدیادِ قوت! جس چیز کی دراصل ضرورت ہے وہ روح میں ازدیادِ قوت اور وفورِ حیات ہے۔ ہماری کمزوریاں اور بیماریاں دراصل "عدم کفایت" کی بیماریاں ہیں، ہم میں جس چیز کی کمی ہے وہ حیات کی کمی ہے اور جس چیز کی ضرورت ہے وہ ازدیادِ حیات ہے۔ حق تعالیٰ کے حیات کی تجلی کی ضرورت ہے۔

قوت و حیات، زندگی کو قائم و برقرار رکھنے کی قوت۔ زندہ رہنے اور اپنے کام کو حسن

وخوبی سے انجام دینے کی قوت میں زیادتی یا اضافہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم میں باطن کی استقامت پیدا ہو جائے، اور ہم ماسوئ اللہ سے قلب کو خالی کر کے حق تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ کو قائم کر لیں، جو قوم کی اصطلاح میں دوام مراقبہ کہلاتا ہے۔ ع

دل یافت دیدۂ کہ مقیم ہوائے تست

(شمس تبریز)

ہر روز کچھ دیر کے لیے مراقبہ کی یہ مشق ویسے ہے جیسے برقی قوت کے مخزن پر بیٹری کا لگا دینا، جس کی وجہ سے وہ برقی قوت اپنے اندر جمع کر لے۔ اسی طرح ہمیں اپنے مبدا سے توصّل، مراقبہ کے ذریعہ حاصل ہو جاتا ہے اور ہم حیات و قوتِ الٰہیہ کے ظہور و نمود کا وسیلہ اور ذریعہ بن جاتے ہیں اور خواجہ درد کے ساتھ پکار اٹھتے ہیں:۔

اے درد ما برائے خدا جلوہ گر شدیم

دیگر آنچہ ہست ہمہ از برائے ماست

ہمیں محض اس حیات و قوت کو اخذ ہی نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اس کو عطا بھی کرنا چاہیے ہمیں دوسروں کی صحت و مسرت کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ حب و تودّد، رحم و تلطف دعائے خیر و برکت تمام ابنائے جنس کے حق میں کرنی چاہیے۔ اس کام میں جس قدر ہم اپنی ذات کو فراموش کیے دیتے ہیں اور اپنے نفس سے غافل ہو جاتے ہیں اسی قدر زیادہ ہم حق تعالیٰ کی حیات بخش قوت کے مظہر بن جاتے ہیں۔

گر کمر بندی بخدمت ہم چو مور — ملک ہا بخشم، سلیمانت کنم

گر یقیں دانم کہ بر من عاشقی — از جمال خویش حیرانت کنم

(رومیؒ)

ظاہر ہے کہ یہ خدمت کسی معاوضہ کے خیال سے نہ کی جانی چاہیے، صرف رضائے حق کی خاطر کی جانی چاہیے، دنیا یا دین کی طلب کے لیے نہیں بلکہ "ابتغاء وجہ اللہ" کی خاطر:۔

"میں تمام لوگوں کے لیے دعائے خیر کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ انہیں صحت و عافیت عطا کرے اور ان کی قوتوں میں اضافہ فرمائے اور تمام بلاؤں سے ان کی حفاظت فرمائے۔"

حصولِ صحت کے روحانی نسخہ کے یہی دو اجزاء ہیں:۔ توجہ الیٰ ذات اللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ، یعنی قلب کی کشش حق تعالیٰ کی طرف اور "عیال اللہ" کے حق میں دعائے خیر اور شفقت۔ توجہ الی اللہ یا مراقبہ کی وجہ سے ہم اپنے تمام نقائص و تحدیدات سے آزاد ہو جاتے ہیں اور ایک "وجود زندہ" میں بقول عارف روم "پیوست" ہو جاتے ہیں:۔

اے خنک آں مرد کز خود رستہ شد در وجود زندۂ پیوستہ شد

اور عیال اللہ پر شفقت و ترحم ہمیں تمام قلبی و ذہنی امراض سے نجات بخشتا ہے اور سرورِ جاودانی کا چشمہ ہمارے اندر سے پھوٹ نکلتا ہے۔

نسخۂ شفا کے ان دونوں اجزاء کا ذکر قرآن نے اس طرح کیا ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون" (سورہ ۱۶ — ۱۲۸) "اتقوا سے اشارہ ہے توجہ الی اللہ کی طرف اور "ھم محسنون" اشارہ ہے شفقت علیٰ خلق اللہ سے۔

(۱۵)

جس طرح اجرام سماویہ کا فضائے لامحدود میں تعادل و توازن قائم ہے، اسی طرح تمہیں بھی ذاتِ قیوم ہی کا سہارا ہے اور تمہارا تعادل و توازن بھی اسی ذاتِ حی و قیوم سے ہے جو تم پر محیط ہے اور چاروں سے گھیرے ہوئے ہے۔

تم ایک ذاتِ غنی کے فقیر ہو، تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اس غنی کا فضل، اس کی عطا، اس کا "یدِ ملا"، تم پر اپنے فضل و عطا و کرم کی بارش کر رہا ہے "صبًّا صبًّا ھَنِیًّا مَرِیًّا" اسی کے حکم سے کہ:۔

اسألوا اللہ من فضلہ — اللہ کے فضل سے مانگو۔

تم اسی سے مانگ رہے ہو اور اس کی حیات کاملہ تمہارے جسم کے ہر ذرہ سے ابل رہی ہے اور تم اسی دریائے نور کا ایک قطرہ ہو:۔

قطرۂ نوری سراپا نور باش — بگزر از غم دائماً مسرور باش

غم و غصہ، غل و کینہ کے جذبات و خیالات کو چونکہ تم نے عفو و صفح اور ارادہ خیر سے بدل دیا ہے اس لیے حق تعالیٰ کی حیاتِ کاملہ تمہارے جسم کے ہر ذرے سے ابل رہی ہے:۔

ہر کسے در راہ من خارے نہد من گل نہم — او سزائے خار یابد من جزائے گل برم

(سعدیؒ)

حوادث یومیہ کو تم حق تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت ہی سے ظہور پذیر دیکھتے ہو، اس لیے حق تعالیٰ کا ارادہ تمہارے لیے ہر شے کے حسن و کمال ہی کو ظاہر کر رہا ہے اور تم حق تعالیٰ کی فاعلیت مطلقہ کے مشاہدہ سے مسرور اور دل شاد ہو۔

شکر ہے تیری محبت کا شہا — دل جو ویرانہ تھا، اب آباد ہے

تم نے غیر اللہ سے نفع و ضرر عطا و منع، عزت و ذلت، غنیٰ و فقر کی نسبت منقطع کر لی ہے اور اپنی بندگی، فقر و احتیاج کی نسبت صرف حق تعالیٰ ہی سے جوڑ لی ہے، اس لیے حق تعالیٰ کے لطف و کرم، رعایت و عنایت کی خاص تجلی تم پر ہو رہی ہے اور فرطِ مسرت سے تمہارا قلب چیخ رہا ہے:۔

وصل تو چوں دست داد، ملک جہاں گو مباش — لعل تو چوں حاصل است، جوہر جاں گو مباش
عاشقِ روئے تو نیست طالب دنیا و دیں — آرزوئے جاں توئی کون و مکاں گو مباش
گردش گردوں اگر قطع شود، گو بشو — حاصل فطرت توئی، دور زماں گو مباش
بے تو نیرزد جوے، ہر چہ بود در جہاں — مایۂ جاں ہا توئی، سود و زیاں گو مباش

حق تعالیٰ کی محبت بھی کس قدر عجیب شے ہے تمہارے سارے غم اور پریشانیاں دکھ

اور بیماریاں حرفِ غلط کی طرح محو ہو چکی ہیں اور ان کے قرب کی دولت پاکر تمہاری ساری وحشت کافور ہو چکی ہے۔ طمانیت و راحت، سکینت و جمعیت تمہاری جان کو نصیب ہے راحت رضا و نعمتِ تفویض سے تمہاری روح معمور ہے، تمہارے قلب کے حجابات اُٹھ چکے ہیں۔ انس قرب سے ادراکِ الم مفقود ہو چکا ہے۔ جان و تن دونوں راحت میں ہیں:۔

در ہجرِ تو بود اندوہ و آزارم　　از وصلِ تو رفت ہستی و پندارم
شادی آمد و نصیبِ جانم شد　　اکنوں جان و تنِ خویش را براحتِ دارم

(۱۶)

دفعِ مرض کا روحانی عمل

غافلاں در کارِ خویش و عاقلاں در کارِ دوست
عاشقاں زیں ہر دو فارغ محو در دیدارِ دوست

حقیقی شفا کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ اگر ہم شفائے عاجل و کامل کے متمنی ہیں تو ہمیں مرض کی جہتِ خیر پر اپنی توجہ کو مرکوز کرنا چاہیے نہ کہ جہتِ شر پر۔ مریض کی روح میں ہمیں صرف شفا و تندرستی، صحت و عافیت ہی کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ اب تم شر کا مشاہدہ ہی نہیں کرتے، نہ اس وجہ سے کہ تم نابینا ہو، نہ اس وجہ سے کہ تم اس شر کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہو جو اس کی روح میں ظاہر ہو رہا ہے، بلکہ محض اس وجہ سے کہ تم اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہو کہ شر محض ایک سلبی چیز ہے اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے عدم ہے یہ ایک صداقت ہے اور اس مریض کی صحت کی خاطر تم اس صداقت کو ظاہر ہونے اور اپنا کام انجام دینے کی اجازت دے رہے ہو۔

اگر تم اس جہتِ خیر کو واقعی دیکھ نہیں سکتے یا محسوس نہیں کر سکتے تو تمہیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ تم ایمان کی آنکھ سے اس کا مشاہدہ کرو اور تصوّر کرو کہ ایک نورِ مقدس اس کی

روح کی گہرائیوں میں متجلّٰی ہے۔ اسی نور کا ایمان کی آنکھ سے مشاہدہ کرو۔ اسی کی جانب اپنی ساری توجہ مرکوز کر دو۔ اسی کو ظاہر و باطن میں عیان و ظاہر دیکھو۔ یہ کام تمہارے ارادے ثابتہ و داعیۂ قویہ کی مدد سے ممکن ہو جاتا ہے کیونکہ :-

اگر داعیہ محیط دار و سیلت   خار و خس ایں دشت گیرد ذیلت

چوں قبلہ نما اگرچہ گر دانندت   باید کہ بسوئے یار باشد میلت

چونکہ تم نے اپنی توجہ اس پر مرکوز کر دی ہے۔ مریض کی روح میں اس کا کامل ظہور ہونے لگتا ہے، یہاں تک کہ اس کی تجلّی آفتاب کے نور کو شرمانے لگتی ہے۔ اس طرح روح میں صحت کا ظہور ہونے لگتا ہے اور اس طرح اس کو وجدان ہوتا ہے کہ وہ باقی بحق ہے قطرۂ نور ہے، سراپا نور ہے، جس میں مرض کی ظلمت کا شائبہ تک نہیں، کیونکہ وہ حق تعالیٰ کی گود میں ہے "فی جنب اللہ" ہے۔

جب عاملِ روحانی کے شعور سے شر کا خیال کاملاً رفع ہو جاتا ہے اور خیر ہی۔ اس کی قوتِ قلبیہ پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ وہ جہت خیر کے سوا کسی شئے کا مشاہدہ ہی نہیں کرتا اور اپنے جزوی علم و عقل سے گزر کر رب ذوالمنن کے حضور میں ساکن ہو جاتا ہے تو معمول کے جسم میں صحت و شفا کی تجلّی ہوتی ہے اور درد و غم، مرض و رنج کی ساری ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں، اسی لیے کہا گیا ہے ؎

یک رنگ باش و یک دل و یک رو و یک زباں   ایں خیر وایں سعادت ایں امن وایں اماں

اپنی ذات پر بھی اسی اصول شفا بخشی کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ توجہ ظاہر شر کی طرف سے بالکل منصرف کر لینی چاہیے اور باطنی خیر پر اس کو کاملاً مرکوز کر دینا چاہیے وہ خیر جو ہمارے اندر نہاں و پوشیدہ ہے۔ عشاق کی زبان میں اس کو "قرار بجمالِ دوست و قرار از غیر دوست" کہا جاتا ہے عشق کے معنی ہی یہ بتلائے گئے ہیں۔ عشق لی دق قلبک عن سوای "یعنی میرے لیے جی اور اپنے قلب کو غیر سے محفوظ رکھ" اس کیفیت کا حصول

تمام امراضِ ظاہری و باطنی کا کامل علاج ہے:

در دل بجز یکے نشاید کہ بود　　　　در خانہ اگر ہزار باشد شاید

(۱۷)

پاک بیں از نظرِ پاک بہ مقصود رسید　　　　احول از چشم دو بیں در طمعِ خام افتاد

ہماری اکثر بیماریوں کی علت جذبات کا شور و شر ہوتا ہے۔ غضبِ باطل، حسد، کینہ، خوف، تفرقۂ خاطر، غم و حزن، مایوسی وغیرہ نظامِ عصبی کو کمزور کر دیتے ہیں اور عضویت کو بے جان۔ اسی قسم کے جذبات و افکار ان تمام سلبی قوتوں کو بھی بیدار کر دیتے ہیں جو خارج سے نظامِ عضویت پر حملہ کرتی اور اس کو تباہ کر دیتی ہیں۔

شر کی ان تمام قوتوں سے رہائی ایک آسان طریقہ سے ممکن ہے، اور وہ طریقہ یہ ہے کہ ہم پاک نظر پیدا کریں اور اس کو بلند و برتر مقاصد پر مرکوز کریں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو نصیحت فرمائی تھی: ”تم اپنے خزانہ کو جنتِ نعیم میں محفوظ کرو کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہوگا وہیں تمہارا قلب بھی ہوگا۔“

زمان و مکان کی فانی و گریز پا چیزوں سے قلب کو وابستہ کرنے کی بجائے ہمیں اس کو رفیع و شیف مقاصد سے وابستہ کرنا چاہئے۔ ان تمام چیزوں سے جو پاک، بے عیب، لطیف و جمیل ہوں اگر ہم ان علوی و روحانی چیزوں پر اپنی فکر مرکوز کر دیں تو ہمارے قلوب میں ان چیزوں کی محبت پیدا ہو جائے گی جو ابدی و سرمدی ہیں، جو خیر و صداقت و جمال کے مظہرِ کامل ہیں، جو ہمیں سرور و شادمانی عطا کرتی ہیں اور ہماری صحت کے معیار کو بلند کرتی ہیں۔ اب ہمارا تعلق ان الٰہی قوتوں سے ہو جاتا ہے جو ہماری ہر آن مدد کرتی اور ہماری حفاظت کرتی ہیں۔

علوی و روحانی چیزوں سے محبت پیدا کر کے ہم جنتِ نعیم میں اپنا خزانہ محفوظ کرتے ہیں۔ اور جیسا کہ کہا گیا جہاں ہمارا خزانہ ہوتا ہے، وہیں ہمارا قلب بھی اٹکا ہوتا ہے۔ اب ہمارے لئے شئونِ الٰہیہ پر فکر کو مرکوز کرنا آسان ہو جاتا ہے اور جمیع و قوائے مدرکہ کے ساتھ حق تعالیٰ

کی طرف توجہ کرنی ممکن ہو جاتی ہے، کیونکہ ہمارا قلب اب ان سے مانوس ہو جاتا ہے اور جہاں ہمارا قلب ہوتا ہے، وہیں ہمارے خیالات بھی ہوتے ہیں۔ جب قلب میں حق تعالیٰ کی محبّت کا شعلہ بھڑک اٹھتا ہے تو تمام سلبی و منفی جذبات و خیالات دفع ہو جاتے ہیں اور سکینت تامہ کا نزول ہونے لگتا ہے اور تمام امراض و نقائص سے جسم کو نجات مل جاتی ہے۔

عشق آمد شد چو خونم اندر رگ و پوست   تا ساخت مرا تہی و پُر ساخت ز دوست
اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت   نامے ست ز من بر من باقی ہمہ اوست

اس باطنی تغیّر سے ظاہر بالکل بدل جاتا ہے۔ باطنی اطمینان و سکون ہمارے سارے ظاہری طور و طریق کو بدل دیتا ہے، تنک مزاجی، زود رنجی یا زود حسی بالکل غائب ہو جاتی ہے مزاج کی حدّت بردِ قلبی سے بدل جاتی ہے۔ تعصب و عدم رواداری، حملہ آوارانہ انداز دفع ہو کر تحمّل، حلم یا رواداری پیدا ہو جاتی ہے، اور تمام جسمانی تکالیف دور ہو جاتی ہیں، خوف رفع ہو کر اعتماد و سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ حبِّ نفس و انتشار، خود غرضی و خود مطلبی کا نشان تک باقی نہیں رہتا، اسی لیے تو کہا گیا ہے ؛

عشقِ بستاں و خویشتن بفروش   کہ ازیں خوب تر تجارت نیست

(۱۸)

نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي (قرآن)

پھونک دی اس میں اپنی جان سے (شاہ عبد القادرؒ)

حق تعالےٰ نے آدم میں اپنی جان یعنی خاص جس میں نمونہ ہے حق تعالیٰ کی صفات کا، علم اور تدبیر اور یادِ حق کی اور لگاؤ اس سے (شاہ عبد القادرؒ) پھونک دی ہے یہ جان آب و خاک کی نہیں بنی غیب سے آئی ہے"

انجیلِ مقدّس میں بھی حق تعالےٰ کا یہ ارشاد ہوا ہے کہ "میں اپنی جان تم میں ڈالوں گا اور تم زندہ رہو گے" حق تعالےٰ جو ہمارے تمام تصورِ حیات سے ماوراء ہیں، جو ہمارے تمام قیاس

وگمان و وہم وعقل سے وراء الوراء ہیں فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنی ایک جان" (روحی) آدم میں پھونک دی ہے، ظاہر ہے کہ ہماری یہ جان آب وخاک سے نہیں بنی، یہ غیب سے آئی ہے

اس حقیقت کے پیشِ نظر ہمیں اپنی کمزوریوں یا ناتوانیوں پر غم و حزن کے ساتھ توجہ کو مرکوز کرنے کی بجائے اپنے خیال کو اس عظیم الشان صداقت کی طرف مبذول کرنا چاہیئے کہ ربّ الحیاۃ نے اپنی جان ہم میں منفوخ کی ہے ہم اپنے باطن پر نظر کرتے ہیں اور صحت و حیات کے اس مبدا ارکو اپنے اندر پاتے ہیں، جو ہمارے جسم کے ہر گوشہ کو صحت وحیات کی شعاعوں سے منور کر رہا ہے۔ اسقام و آلام کی ظلمتوں کو نور سے بدل رہا ہے، درد و غم، ضعف وکسل کو قوت وحیات میں مبدل کر رہا ہے۔ اس نور کے سریان سے ہمارے جسم کا ہر ذرہ، ہر خلیہ جگمگا اٹھا ہے ہر آن ہر لحظہ میری زندگی تازہ و توانا ہوتی جارہی ہے اور میرے جسم کے ہر ذرّہ سے توانائیوں کا چشمہ اُبل رہا ہے۔ میں قطرہ نور ہوں سراپا نور ہوں، مرض و رنج سے مجھے سروکار نہیں سرورِ دائمی میرا نصیب ہے۔ اسی لیے نوری نے کہا تھا۔

قطرۂ نوری سراپا نور باش بگذر از غم دائماً مسرور باش

اس نور پر نظر جمانے، قلب کے تمام قویٰ و ملکات کو اس پر مرکوز کرنے سے اس نور میں ہر آن اضافہ ہوتا جاتا ہے اور صحت و مسرت سے ہمارے جسم و قلب کی فضا منوّر ہو جاتی ہے۔ اب ہم مرض و علت کا ذکر ہی نہیں کرتے اور نہ درد دکھ اور بیماری کی اصطلاحوں میں سوچتے ہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ہماری تکلیف میں اضافہ ہی ہوا کرتا ہے اور جوں جوں ہماری عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے ان مصیبتوں میں زیادتی ہوتی جاتی ہے۔

جب ہمارا جہل دور ہوتا ہے اور ہمیں حقیقت کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور اس علم کی بلحوظیت میں ہم رفتہ رفتہ پختہ ہوتے جاتے جاتے ہیں تو ہمیں حیاتِ کاملہ صحتِ کاملہ و مسرتِ کاملہ نصیب ہوتی ہے اور ہم چیخ اٹھتے ہیں:

حبذا الیوم سعادت مرحبا یوم الوصال باغ من گل می کند امروز بعد از چند سال

زندگی کے دوسرے تمام امور کی طرح صحت و مرض کا معاملہ بھی علم کی تصحیح کا محتاج ہوتا ہے علمِ صحیح حالِ صحیح پیدا کرتا ہے، شرط یہ ہے کہ علم میں وجدان کی شاہانہ بداہت پیدا ہو جائے پھر ہم سحابی استر آبادی کے ساتھ اتفاق کر سکتے ہیں۔

کامل گوید جہاں تمام واہل است ۔۔۔ ناقص گوید کہ کوتہ است وسہل است
شطرنج ہماں، عرصہ ہماں، رخت ہماں ۔۔۔ ایں بُردن و یافتن ز علم و جہل است

(۱۹)

صیدِ مطلب کہ زدامِ تو گریزاں شدہ بود ۔۔۔ بدعائے تو اجابت اثر آمد صد شکر

روحانی زندگی کا یہ عجیب و غریب تجربہ ہے کہ اگر ہمیں کسی نعمت کی طلب ہو تو اس کا ہماری زندگی میں ظہور حق تعالےٰ کی حمد و ثنا و شکر سے ہو سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ شکر و ثنا، تحمید و تقدیس سے ہم اپنے باطن میں سکون اور چین محسوس کرتے ہیں۔ اس سے ہمارے شعور میں ایک انقلاب پیدا ہوتا ہے، غمِ نایافت رفع ہو جاتا ہے۔ سرور و فرح کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور شاہدِ مراد پردۂ غیب سے آشکار ہو جاتا ہے اور ہم پکارنے لگتے ہیں۔

صد شکر و صد ہزار بدرگاہِ کردگار ۔۔۔ شد شاہدِ مرادِ من از پردہ آشکار

اگر ہم حیات و صحت، قوت و فرحت کے لیے حق تعالےٰ کا شکر ادا کریں، ان کے بے پایاں لطف و کرم پر ان کی حمد و ثنا کریں تو ہمارے ذہن میں ان نعمتوں کا ایک تصور قائم ہوتا ہے۔ اور ہم میں حیات و صحت و قوت کا ایک احساس بھی پیدا ہوتا ہے، اور ہمارا قلب فرح و سرور سے مملو ہو جاتا ہے۔ اگر ہم میں شفا کا باطنی احساس پیدا ہو جائے تو ہم قطعاً شفایاب ہی ہو جاتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ جس چیز کے متعلق ہم یہ جانتے ہیں کہ نہیں ہے، اس پر یقین کرنے سے ہمیں نہ کوئی فائدہ پہونچ سکتا ہے اور نہ ہی کسی ایسی چیز کے احساس کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے جس کا ہم حقیقی و واقعی طور پر احساس نہیں کر سکتے۔ خود فریبی فضول بھی ہے اور

مضر بھی۔ "گریہ شاشید وگفت کہ باران است" ایک فاترِ عقل ہی کا عمل ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر ہم حق تعالیٰ کی ان گوناگوں نعمتوں کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کریں جو ہمارے سارے وجود پر محیط ہیں، تو ہمارے باطن میں ایک تغیر رونما ہوتا ہے اس سے خوف رفع ہو جاتا ہے اور قلب سکون و سرور سے مملو ہو جاتا ہے۔ "شکرِ فشکر" سے نہ صرف کام و دہن شیریں ہو جاتے ہیں۔ بلکہ روح میں بھی انبساط پیدا ہوتا ہے۔ شفایابی ہماری اختیاری شے نہیں، لیکن حمد و ثناء و شکر گزاری سے ایک نئی زندگی کا چشمہ ہم میں اُبلنے لگتا ہے۔ جو ہمارے نفس کی ساری ظلمتوں اور ہمارے بدن کے سارے دردوں اور دُکھوں کو اپنے آبِ حیات سے رفع کر دیتا ہے۔

یہ ایک ناقابلِ انکار نفسیاتی صداقت ہے کہ جو چیز ہماری معروضِ فکر ہوتی ہے یعنی جس چیز پر ہماری ذہنی قوتیں مرکوز ہوتی ہیں، اس کے غلبۂ اثر سے ہم بھی وہی صورت اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ جامیؔ نے اس صداقت کا اظہار کیا ہے

چوں در دلِ تو گل گزرد، گل باشی　　　　در بلبل بے قرارے، بلبل باشی

اس لیے اگر ہم اپنے نقائص اور معذوریوں ہی پر فکری قوتوں کو مرکوز کرتے ہیں تو ان ہی کا ہم میں ظہور ہوتا ہے اور ہم ان ہی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور اگر اس کے برخلاف ہمارا معروضِ فکر صحت یا قوت ہوتا ہے یا کمال و سرور تو ہم سے ان ہی کا ظہور ہوتا ہے اور ان ہی کا ہمارے وجود پر احاطہ ہو جاتا ہے۔ اسی راز کو رومیؔ نے یوں فاش کیا تھا۔

اے برادر تو ہماں اندیشۂ　　　　مابقی استخواں و ریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گلشنی　　　　ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

اس لیے ان نعمتوں کے حصول و تحقق سے قبل ہی ان پر حق تعالیٰ کا شکر انہیں ہماری فکر کا معروض قرار دیتا ہے اور کلی و ضروری نفسیاتی قوانین کا عمل انہیں ہماری زندگی میں وجود بخشتا ہے۔

(۲۰)

وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (قرآن)

جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے اچھا کرتا ہے

شفار کا مبدار واحد وہی ذات واحد ہے، جو تمام حیات کا مبدار تخلیقی ہے یہ مبدار ہمہ وجوہ کامل ہے اور اس سے حیات کامل ہی کا صدور ہو سکتا ہے۔ یہ مبدار کامل خود تمہارے باطن میں موجود ہے۔ اور تمہاری زندگی وصحت، توانائی وقوت کا مبدار ہے کیا تم اس عظیم الشان صداقت کا علم رکھتے ہو؟ کیا تم اس کو تسلیم کرتے ہو؟ کیا تم اس سے تجدید حیات کا کام لیتے ہو؟

ممکن ہے کہ تمہارا جواب یہ ہو: "کاش اس صداقت کا نفوذ میرے قلب میں ہوجائے مدت مدید سے میں نے بیماری کو اپنے سینہ سے لگا رکھا ہے اور یہ سمجھ رکھا ہے کہ میرے رب ہی کی یہ مرضی ہے کہ میں بیمار اور نحیف رہوں، اور درد وغم میں زندگی بسر کروں، لیکن اب میں یہ یقین کرتا ہوں کہ میرے مولیٰ کی مرضی ہے کہ میں تندرست رہوں اور مسرت وشادمانی سے زندگی بسر کروں، لیکن اس تمنا کے تحقق کی کیا صورت ہے؟

"وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ"، ہر روز کچھ وقت ان الفاظ پر سکون وطمانیت کے ساتھ غور کرو پابندی اور باقاعدگی سے قلب کی تمام قوتوں کو ان پر مرکوز کرو، جب مرض وناتوانی کے خوف کا حملہ ہو تو ان ہی الفاظ کی تکرار کرو: "وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ"۔

حق تعالےٰ ہی تمام حیات وصحت، قوت وکمال کا واحد منبع ومبدار ہیں۔ وہی قادر و توانا ہیں۔ شفار کی تجلی ان ہی سے ہوتی ہے۔ اور ہر شے میں حیات کا سریان ان ہی سے ہوتا ہے۔ اشیاء کی تجدید ان ہی کا عمل ہے۔ تخلیق کا مبدار ان ہی کی ذات ہے۔ باطنی سرور وسکینت، طمانیت ومسرت، اعتماد وقوت ان ہی کی عطا ہے۔ ان کا فضل وکرم واحسان عام ہے۔ ان کی رحمت وسیع اور ان کی نعمت کامل و دراز ہے۔

اَلَا یَا اللّٰہُ بنظرۃٍ مِنَ العَیْنِ الرَّحِیمہ
تداوی کُلّ مَا بِی مِنْ اَمْرَاضٍ سقیمہ

"اے اللہ تیری ایک نظر رحمت کافی ہے۔ یہ میرے سارے مہلک امراض کی دوا ہے"

(۲۱)

الا یا اللہ بنظرۃ من العین الرحیمہ
تداوی ما کل لی من الامراض السقیمہ

"اے اللہ اگر تو چشم رحمت سے ایک نظر مجھے دیکھ لے تو میری تمام بیماریاں یک لخت دور ہو جائیں"۔

اگر حیات مطلقہ جو تمام زندگیوں کا مبدا و سرچشمہ ہے، ہمیں شفا بخشتی ہے تو ہم شفا یاب ہوتے ہیں۔ اگر حق تعالےٰ جل مجدہ ہماری حفاظت فرماتے ہیں تو ہمیں تمام بیماریوں سے امن نصیب ہوتا ہے ہمیں اپنے تمام درد والم کو حق تعالےٰ ہی کے حضور میں پیش کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ امام شاذلیؒ نے پیش کیا تھا:۔

یا الہ العباد یا صاحب الجود یا — اے بندوں کے برحق معبود، اے صاحب کرم وجود، اے
مرضی وانت طبیبی فلمن اشتکی — میرے بیماری دینے والے اور شفا بخشنے والے طبیب!
وانت علیم یا الٰہی بعلتی والذی — جب تو میری بیماری سے واقف ہے تو پھر میں کس کے سامنے
بی حقیق علی ان لا اشتکی اِلّا الیک — اس کی شکایت کر سکتا ہوں، میرا فرض ہے کہ تیرے سوا کسی
ولا عزم ان اتوکل الا علیک — سے شکوہ نہ کروں اور تیرے سوا کسی پر بھروسہ نہ کروں
اغثنا یا رب یا کریم، — اے پروردگار کریم۔ میری فریاد کو پہنچ۔ اے مہربان!
ارحمنا یا بر یا رحیم۔ — اے رحیم! مجھ پر رحم فرما۔

کس نیست نہانے نظرے با تو ندارد — من نیز برآنم کہ ہمہ خلق برآنند

ہم یہ خیال کرنے پر مائل ہوتے ہیں کہ ہمیں مابعد الطبیعیاتی طریقوں سے شفا ہوتی ہے،

یا علاج کا کوئی خاص طریقہ ہمیں بیماری سے نجات بخشتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں ہمیں شفا نہیں عطا کرتیں۔ بلکہ شفا تو حق تعالےٰ ہی عطا کرتے ہیں، جو حیات مطلقہ ہیں اور تمام زندگیوں کا مبداء۔ اس لیے حق تعالےٰ ہی سے ہمیں شفا کی التجا کرنی چاہیئے اور ان کے غیر سے ہرگز نہیں۔

پیر مے خانہ چہ خوش گفت بدردِ کش خویش　　　　که مگو حالِ دلِ سوختہ با خامے چند

لیکن اس مبداءِ حیات الٰہی اور ہم میں رابطہ محبت سے قائم ہوتا ہے۔ جب ہمارے قلب میں محبت کا دخول ہوتا ہے تو بیماریوں کا خروج ہوتا ہے اور شفا کا ورود۔ محبت ہمارے قلب پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ شفا اپنے ہاتھوں میں لیے تمام چیزوں کی تجدید پر تلی ہوئی ہے

اصل صد یوسف جمال ذوالجلال　　　　اے کم از زن شو فدائے آں جمال (رومی)

اگر ہمارا کوئی عضو بیمار ہو جائے تو ہمیں اس امر کا اظہار و اعلان کرنا چاہیئے کہ اس میں حب الٰہی پوشیدہ ہے جو اس کو صحت و شفا بخش رہی ہے، اس کی تجدید یا احیا کر رہی ہے اپنے عفو و کرم سے کام لے کر اس کو اصلی حالت پر لا رہی ہے حق تعالےٰ کی رحمت و رافت ہر شے کی تجدید کر سکتی ہے اور اس کو نئی زندگی بخش سکتی ہے۔ بالآخر بات صرف اتنی ہے کہ ہمارا کوئی عمل ہمیں شفا نہیں بخش سکتا۔ گو ہمیں اپنا فرض ادا کرنا ضروری ہے، بلکہ حق تعالےٰ جل مجدہٗ ہی جو حیات مطلق ہیں، رحمت و محبت سے ہمیں شفا دے سکتے ہیں۔

ہمیں سکون و اطمینان، فراغت و راحت کے ساتھ اس حقیقت پر غور کرنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی رحمت میرے جسم کے ہر عضو کو اس خلق حسن (الذی احسن کل شیٔ خلقہ (سورۃ السجدہ آیت ۷) کی طرف لے آ رہی ہے۔ جس سے ہمارے جسم نے روگردانی کی تھی۔ ہمارا جسم ان کی نظرِ رحم سے اپنی اصلی فطری حالت خلق حسن کی طرف عود کر رہا ہے شفا کی تجلیات کا محل بن رہا ہے۔

بوئے جاناں سوئے جانم می رسد

بوئے یار مہربانم می رسد!

(۲۲)

نفی واثبات

روحانی شفا بخشی کا ایک طریقہ، جو آج کل یورپ اور امریکہ میں زیادہ رائج ہے، نفی واثبات کا طریقہ کہلاتا ہے۔ ہزاروں مریض اس کے استعمال سے شفایاب ہو رہے ہیں۔ اس طریقہ کو آسان زبان میں اس طرح پیش کیا جاتا ہے۔

جب تم میں سے کسی کے قلب پر خارج سے کوئی ایسا خیال یا اندیشہ خطور کرے، جو مرض یا بیماری یا قلّت و افلاس کا خوف پیدا کرتا ہو، تو تمہیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ کاذب خطرہ ہے، وسواس ہے، حقیقت میں اس کا کوئی مقام نہیں، نفسِ غوی (گمراہ) کا پیدا کردہ ہے فوراً اس کی نفی کرنی چاہیئے اور ربِّ قوی سے استعادہ کرنا چاہیئے۔ ہمیں نفسیات کا یہ مشہور و مسلم قانون یاد رکھنا چاہیئے کہ فکر خلّاق ہے، تم کو اس مکروہ و مبغوض شے کی تخلیق نہیں کرنی چاہیئے جو تمہارے قلب پر کہیں سے ٹپک پڑی ہے۔ ایک نامعلوم و ناقابلِ علم مبداء سے ایک خطرہ تمہارے ذہن میں آتا ہے۔ اگر تم نے اس کو اپنے قلب میں جگہ بنانے کی اجازت دی، فکر کی قوت کو اس پر مرکوز کیا تو پھر یہ خلّاق بن جاتا ہے اور خارج میں اپنا ظہور کرتا ہے اور بیماری آزار مرض و درد کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔

ذہن کے دروازہ سے سر نکالتے ہی تمہیں اس خطرہ کی نفی کرنی چاہیئے۔ اس کو ایک لمحہ سے زیادہ ٹھہرنے کا وقت نہ دینا چاہیئے۔ اسی طرح ان سب خطرات کی جو سلبی نوعیت کے ہوتے ہیں اور درد و غم، رنج و آزار مرض و بیماری کو تعبیر کرتے ہیں، اور جو تمہیں مبداءِ خیر سے جدا کرتے ہیں، نفی کرنی چاہیئے۔ تمہیں بہ آوازِ بلند کہنا چاہیئے:

"میں اس سے انکار کرتا ہوں کہ یہ چیز حقیقت رکھتی ہے، یا اس کا درحقیقت کوئی مقام ہے، اپنے وجود کے دائرہ سے میں اس کی نفی کرتا ہوں" جب تم نے اپنے ذہن میں اس خطرہ کی نفی کر دی، جس کا ظہور تم خارج میں پسند نہیں کرتے تھے تو اب تمہیں فوراً جو چیز کرنی ہے، وہ یہ

ہے کہ اپنی توجہ کو خارج سے ہٹا کر باطن کی طرف مبذول کر دیا جائے، اور اثبات اسی شے کا کیا جائے جو حقیقت رکھتی ہے۔ مثلاً اگر بیماری کا تمہارے جسم میں ظہور ہوا ہے تو تمہیں اس کی حقیقت کا انکار کرنے کے بعد کہنا چاہیئے۔

"میری زندگی کا مبداء تو حق تعالےٰ ہیں، اسی لیے میں بغیر بیماری اور دُکھ کے اپنی زندگی آرام و راحت سے بسر کرتا ہوں"۔

ما ز فلک برتریم و ز ملک افزوں تریم   زیں دو چرا نگیزریم منزل ما کبریاست (رومی)

اب تم اپنے قلب کے رخ کو حق تعالےٰ کی طرف کر کے دعا کی شکل میں ان سے استغاثہ کر سکتے ہو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ صَلَاحَ الْجَسَدِ وَالْقَلْبِ وَالرُّوْحِ بِسِرِّ اِسْمِ بُدُّوْحٍ یَا قُدُّوْسُ یَا سُبُّوْحُ۔

حق تعالےٰ میں آپ سے اپنے جسم، قلب و روح کی صحت و عافیت مانگتا ہوں۔ اپنے اسم پاک بدوح کی برکت و فیض سے مجھے عافیت عطا کیجیئے۔ اے پاک و مبارک ذات"۔

اب تم حق تعالےٰ کے مواجہ میں کچھ دیر خاموش و با ادب سکون و طمانیت کے ساتھ قرار کر سکتے ہو، یہاں تک کہ تمہارے سارے جسم میں انوارِ الہیہ کا سریان و نفوذ محسوس ہونے لگے۔ اور تمہارے جسم کا ہر ذرہ حیات الہیہ سے جگمگا اُٹھے۔

ز نقطہ بگذر رومی باش ساکن   کہ تا چوں انبیا رباشی تو ایمن

(۲۳)

روحانی شفا یا طبی حق تعالےٰ سے ہماری محبت اور ان سے ہماری عاجزانہ دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ ہمارا قلب حق تعالیٰ کی محبت سے معمور ہوتا ہے، اور ہمارے ہاتھ ان کے جود و کرم کے آستانہ کی طرف اُٹھتے ہیں، اس یقین جازم کے ساتھ کہ ان کی رحمت ہمارے قلب، روح و جسد کی اصلاح کی طرف متوجہ ہے اور ہماری ساری حاجتوں کو رفع کر رہی ہے۔

دردم از یار ست و درماں نیز ہم   دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

شفا کا دارومدار تین چیزوں پر ہے، کشش، کوشش، بخشش، ہماری طرف سے کوشش، اس

سلسلہ میں اہم چیز حق تعالےٰ سے محبّت اور ان سے حسنِ ظن ہے۔ اس کا نتیجہ جذبہ حق کا پیدا ہونا ہے، جو کشش کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کا ماحصل کامل شفا ہے۔ قلب و روح وجسد کی کامل صحت اور یہ بخشش ہے جو ہمیں حق تعالےٰ سے ملتی ہے۔

ہم میں سے ہر ایک کے سویدائے قلب میں حق تعالےٰ کی محبّت موجود ہے، تم نہ صرف اپنی ذات کے لیے، بلکہ ہر اس شخص کے لیے جس کو تم جانتے ہو، حق تعالیٰ کی رحمت کو جذب کر سکتے ہو، اور حق تعالےٰ کی نعمتوں سے خود بہرہ یاب ہو سکتے ہو اور دوسروں کی زندگی کی طرف ان کے رُخ کو پھیر سکتے ہو۔ اپنی ذات اور اس کی تمام مشکلات و مصائب کو حق تعالےٰ کے تفویض کر دو قلب کی گہرائیوں سے کہو کہ:

"اُفَوِّضُ اَمْرِیۤ اِلَی اللّٰہِ، اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ"

میں اپنے تمام کام حق تعالےٰ کے تفویض کیے دیتا ہوں، وہ اپنے بندوں کے سارے کام سے واقف ہے"۔

اور پھر اپنے تمام دوستوں اور عزیزوں کو جو محتاجِ مدد ہیں، حق تعالےٰ کے سامنے پیش کر دو۔ ان سب کو اپنے قلب کے احاطے میں لے کر قلب کی نگاہ کو حق تعالےٰ کے جود و کرم، عطا و نوال پر مرکوز کر دو اور زبان پر حمد و شکر کے الفاظ جاری ہوں۔

انت غیاثی فی کل کربۃ فلک الحمد	ہر بڑے غم میں تو ہی میرا فریاد رس ہے۔ خدایا تیرا شکر ہے
وانت رجائی فی کل شدۃ فلک الحمد	ہر سختی میں تو ہی میری امید ہے۔ خدایا تیرا شکر ہے
ارجوا الخیر فتیسرہ واخاف الشر فتصرفہ۔ فلک الحمد	میں تجھ ہی سے خیر کی امید رکھتا ہوں جس کو تو آسان کر دیتا ہے اور شر سے ڈرتا ہوں اور تو اس کو رفع کر دیتا ہے خدایا تیرا شکر ہے
وادیتنی الثنیات، فلک الحمد	اور خوشی کے مارے میرے اگلے دانت دکھلا دیتا ہے، خدایا تیرا شکر ہے۔
بیدک موتی وحیاتی فلک الحمد	تیرے ہی ہاتھ میں میری زندگی و موت ہے، خدایا تیرا شکر ہے

اس عمل کے نتیجہ کے طور پر جو سکینت و طمانیت قلب پر طاری ہو گی، چند لحظوں کے لیے اس میں مستغرق رہو۔

خوشتر از ہر دو جہاں آں جا بود که مرا با تو سر و سودا بود

یہ ہے طریقہ شفایابی و شفا بخشی کا یاد رکھو کہ شفا بخش صرف حق تعالےٰ ہی ہیں۔

نه کس می دہد نہ کس می دہاند خدا می دہد و خدا می دہاند

(۲۴)

ہر کہ آدم را بدن دید او رمید ہر کہ نورِ مؤتمن دید او خمید (رومی)

بیمار کیا جاتا ہے، حیات و قوت کی زیادہ مقدار کسی دانائے راز نے کہا تھا کہ ایک عظیم غلطی کا ارتکاب اس وقت ہوا جب اطبا نے بیماری کا علاج شروع کیا، اور مرض پر غالب آنے کے لیے مخمد دواؤں کا استعمال شروع ہوا، اور خون میں خارجی مواد پچکاری کے ذریعہ حقنہ کیا جانے لگا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ مریض کی قوتِ حیات میں اضافہ کیا جاتا۔ اس کی رو بہ زوال طاقت کو بڑھایا جاتا تاکہ جسم مرض کو رفع کرنے کے خود قابل ہو جاتا۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی پودا کمزور ہو، یا اس کا مادۂ حیات ناقص ہو تو اس پر مختلف امراض کا حملہ ہوتا ہے۔ اگر اس کی قوت کو بڑھانے اور مادۂ حیات کو اضافہ کرنے کی تدبیر کی جائے تو پھر وہ بالکل فطری طور پر اپنی تمام بیماریوں کو دفع کر دیتا ہے اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ بیماری کا علاج کرنا آثار و نتائج پر اپنا وقت ضائع کرنا ہے معلولات سے کھیلنا ہے۔ صحیح اور واحد طریقہ تو یہ ہے کہ مرض کے علل و اسباب پر توجہ مرکوز کی جائے اور یہ حیات و قوت کی کمی یا قلت میں پوشیدہ ہیں۔

روحانی شفا کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے جس چیز کی ضرورت ہے وہ روح کی قوت و تازگی ہے ہماری کمزوریاں اور روح کی بیماریاں بھی عدمِ کفایت کی بیماریاں ہیں۔ جس چیز کی ہم میں کمی ہے وہ حیات ہے، جس چیز کی ہمیں زیادہ ضرورت ہے وہ حیات ہے، حیات الٰہیہ۔

اس قوت حیات میں زیادتی معیّت حق کے ادراک سے ہو سکتی ہے افضل ایمان و افضل عمل یہی ادراکِ معیّت ہے، یعنی یہ جاننا اور محسوس کرنا کہ ہم جہاں کہیں ہوں، خالقِ حیات و مبداءِ حیات ہمارے ساتھ ہی ہے۔ اس علم و ادراک کا اثر ہمارے جسم و اعضا کے لیے ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ از کار رفتہ بیٹری کا برقی رَو سے چارج ہو جانا۔ ادراکِ معیّتِ حق سے قوّتِ الہیۃ کا ہمارے رگ و ریشہ میں نفوذ ہونے لگتا ہے اور ہمارے مُردہ اعصاب نئی زندگی پانے لگتے ہیں، اسی لیے تو ہمیں یہ وصیت کی گئی ہے:

نمی گویم از عالم جُدا باش　　　　بہر جائے کہ باشی با خدا باش

معیّتِ حق کا ادراک ہمیں حضورِ حق میں پہونچا دیتا ہے اور جب ہم حضورِ حق میں پہونچ جاتے ہیں تو پھر کسی شر کا وہاں گزر نہیں ہو سکتا۔ مرض و غم، درد و الم سے کاملاً نجات مل جاتی ہے۔ بحرِ نور میں ساری بیماریاں فنا ہو جاتی ہیں۔ رومیؔ نے اسی لیے تاکید کی تھی۔

رو بہ معنی کوش اے صورت پرست　　　　زان کہ اہلِ معنی از دنیا برست

ہمیں معیّتِ حق کے ادراک کے قیام کی کوشش کرنی چاہیۓ اور اپنا کچھ وقت حضورِ حق میں بسر کرنا چاہیۓ۔

در دلِ صافی تواں دید عیاں　　　　آں چہ پنہان است از خلق و جہاں

(۲۵)

"میں اپنی جدّ و جہد سعی و اضطرار کو موقوف کر کے حیاتِ الہیۃ کو ظہور کا اپنے اندر موقع دوں گا"

صحت و شفا کے لیے جد و جہد کرنے کے بجائے کیا ہمیں "اے ہمہ تو، من کیم چنانکہ تو داری" کہہ کر حیاتِ الہیۃ کو ہمارے اندر سے ظاہر ہونے کا موقع نہیں دینا چاہیۓ؟

ہماری زندگی میں ایک مرحلہ تو یہ ہوتا ہے کہ ہم خود صحت یاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں ممکن ہے حصولِ صحت کا یہ طریقہ اب ہمارے لیے کار آمد نہ رہا ہو، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری جد و جہد، سعی و کد ہمیں ایک بلند تر مقام تک پہونچنے میں مانع ہو رہی ہو۔ زندگی

میں ان ہی دو مقام سے ہمیں گزرنا پڑتا ہے پہلا مقام صحت یاب ہونے کی سعی و کوشش اضطرار واضطراب کا مقام ہے، اور دوسرا مقام ایسے تحقّق و تمکّن کا ہے، جس کا تعلق علم و عرفان سے ہوتا ہے۔

اس دوسرے مقام پر پہونچ کر ہم مطلوب کے حصول کی کوشش وسعی میں اپنی قوتوں کو صرف کرنے کی بجائے تسلیم لوجہ اللہ اختیار کرتے ہیں۔ اور نفس کی خواہشوں و تمناؤں اور شہوتوں سے بلند ہو کر ع۔

اے ہمہ تو من کیم چنانکہ تو داری

کہتے ہوئے مالک الملک کے سامنے اپنی ساری ملک رکھ دیتے ہیں اور اس کی رضا سے راضی ہو جاتے ہیں۔

سر ارادتِ ما آستانِ حضرتِ دوست — کہ ہر چہ بر سر ما میرود ارادت اوست

اب ہم مرکزِ جاذب بن جاتے ہیں، اور ہمیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ جس چیز کی ہم تلاش میں لگے ہوئے تھے وہ خود ہماری تلاش کر رہی تھی۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سعی و کوشش کے پیدا کردہ اضطراب کی وجہ سے ہم نے اپنی توجہ اس شے سے پھیر لی تھی، جو خود ہماری تلاش میں تھی اب اگر ہم اس مقام پر فائز ہونے کے قابل ہو چکے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ اپنے قلب کو نفس کی خواہشات کی کشاکش سے آزاد اور فارغ کر کے اپنے امور کو حق تعالیٰ کے تفویض کرتے رہیں اور شعوری کوششوں کے جوش کو فرو کر کے زمام ان ہی کے سپرد کرتے رہیں۔ اور اپنے نفس سے کہتے جائیں۔

بخدا بگذاشتم ایں کاروبارِ خویش را — بہر ساماں ساختم پروردگارِ خویش را

تسلیم و رضا کا یہ حال جب قلب میں پیدا ہو جاتا ہے تو اب الٰہی قوّت ہماری معین و کارساز ہو جاتی ہے۔ جب ہم اپنے معاملات میں تعجیل و تاخیر کو حق تعالیٰ کی مرضی و انتخاب پر چھوڑ دیتے ہیں تو ہمیں اپنے لرزہ براندام نفس کی تمنّاؤں کے غم سے نجات مل جاتی ہے اور

اس عارف کامل کا نقطۂ نظر حاصل ہو جاتا ہے جو زندگی اور اس کے ہموم و غموم، افکار و آلام پر ہنستے ہوئے نظر ڈالتا ہے اور ہر حالت میں ہشاش و بشاش رہتا ہے اور اپنے جاہل رفقار کو نصیحت کرتا ہے۔

کمن نقصانِ عمرِ خود، بغم پیچیدہ پیچیدہ چرا کوتہ کنی ایں رشتہ را تابیدہ تابیدہ

زندگی کا انقلاب اسی نقطۂ نظر کے اختیار پر منحصر ہے اور تمام اشیار کی تجدید اسی انقلاب سے ممکن ہے۔

(۲۶)

ما صاف دلاں نہ ہاؤ ہوئے داریم نے بحث بہ کس نہ گفتگوئے داریم
جز جلوۂ او ز ما نباید طلبید ما آئینہ ایم عکس روئے داریم (درد)

میں خوش ہوں، اس لیے کہ حق تعالےٰ میرے ساتھ ہیں۔ میں خوش ہوں، اس لیے کہ میری زندگی حق تعالیٰ ہی کے حضور میں بسر ہو رہی ہے۔ میں خوش ہوں، اس لیے کہ جہاں حق تعالےٰ ہیں وہاں شر نہیں ہے اور حق تعالےٰ میرے ساتھ ہی تو ہیں۔ چونکہ حق تعالےٰ میرے ساتھ ہیں، کسی شر کا گزر ممکن نہیں ہے، حق تعالےٰ کی ذات کامل و اکمل ہے بہ ہمہ وجوہ خیر ہے خیرِ مطلق، کمالِ مطلق ہے ع

ثنا ہا ہمہ ایزدِ پاک را

اب مجھے یہ قوی احساس ہے کہ اس وقت حق تعالےٰ حاضر و موجود ہیں اور حق تعالیٰ کے حضور میں کمال ہی کا وجود ہے۔ کمالِ صحت و شفا کا، کمالِ حیات و قوت کا، کمالِ فرح و سرور کا۔

صداقت کے اس احساس کا قائم رکھنا میرے لیے ضروری ہے۔ اسی مقام میں قیام کے سوا مجھے کچھ کرنا نہیں۔

در ضمیر ما نمی گنجد جز از دوست کس ہر دو عالم را بہ دشمن دہ کہ ما را دوست بس

ہیں خود تو اپنی ذات سے کچھ کر نہیں سکتا، لیکن جس ذات میں میرا قیام ہے وہ ہمہ تواں، قادرِ مطلق ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ظلمت خواہ مرض وغم کی ہو، یا درد والم کی، اس کے مقابل ٹھیر نہیں سکتی۔ جب میں اپنے قلب کو اس ذاتِ مطلقہ کی طرف پھیر دیتا ہوں اور اس ہی کے مشاہدہ میں مستغرق ہو جاتا ہوں تو ساری ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں، خواہ وہ درد و غم کی ہوں خواہ مرض والم کی:-

عاشق ہستی اگر، بے خود و با کار باش   بے خبر از خویش و باخبر از یار باش

اب میرا کام یہی ہے کہ میں ہر وقت حضورِ حق کا ادراک قائم رکھوں، شر کے تمام مظاہر کو نظر انداز کر دوں، اُن کے وجودِ بے بود سے گھبرا نہ جاؤں، فعل و اثر کو ان کی طرف منسوب نہ کروں۔ نفس سے کہتا رہوں۔

زیں سبب ہا در نظر ہا پردہ است   در حقیقت فاعلِ ہر شے خدا است

حق تعالیٰ کی مشیت سارے عالم میں کارفرما ہے، میرا کام صرف اتنا ہے کہ فعلیتِ حق کا مشاہدہ کروں، اپنے انفس و آفاق میں اس فعلیت کے سریان کو پا کر اس سے تطابق برقرار رکھوں۔ اس مشاہدہ کو قائم و دائم رکھوں۔ اس کا نتیجہ قطعاً یہ ہوگا کہ ہر جا حُسن و احسان ہی کا مشاہدہ ہونے لگے گا قلب میں حق تعالیٰ کی محبت جلوہ افروز ہوگی اور فرح و سرور سے قلب کی فضا معمور ہو جائے گی۔ قلب کی اس کیفیت کے پیدا ہو جانے کے بعد بیماری و مرض کا جسم میں باقی رہنا ممکن نہیں:

غبارِ غم برود، حال بہ شود حافظ   تو آبِ دیدہ ازیں رہ گزر دریغ مدار

(۲۷)

صحت و مسرت

ترا جمال ہے، تیرا خیال ہے تو ہے   مجھے یہ فرصتِ کاوش کہاں کہ کیا ہوں میں

مسرت اور صحت کا تعلق اس قدر قریبی ہے کہ گویا دونوں ایک ہی ہیں۔ روح میں جب

مسرت داخل ہوتی ہے تو جسم کو صحت نصیب ہوتی ہے۔ قلب کا سکون و فراغ جسم کو قوت و توانائی عطا کرتا ہے۔ قلب اور اس کے تقلبات یا زمانۂ جدید کی نفسیات کی اصطلاح میں ذہن اور اس کے افکار، بمنزلہ علت ہیں اور خارجی زندگی، جسم و ماحول معلول ہیں جسم کے ہر مرض و تکلیف کی علت ذہن کا اختلال ہے، علمائے نفسیات کا اس پر اتفاق ہے اور اس کو انہوں نے قانونِ عمل ذہنی (LAW OF MIND ACTION) کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے۔

ہماری زندگی میں اس قانون پر شعوری طور پر عمل اس وقت ہوتا ہے، جب ہم اپنی بیماریوں دردوں اور تکلیفوں پر ذہن کو مرکوز کرنے کی بجائے ازلی اقدار پر قلب کو مرکوز و مجتمع کریں نقوش کے ملاحظہ و معائنہ سے نگاہ کو بلند کرکے نقاش کی طرف متوجہ ہوں، یعنی مظاہر سے صرفِ نظر کرکے حقائق و بواطن پر نظر جمائیں

نقش رہا کن سوئے نقاش رو — دیدہ بہر نقش چہ داری گرو

زیادہ واضح و عملی طور پر ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ بیماری اور درد کو دفع کرنے کی کوشش کی بجائے حق تعالےٰ کی ذات سے توسل تام پیدا کیا جائے، اور قلب کو راحت و مسرت کا سامان ان ہی کی صحبت و محبت سے فراہم کیا جائے۔ اپنی اس سعی کو کسی صاحب دل نے کس خوبی سے ادا کیا ہے

ہر چند تو شاہ ما گدا ئم — دامن مفشاں کہ بتلائم

از کدامی سحر و افسوں مہرباں سازم ترا — آں چہ می خواہد دل من آں چناں سازم ترا

کردہ ام خالی حریم سینہ را از غیر تو — بر تمنائے کہ روزے میہمان سازم ترا

خلوتے بنو و ترا غیر از حریم جان من — آرزوئے جانِ من ایں ست جاں سازم ترا

جب ہم امراض و مصائب کا مقابلہ کرنے کی بجائے اُن سے راضی ہو جائیں یا "طیبۃ القلب مع اللّٰہ" یعنی "دل خدا سے راضی ہوا" کے ادراک میں ان کو بھول جائیں تو یہ سب رحمت الٰہیہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور ہم چیخ اٹھتے ہیں:۔

ز نسیم جان فزا یت دل مردہ زندہ گردد — بکدام باغی اے گل کہ چنیں خوش ست بو یت

ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ حق تعالےٰ ہی شافی یا شفا بخش ہیں۔ تمام حیات و صحت کا ظہور ان ہی سے ہوتا ہے وہی حیاتِ مطلقہ ہیں قلب و ذہن جب ان کا گرویدہ ہو جاتا ہے تو ہمیں صحت کاملہ حاصل ہو جاتی ہے۔

بیا حج دل کن کہ دیدارے بہ ازیں نیست　　　　در یادِ خدا باش کہ کارے بہ ازیں نیست

(۲۸)

بر خدا بگذاشتم ایں کاروبارِ خویش را　　　！　　　میر ساماں ساختم پروردگارِ خویش را

قرآن حکیم نے امن و سکون، راحت و اطمینان قلب کا طریقہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ (پ ۱ ع ۱۳)

جو کوئی اپنی ذات کو اللہ تعالےٰ کے آگے جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے کے لیے اس کے پروردگار کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

اس مفہوم کو فلسفیانہ انداز میں اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ مجھے اپنے حقیر و صغیر لرزہ بر اندام نفس کو ترک کر کے، اس کو نظر انداز کر کے، ایک جلیل و جمیل انا کی تلاش کرنی چاہیئے، اور اس کو پا کر اس پر بھروسہ کر کے مطمئن و مسرور ہو جانا چاہیئے۔

میرے نفس مغموم کی سعی لاحاصل ہی بعض دفعہ میرے مقصود کی حاجب و مانع ہو جاتی ہے۔ جب میں اس کو ترک کر کے حق تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور ان کی رضا و خوشنودی کا طالب ہو جاتا ہوں تو حق تعالےٰ کا وعدہ پورا ہوتا ہے اور غم و حزن کا تسلط میرے قلب سے دور ہو جاتا ہے

غم خوش در قربِ جاں پروردن است　　　　غم زاغ از بہر سرگین خوردن است

نفس اور اس کی خواہشات اس کی سعی لاحاصل کا فراموش کر جانا اور حق تعالیٰ کے حضور میں ان کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنا "طیبۃ القلب مع اللہ" عطا کرتا ہے اور انسانی شخصیت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیتا ہے، نفس کو اضطراب و اضطرار، جد و کد "سعی و تشتت" سے فارغ کر کے وہ سرور

عطا کرتا ہے کہ قلب پکار اٹھتا ہے:

دولتِ صحبت آں مونسِ جاں مارا بس
یارباماست چہ حاجت کہ زیادہ طلبیم

جب ہمیں مونس جاں کی یہ صحبت نصیب ہوتی ہے اور ہم اس دولتِ عظمیٰ سے بہرہ یاب ہوتے ہیں تو نہ صرف قلب کو اطمینان وانشراح، روح کو سکون و سرور، اعصاب کو آرام و راحت سے حصہ وافر ملتا ہے بلکہ خارجی حالات میں بھی کافی تغیر پیدا ہوتا ہے، ان میں ایک الہٰی تطابق یا ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے جس کے حصول سے نفس کے اضطراب و اضطرار نے ہمیں محروم کر رکھا تھا۔ اسی نکتہ کو کسی شاعر نے اپنے طریقے سے یوں ظاہر کیا تھا۔

کہ ازیں خوب تر تجارت نیست
عشق بیتاں و خویشتن بفروش

خود فروشی کے معنی یہی ہیں کہ اپنے حقیر و صغیر لرزہ بر اندام نفس کی خواہشوں، تمناؤں اور شہوتوں سے بلند ہو گئے

اے ہمہ تو من کیم چناں کہ تو داری

کہتے ہوئے مالک الملک کے سامنے اپنی ساری ملک یا پونجی رکھ دیں اور اس کی رضا سے راضی ہو جائیں

مالک الملک اوست ملک او را دہید
جملہ با و من بہ بیش او نہید

(۲۹)

مراقبۂ صحت

مقصودِ زندگی حق تعالےٰ ہیں۔ ان ہی کی معرفت ان ہی کی عبادت، ان ہی سے ہر معاملہ میں استعانت، ان ہی کی یافت ان ہی کا شہود؛ یہی آرزو! اور یہی سب کچھ ہے:۔

بر زندہ دلاں بے تو حرام است نفس
از زندگیم بندگی، تست ہوس

جائی ز تو ترا ہمی خواہد و بس
خواہد ز تو مقصودِ دلِ خود ہر کس

حق تعالےٰ کے سوا ساری ہی چیزیں حجابات ہیں، مقصود نہیں۔ ان کا کلی حکم یہ ہے۔

جو تم سے فوت ہو جائے اس پر غم نہ کرو۔
لکیلا تاسوا علی ما فاتکم

اور جو تمہارے ہاتھ آئے اس پر نہ اتراؤ۔
ولا تفرحوا بما اٰتاکم

میری زندگی کے یہ مصائب، یہ المناک واقعات، یہ دردناک حادثات حق تعالیٰ ہی کی مشیت اور ارادے سے وقوع پذیر ہو رہے ہیں، وہی ان کے خالق و مخترع ہیں۔ آمر و حاکم ہیں فاعل ہیں، علت حقیقی ہیں۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا۔

کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں، مگر وہ ایک کتاب میں مرقوم ہے قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں۔

ایسا تو ہرگز نہیں ہوتا کہ یہ حق تعالیٰ کی مشیت، ارادہ، حکم یا مرضی کے بغیر واقع ہوئے ہیں۔ یا وہ ان سے غافل ہوں فاعل حقیقی وہی ہیں۔ جان کر ہر چیز کو پیدا کرتے ہیں: اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔

حق فاعل و ہر چہ جز حق آلات بود — تاثیر ز آلت از محالات بود

ہستی کہ مؤثر حقیقی ست یکیست — باقی ہمہ اوہام و خیالات بود (جامی)

جب ہر واقعہ کا ظہور حق تعالیٰ ہی کے علم و حکم سے ہو رہا ہے اور حق تعالیٰ میرے مولیٰ ہیں اور مجھ پر رحیم ہیں رؤف ہیں تو جو کچھ بھی اُن کی طرف سے پیش آئے گا اُس میں رحمت بھی ہوگی اور حکمت بھی، اسی لیے میں اپنے ارادہ کو حق تعالیٰ کے ارادے اور مرضی کے تحت کر دیتا ہوں۔ ان کے ہر فعل سے راضی ہو جاتا ہوں، رضا از ورضا یدو ز رضا دراو، اعراض عن الاعتراض، حفظ حال، قیام فیما اقام اللہ، اسکی تعلیم تو ابتدا ہی سے دی گئی ہے، حق تعالیٰ کے ارادے، منشاء و مرضی سے زیادہ بہتر، زیادہ نفیس، زیادہ حسین و جمیل، زیادہ جلیل و شاندار کوئی چیز ہو بھی سکتی ہے، وہ ہم پر ستر ماؤں سے زیادہ شفیق ہیں۔ ہر ضیق سے وہ ہمیں نجات دیتے ہیں۔ :۔

آں کسے را کہ چنیں شاہے کشد — سوئے نجت و بہتریں جائے کشد

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد — آں چہ در وہمت ناید آں دہد

اب یہ جان کر میں اپنے حقیر و صغیر لرزہ بر اندام نفس سے قطع نظر کر کے حق تعالیٰ کی حکمت و رحمت فضل و کرم پر بھروسہ کرتا ہوں، مطمئن و منشرح زندگی کا آغاز کرتا ہوں اور ان ہی کی رضا و خوشنودی کی طلب میں اس زندگی مستعار کو گزار دیتا ہوں۔

یار با ماست چہ حاجت کہ زیادہ طلبم — دولتِ صحبتِ آں مونس جاں ما را بس

حصّۂ دوم

شفا، دعا اور ذکر سے

شفاء، ذکر، اور دُعا

اے در صفتِ ذاتِ تو حیراں کہ و مِہ   از جملہ جہان خدمتِ درگاہ تو بہ!
علّت تو ستانی و شفا ہم تو دہی   یارب تو بفضلِ خویش لِبتاں و بدہ

ہمارا یہ ایمان ہے کہ حق تعالیٰ نے امراض و اسقام کے لیے جس طرح دوائیں پیدا کی ہیں، اسی طرح ہر مرض و سقم کے دور کرنے کے لیے دعا اور ذکر کا طریقہ بھی سکھلایا ہے۔ چنانچہ حدیث کی کتابوں میں "طب نبوی" بھی مذکور ہے۔ لیکن عام طور پر لوگ اپنی بے شعوری اور ضعفِ ایمان کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے اور صرف اطبا ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ گویا "طب ایمانی" کو چھوڑ کر "طب یونانی" ہی پر گرتے ہیں۔ گو عام طور پر اب بھی مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ "مرض و نبض و شفاء" صرف حق تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اس عقیدہ کی بنیاد قرآن عظیم کی یہ نص صریح ہے:-

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ (پ۱۹ ع۹)   جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے

حقیقی شفاء صحت کو کسی خارجی محدود شئی کے ذریعہ حاصل کرنے کا عمل نہیں بلکہ یہ نتیجہ ہے دُعا و ذکر کے ذریعہ اس حیات مطلقہ کے آگے تسلیم نفس کا جو ہم پر محیط ہے اور ہم ہی سے اپنا ظہور چاہتی ہے۔ اپنی زندگی میں ہم نے مدتوں بڑے اہتمام اور رغبت کے ساتھ خارجی اشیاء کی مدد سے صحت اور شفاء کی تلاش کی ہے، اس کے حصول کی خاطر بڑی جدوجہد کی ہے، لیکن عموماً صحت و آرام کی بجائے مرض و تکلیف ہی سے ہمیں سابقہ رہا ہے، بیماری نے اپنی شکلیں بدلیں، ہمارا ساتھ نہ چھوڑا، شاید خود ہماری اس رغبت اہتمام ہی نے اپنے محبوب و مطلوب سے ہمیں محروم رکھا ہے۔ شفا محض تلاش، جدّوکد سے حاصل نہیں ہوتی گو سعی

وتلاش ایک حد تک ممد ضرور ہوتی ہے شفا کا ہمیں اسی وقت کامل طور پر ظہور ہوتا ہے، جب ہم اپنے آپ سے بے خبر ہو کر، نفس کی سدِ سکندری کو درمیان سے اٹھا کر شافیٔ مطلق کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں اور ہمارے قلب کی گہرائیوں سے یہ چیخ نکلے۔

تا چند دلا بہ ایں و آں آمیزی!
آنگاہ مرد شوی کہ ز تنہا بگریزی!

یعنی جب ہم اپنی مضطربانہ تلاش وسعی کو موقوف کر کے سکون و طمانیت و سکینت کا پہلو اختیار کر لیتے ہیں اور عجز و انکسار سے حق تعالے سے عرض کرتے ہیں۔

حق تعالے میں نے اپنے باطن کے دروازے آپ کی حیاتِ مطلقہ کے لیے کھول دیئے ہیں، میرے ظاہر و باطن کو اپنی حیاتِ کاملہ سے مملو کر دیجئے اور مجھے اسی راہ پر چلیے جس میں آپ کی رضا ہو:

خوشنودیٔ تست مطلبِ ما   یارب رحمے بہ بادیۂ ما!

حق تعالے اب میں اپنی ساری ناتمام جد وجہد کو ترک کیے دیتا ہوں، اپنی ذات کو کاملاً و شاملاً آپ ہی کو تفویض کیے دیتا ہوں، اپنے رُخ کو آپ ہی کی طرف کیے لیتا ہوں، آپ کے سوا میری کوئی پناہ ہے نہ آسرا، میں جانتا ہوں:

تا کہ از جانبِ خورشید نباشد کششے   کوششِ ذرۂ بے چارہ بجائے نہ رسد!

آپ ہی تو میری زندگی کے مالک ہیں، میرا قلب، میری پیشانی کے بال آپ ہی کے قبضہ میں تو ہیں، میں نے اپنی ناقص و ناتمام جد و کد سے ہاتھ اُٹھایا، اپنی خودی سے اپنی ذات کو خالی کیا کہ آپ کی حیاتِ کاملہ کا مجھ میں نفوذ ہو، آپ کی رضا کا مجھ میں ظہور ہو!

المنۃ للّٰہ دلم صید غمت شد   واز خوردنِ غمہائے پراگندہ رُستم!

"اب صرف آپ ہی کا حضور، آپ ہی کا خیال، آپ ہی کا جمال، آپ ہی کا عشق، آپ ہی کا قرب میرے سارے دردوں کی دوا ہے:

کونین را چوں نعلین انداختیم و رفتیم   دیوانگانِ شاہیم رندِ برہنہ پائیم

قلب کی اس کیفیت میں شفا کا راز پنہاں ہے اور یہ کیفیت ذکر و دعا سے پیدا ہوتی ہے اور اسی لیے ذکر و دعا موجب شفا ہیں۔ کس جذب و انہماک سے نظامی گنجویؒ نے دعا کی تھی:

یار شوا ے مونسِ غم خوارگاں — چارہ کن اے چارۂ بے چارگاں
قافلہ شد و اپسیٔ ما ببیں — اے کسِ ما بے کسیٔ ما ببیں
ہر کہ پناہیم توی بے نظیر — در کہ گریزیم توی دستگیر
ہر کس پناہیم پناہم توی — نگاہم کہ تقصیر گاہم توی
مکن حلہ ام انچہ من رشتہ ام — مکن توشہ ام انچہ من کشتہ ام
بعصیاں نمی کاہد امیدِ من — بس ایں مایۂ عیشِ جاویدِ من

آؤ اب ہم قرآن حکیم کی قرابادین سے شفا کے نسخوں کی طرف تمہاری رہنمائی کرتے ہیں، پھر رسول کریم کی تعلیم کردہ دعاؤں کا ذکر کریں گے اور آخر میں صوفیائے اسلام، شکر اللہ مساعیھم فی الاسلام کے افادات کا، و باللہ التوفیق۔

زیں شہد یک انگشت رسانم بہ لبت — از لذتش اگر محو نہ گردی تف کن

---

(۱)

آیات و سور قرآنیہ

قرآن حکیم کی اس آیت سے:۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ (پ ۷، ع ۱۳) — اور نہ کوئی تر چیز نہ خشک چیز ہے مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے۔

اور اس آیت سے بھی:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ - (پ ۱۵، ع ۹) — اور ہم قرآن میں ایسی چیز نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں شفا و راحت ہے۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو خاصیت بھی افرادِ موجودات میں پائی جاتی ہے وہ قرآن کے حروف و کلمات و آیات و سور کے ضمن میں، بہترین اور کامل ترین نہج سے موجود ہے۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور بحکم مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (پ ۷ ع ۱۰) اور ہم نے نہیں چھوڑی کتاب میں کوئی چیز۔

ہمیں چاہیے کہ ہم تمام فوائد و عوائد کو جامع مجید سے جس کو "تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ مَّجِيْدٍ" اور "تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ" فرمایا گیا ہے، حاصل کریں۔ ع

آں نقد کدام ست کہ در گنج تو نیست؟

اور جب دلائل عقلی اور براہین عقلی سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ کتاب شریف و خطاب لطیف تمام منزلہ کتابوں سے زیادہ کامل و عظیم ہے تو پھر اس کی آیات سے، ان کے خواص و آثار سے عالم کون و فساد میں کلی تصرفات میسر ہو سکتے ہیں۔ اور حدیث صحیح:

فاتحة الكتاب شفاء من كل داء[1]: — سورہ فاتحہ ہر مرض کے لیے شفا ہے۔

---

[1] روى البيهقي عن عبد الملك بن عمير مرسلاً وقال المناوي "من داء الجهل والمعاصي والامراض الظاهر والباطن، وانها كذالك من تدبر وتفكر وجرب وقوي يقينه"

اور دوسری روایت کی رو سے:" فاتحہ الکتاب شفاءمن کل داءِ الا السام[1]"، سورۂ فاتحہ موت کے سوا ہر بیماری کی شفا ہے۔) کا بھی اسی طرف اشارہ پایا جاتا ہے[2]"

مومن قانت کو شیخ تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تنبیہہ نہ بھولنی چاہیئے:-

ایاك والتھاون بخواص کتاب اللہ والتساھل فِی الاِعتقاد تخسر الدنیا والآخِرۃ، العیاذ بِوَجہِ اللہ۔ فَاِنَّ اللہَ یَقُولُ، وَھُوَ اَصدَقُ القائلین مافَرَّطْنَا فِی الکِتٰبِ مِن شَیْءٍ وکذا قال۔ وَلا رَطبٍ وَّلا یَابِسٍ اِلَّا فِی کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ وَکَذَاقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسلام خذ من القراٰن ما شئت لمن شئت"

کتاب اللہ کے خواص کو حقیر سمجھنے سے پرہیز کر اور ان کے متعلق اعتقاد میں تساہل سے کام نہ لے اور دنیا و آخرت کے خسران سے بچ، خدا سے پناہ مانگ، کیونکہ حق تعالےٰ فرماتے ہیں اور وہی سب سے زیادہ سچ فرماتے ہیں: "ہم نے نہیں چھوڑی کتاب میں کوئی چیز" نیز فرمایا" اور نہ کوئی تر چیز نہ خشک چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے" اور اسی طرح نبی کریم صلعم نے فرمایا:" قرآن سے لے جو تو چاہتا ہے" جس کے لیے چاہتا ہے[3]"

یہاں اس تجربہ سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اکثر دردمند شفا کی تلاش میں قرآن مجید سے کام لیتے ہیں اور اپنے مقصد کے حصول میں ناکام ہوتے ہیں۔ اچھی طرح جان لو کہ اس محرومی و ناکامی کی دو وجہیں ہیں۔

۱۔ یا تو عامل عاصی ہوتا ہے، کبیرہ گناہوں کا مرتکب، صدق مقال و کسب حلال سے بے پروا اس لیے انفعال و مکاشفہ کی اہلیت اس میں قطعاً نہیں ہوتی۔ یا پھر:-

۲۔ اس کا عمل محض تجربہ کی خاطر ہوتا ہے، خود اس پر یقین نہیں رکھتا۔ شک کے مرض

---

[1] اخرج الخلعی عن جابرؓ [2] حرز الایمان من فتن الزمان از علی بن الحسین الواعظ الواشفی المشتہر بالصیفی۔ مطبوعہ مطبع علوی، لکھنؤ، ۱۲۷۷ھ، صفحہ ۱۳۱۔

[3] خزینۃ الاسرار جلیلۃ الاذکار از سید محمد حقی نازلی، مطبوعہ مطبع النجریہ، مصر ۱۳۰۶ھ، صفحہ ۱۲۳۔

میں مبتلا ہوتا ہے تشکیک وارتیاب کی کیفیت قلب میں لے کر وہ شفا بالقرآن کا تجربہ کرتا ہے، حُسنِ ظن واعتقادِ صحیح وجازم سے محروم۔ اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔

مقام قرب بیسترنمی شود بہوس! مدارِ کار صفائی دل ست ودامنِ پاک (صافی)

آیات قرآنیہ کی تلاوت کے وقت مزاج وصفات میں تغیر بھی شفا کی تجلّی نہیں ہوتی (ابن القیمؒ)

شک وریب سے قلب کو بالکل خالی کر کے ایقان کامل کے ساتھ جب ایک مومنِ قانت قرآن عظیم سے شفا طلبی کرتا ہے تو شفا کا حصول قطعی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

وَلَوْ اَنَّ رَجُلاً مُوْقِناً قَرَاءَ الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَزَالَ۔ اگر کوئی صاحب یقین قرآن کو پہاڑ پر بھی پڑھے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔[1]

ہر مومن کے لیے قرآن کریم نور ہے، سرور ہے، "شفاء لما فی الصدور" ہے، رحمت وشفا ہے اسی وجہ سے علامہ قسطلانی نے "شرح البخاری" میں طب روحانی" کو "طب جسمانی" سے زیادہ قوی قرار دیا ہے[2]۔ یہ بات اس حدیث شریف سے سمجھ میں آتی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا کہ قرآن کے اثرِ قوی سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے، پہاڑ کے مقابلہ میں جسمانی مرض کا کیا وزن ہو سکتا ہے؟

شفایابی میں شافی مطلق پر کامل یقین، توکل وتبتّل کی ضرورت ہے، مریض غیر اللہ سے کٹ کر حق تعالےٰ سے عرض کرتا ہے:۔

تو قبلۂ مقصودِ منی در ہمہ حال! من روئے بکہ آرم، وحاجت زکہ خواہم؟

زخواجگانِ جہاں کردہ ام قطعِ امید ہمیں بلطفِ تو داریم امیدواری وبس

---

[1] اخرج البیہقی وابن السنی وابوعبید عن ابن مسعودؓ

[2] الطب الروحانی اقوی من الطب الجسمانی فلما عز ھذا الفن فزع الناس الی الطب الجسمانی۔ کمیاب ہونے والا ۱۲۔

کرم گر از تو نہ بینم، بس از کہ خواہم دید؟ عطا گر از تو نیابم پس از کہ خواہم یافت؟

اسی عجز و نزاری کی حالت میں وہ تڑپ کر دعا کا ہاتھ اٹھاتا ہے:۔

نوازشِ دلِ ما کن چو دل نواز توئی بساز کار فقیراں چو کار ساز توئی

جز تو کسے نہ دارم یا غایۃ الامانی! در کارِ من بجا آر لطفے چنانکہ دانی!

اور پھر کامل یقین و اعتماد کے ساتھ کہتا ہے:۔

استعنت بقدرۃ اللّٰہ، احتجبت بعزۃ اللّٰہ واعتصمت بحبل اللّٰہ ودفعت عنی کل سوء بالف الف لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ وصلی اللّٰہ تعالٰے علٰے خیر خلقہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ اجمعین۔

میں نے اللہ کی قدرت سے مدد لی، اس کی قوت و غلبہ کے پردہ میں خود کو پوشیدہ کر لیا، اس کی رسی کو تھام لیا اور اپنی ذات سے ہر برائی غم و آفت کو دور کیا دس لاکھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے، اور رحمت نازل ہو خیر خلق محمد اور ان کی آل پر

اور یہ سب کچھ جذب قوی کے ساتھ کہتا ہے تو پھر مرض کی گرفت کا اس کے جسم اور دل سے دور ہو جانا یقینی امر ہے۔

گرچہ بے چارہ ایم، باکے نیست کرمِ تست چارہ سازِ ہمہ

اور اگر بعرضِ محال مرض نہ بھی جائے اور محبوب حقیقی سے محبت ہی کامل ہو جائے تو پھر ہر چیز آسان ہو جاتی ہے۔ ہر شئی کی سہار سہل ہو جاتی ہے، جیسا کہ کسی عاشق صادق نے تمنّا کی تھی۔

فلیتک تحلو والحیاۃ مریرۃ ولیتک ترضی والانام غضاب

ولیت الذی بینی وبینک عامر وبینی وبین العالمین خراب

اذا صح منك الود فالكل هيّن — وكل الذى فوق التراب تراب[1]

یعنی حق تعالے کی محبت سے قلب کا رنگ ہی بدل جاتا ہے، وہ ہر مشکل، ہر ابتلاء ہر ناکامی میں اپنے محبوب کو اپنے ساتھ پاکر سرور و سکون محسوس کرتا ہے، اور بآواز بلند کہتا ہے۔

یار باماست، چہ حاجت کہ زیادہ طلبیم — دولتِ صحبتِ آں مونسِ جاں مارا بس!

اگر دردمند مریض حق تعالے کو اپنے ساتھ پاکر اور یہ جان کر بھی کہ وہ "حق تعالیٰ کی آنکھوں کے سامنے ہی ہے" اور وہ اس کو دیکھ رہے ہیں، اس کے درد و الم سے باخبر ہیں سکون و سرور محسوس نہیں کرتا، تو اس کو یہ جان لینا چاہیئے کہ حق تعالے سے اس کی محبت میں نقص ضرور ہے اس کو ازدیادِ محبت کی دعا کرنی چاہیئے، وہ اس طرح دعا کرے:۔

اللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی محبوس محبتك و مسجون عشقك و مقرون قربك و مجنون لقائك۔	اے اللہ مجھے اپنی محبت کا قیدی کرلے، اپنے عشق میں گرفتار کرلے، اپنا قرب عطا کر اور اپنے دیدار کا دیوانہ کردے۔
اللّٰھُمَّ اَحْیِنِی عَاشِقًا اَمِتْنِی عَاشِقًا وَاحْشُرْنِی مَعَ الْعَاشِقِیْنَ، یَا مَطْلُوب الْعَاشِقِیْنَ۔	اے اللہ مجھے عاشق بنا کر جلا، عاشق رکھ کر مار اور عاشقین کے ساتھ میرا حشر کر، اے عاشقوں کے مطلوب و مقصود!

مومن کا امتیازی نشان ہی حق تعالے سے شدید محبت قرار دیا گیا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (پ ۲ ع ۴)	اور جو مومن ہیں ان کو اللہ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے۔

اور محبت کے بعد تو محبوب کی "نقمت" (سزا، بدلہ) بھی "نعمت" محسوس ہونے لگتی ہے،

[1] کاش تو مجھ سے میٹھا رہے اور زندگی کڑوی۔ کاش تو مجھ سے راضی ہو جائے اور لوگ غضبناک
کاش میرے اور تیرے درمیان تعلق آباد ہے۔ اور میرے اور دوسروں کے درمیان تعلق خراب کیوں نہ ہو جائے
جب تجھ سے میری محبت درست ہو جائے تو سب کچھ آسان ہے۔ کیونکہ جو چیز بھی مٹی پر ہے وہ بھی مٹی ہے (اسکی کوئی قیمت نہیں)

اس کی "بلا" کو "عطا" سمجھتا ہے، اس کے 'جفا' کو وفا، الم کو کرم، رنج کو گنج، اہانت، کو امانت، اور اس کے ہر 'جلال' میں 'جمال' ہی نظر آتا ہے!

زہر از کفِ دستِ دوست چوں شہد ۔۔۔ با شوق خرو مُبرم و گر ہم!

اسی مفہوم کو کسی عاشق مسکین نے خوب ادا کیا ہے

ہر درد و رنج کز تو رسد بر دلِ حزیں ۔۔۔ آں محض راحت است مرا عین عافیت!

یہ تو رہا عاشقانِ سر مست کا حال، یہاں ہم عام بیماروں سے مخاطب ہیں، جو مضطر و پریشاں، رنجور و مغموم ہوتے ہیں، اور اپنے درد کا مداوا چاہتے ہیں۔ حق تعالےٰ کی "نظرِ رحیم" کو اپنی تمام بیماریوں کی دوا سمجھتے ہیں اور گڑ گڑا کر کہتے ہیں!

الا یا اللہ بنظرۃٍ ۔۔۔ من العین الرحیمہ

تداوی کلّ مابی ۔۔۔ من اَمراضٍ سقیمہ[1]

ان ہی کے لیے ہم حق تعالےٰ کی نظر کرم کے جذب کرنے کے طریقے پیش کر رہے ہیں۔ ع

ہشدار کہ رہ خود بخود گم نکنی

مریض کو چاہئے کہ وہ اپنے محبوب و مطاع صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو ذہن میں تازہ کرے۔

۱۔ مَنْ لَمْ یَسْتَشْفِ بِالْقُرْاٰنِ فَلَا شِفَاہُ اللّٰہُ[2] ۔۔۔ جس نے قرآن سے شفا طلب نہ کی اس کو اللہ کی شفا نہ ملی۔

۲۔ خَیْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْاٰن (ابن ماجہ عن علیؓ) ۔۔۔ بہترین دوا قرآن ہے

۳۔ القرآن ھُوَ الشِّفَاءِ (بیہقی عن وائلہ) ۔۔۔ قرآن شفا ہے۔

---

[1] اے اللہ ایک نظر ۔۔۔ اپنی چشم رحمت سے (مجھ پر ڈال)
جس سے علاج ہو جائے ۔۔۔ میری تمام بیماریوں کا!

[2] اخرجہ ابن قانع عن رجاء الغنوی قال قال رسول اللہ صلعم استشفوا بما حمد اللہ نفسہ قبل ان یحمدہ خلقہ و بما مدح اللہ بہ نفسہ، قلنا وما ذٰلک یا نبی اللہ قال الحمد للہ و قل ہو اللہ احد فمن لم یشفہ القرآن فلا شفاہ اللہ۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس یقین سے بھی اپنے قلب کو مضبوط کرے۔

"فی القرآن شفاءٌ من کلّ داءٍ" قرآن کے اندر ہر بیماری سے شفا ہے۔

اور قرآن کی "آیاتِ تہلیل" کا ورد کیا کرے جو ہر مرض کے لیے شفا ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) آیاتِ تہلیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔

۲۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ (پ ۳ ع ۲)

۳۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (پ ۳ ع ۱۰)

۴۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا۔ (پ ۵۔ ع ۸)

۵۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔ (پ ۷ ع ۱۹)

۶۔ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۔

۷۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ

---

[1] مکارم الاخلاق ۔ ہو لہ العلامۃ الشیخ رضی الدین ابی نصر ابن الامام امین الدین ابی علی فضل اللہ الطبرسی۔

الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (پ۹ ع۱۰)

۸- وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهًا وَّاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - (پ۱۰ ع۱۱)

۹- فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ - (پ۱۱ ع۵)

۱۰- حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيْ اٰمَنَتْ بِهٖ
بَنُوْا إِسْرَاءِيْلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ - (پ۱۱ ع۱۴)

۱۱- فَإِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَنْ لَّا
إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ - (پ۱۲ ع۲)

۱۲- قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ (پ۱۳ ع۱۰)

۱۳- يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ أَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ أَنْ
أَنْذِرُوْا أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُوْنِ - (پ۱۴ ع۷)

۱۴- وَإِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفٰى اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى - (پ۱۶ ع۱۰)

۱۵- إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى إِنَّنِيْ
أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ إِنَّ السَّاعَةَ
اٰتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى (پ۱۶ ع۱۰)

۱۶- إِنَّمَا إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (پ۱۶ ع۱۴)

۱۷- وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ
إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ - (پ۱۷ ع۲)

۱۸- وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى

فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵ (پ ۱۷ ع ۶)

(۱۹) یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ۵ (پ ۲۲ ع ۱۳)

(۲۰) وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ (پ ۲۰ ع ۱)

(۲۱) وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۵ (پ ۱۹ ع ۱۷)

(۲۲) اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۵ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسْتَكْبِرُوْنَ ۵ وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۵ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ ۵ (پ ۲۳ ع ۶)

(۲۳) غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۵ (پ ۲۴ ع ۶)

(۲۴) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ۵ (پ ۲۴ ع ۱۲)

(۲۵) رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۵ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۵ (پ ۲۵ ع ۱۴)

(۲۶) هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۵ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ (پ ۲۴ ع ۱۲)

(۲۷) فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۵ (پ ۲۶ ع ۶)

(۲۸) لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ
هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ
الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ وَهُوَ الْعَزِیْزُ
الْحَكِیْمُ ۝ (پ ۲۸ ع ۶)

(۲۹) فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَعَلَی
اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (پ ۲۸ ع ۱۴)

(۳۰) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ۝ ربع ۱۳

(۲) آیاتِ شفاء

یہ آیات شفا ہیں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ ان آیات کی تلاوت سے نوسو ننانوے امراض سے شفا حاصل ہوتی ہے۔

(۱) سورہ فاتحہ

(۲) الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ
اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ۱ ع ۱)

(۳) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ (پ ۳ ع ۲)

(۴) لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ
يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ط فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ
قَدِيْرٌ ٥ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ٥ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ
اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج
وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْ لَنَا قف وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ ٥ (پ ۳ ع ۸)

(۵) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ يُغْشِی الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ
مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ
تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ٥ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا
وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ٥

(یہ آیت "السخرۃ" کہلاتی ہے۔ پ ۸ ع ۱۴)

(۶) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ج وَلَا
تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ٥ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ
وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ٥ (پ ۱۵ ع ۱۲)

(۷) وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ٥ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ٥ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ٥ اِنَّ اِلٰهَكُمْ
لَوَاحِدٌ ٥ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ٥ اِنَّا زَيَّنَّا

السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝ لَّا يَسَّمَّعُونَ
إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۝ إِلَّا
مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَم مَّنْ
خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ۝ (پ ٢٣ ع ٥)۔

(٨) يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا ۚ لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يُرْسَلُ
عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنتَصِرَانِ ۝ (پ ٢٧ ع ١٢)

(٩) لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ
اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي
لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي
لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ
الْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (پ ٢٨ ع ٦)

(١٠) قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي
إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝ وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً
وَلَا وَلَدًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۝ (پ ٢٩ ع ١١)

(١١) لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۝

(پ ١٣ ع ٨)

(١٢) وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ

لَا يُبْصِرُونَ ۝ (پ ٢٢ ع ١٨)

(١٣) خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ

له برائے محفوظ ماندن از جمیع آفات و بلیات و مکروہات دنیوی کی آیت بعد از نماز شام باید خواند (اگلے صفحہ پر)

عَذَابٌ عَظِیۡمٌ (پ ۱ ع ۱)

الشَّافِیُ الْکَافِیُ الْمُعَافِیُ بِاَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ [۱]

شرجی نے لکھا ہے کہ "ان آیات میں (۱-۱۰) تک" سو بیماریوں سے شفا ہے۔ محمدؐ بن علی فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک بوڑھے کو فالج ہوگیا تھا۔ اس پر یہ آیتیں پڑھی گئیں۔ اس کو شفا ہوگئی"۔

(۳)

آیات الاستغفار

یہ چھ آیات ہیں، ان کی تلاوت غمزدہ اور خائف کے خوف وغم کے ازالہ کے لئے کافی ہیں۔ مریض ان کو پڑھتا رہے۔

(۱) اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ (پ ۲ ع ۳)

(۲) اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ۝ (پ ۴ ع ۹)

(۳) وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ

---

[۱] منقول از مصباح الکفعمی مولفہ شیخ تقی الدین ابراہیم بن علی بن الحسن بن محمد بن صالح العالی الکفعمی صہ ۱۰۳ مطبوعہ بیروت دار

(بقیہ حاشیہ صہ ۱۳۲) از جواہر غیبی" تالیف حضرت سید مظفر علی شاہ قلندر صہ ۲۵ مطبوعہ نولکشور لکھنو ۱۸۸۸ء۔ شاہ ولی اللہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ یہ ۳۳ آیات جادو کے اثر کو دفع کرتی ہیں، شیطان، چوروں، درندوں سے پناہ ہو جاتی ہے۔ (قول الجمیل)

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ، فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ (پ ۱۷ ع ۶)

(۴) وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ٥ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ٥ (پ ۱۷ ع ۶)

(۵) وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ٥ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ٥ (پ ۲۴ ع ۱۰)

(۶) وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۟ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ٥ (پ ۴ ع ۵)

مریض خائف ومغموم کو حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اس قول کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔[۱]

عَجِبْتُ لِمَنْ فَزِعَ مِنْ اَرْبَعٍ كَیْفَ لَا یَفْزَعُ اِلٰی اَرْبَعٍ:	مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو چار چیزوں سے ڈرتا ہے اور پھر چار چیزوں سے داد رسی نہیں چاہتا۔
(۱) عَجِبْتُ لِمَنْ خَافَ كَیْفَ لَا یَفْزَعُ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی:	مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو ڈرتا ہوا حق تعالیٰ کے اس قول میں پناہ نہیں لیتا۔
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ٥	کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔

کیونکہ اس کے بعد ہی ارشاد ہوتا ہے:۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ	پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے

---

[۱] مصباح الکفعمی ص۱۶۱۔

لَمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ ۔ | واپس ہوئے اور ان کو کوئی ناگواری پیش نہیں آئی

(۲) وَعَجِبْتُ لِمَنْ اُغْتُمَّ کَیْفَ لَا یَفْزَعُ اِلٰی قَوْلِہٖ :
مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو غمگین ہو اور حق تعالیٰ کے اس قول میں پناہ نہیں لیتا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝
آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ پاک ہیں، میں بے شک قصوروار ہوں۔

کیونکہ اس کے بعد ہی کہا گیا ہے :-

فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝
ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

(۳) وَعَجِبْتُ مِنْ مُکِرَ بِہٖ کَیْفَ لَا یَفْزَعُ اِلٰی قَوْلِہٖ تعالیٰ۔
مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جس کے ساتھ مکر کیا گیا اور وہ حق تعالیٰ کے اس قول سے فریاد ہی نہیں کرتا۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰہُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَا مَکَرُوْا ۝
میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، خدا سب بندوں کا نگراں۔ خدا تعالیٰ نے اس کو ان لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا۔

(۴) وَعَجِبْتُ لِمَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا کَیْفَ لَا یَفْزَعُ اِلٰی قَوْلِہٖ تعالیٰ۔
مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو دنیا کا ارادہ کرتا ہے اور حق تعالیٰ کے قول میں پناہ نہیں لیتا۔

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔
جو چاہے اللہ سو ہو۔ طاقت نہیں مگر جو دے اللہ

کیونکہ اس کے بعد ہی کہا گیا ہے :-

اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْکَ مَالًا وَّوَلَدًا فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ
اگر تو مجھ کو مال و اولاد میں کمتر دیکھتا ہے تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ

جَنّٰتِكَ - (پ ۱۵ ع ۱۷)
سے اچھا باغ دیدے -

(۴)

آیاتِ شفا

قرآن حکیم میں چھ آیتیں ہیں جن کو "آیات الشفا" کہا جاتا ہے، یہ نہایت عظیم الشان آیات ہیں۔ اگر ان کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورہ فاتحہ کے ساتھ چینی کی رکابی پر لکھ کر پانی سے دھو کر مریض کو پلائیں تو مریض کو بہت جلد شفا ہوتی ہے۔ وہ آیات یہ ہیں:-

(۱) وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ - (پ ۱۰ ع ۸)

(۲) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (پ ۱۱ ع ۱۱)

(۳) يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ - (پ ۱۴ ع ۱۵)

(۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۱۵ ع ۹)

(۵) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ - (پ ۱۹ ع ۹)

(۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ (پ ۲۴ ع ۱۹)[۱]

ان آیات کو پڑھ کر مریض پر دم بھی کیا جا سکتا ہے۔ ہر مرض کے لیے نافع ہے -

(۵)

آیات دفع شدائد و خوف

مندرجہ ذیل سات آیات وہ ہیں جن کی تلاوت سے انسان تمام آفات سے حفظ و امان میں

---

[۱] دیکھو! شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل از شاہ ولی اللہؒ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۱ھ صفحہ ۹۰ -

رہتا ہے، بیمار ان کی تلاوت سے بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ان آیات کو پڑھا کرے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اگر کوہ احد کے برابر عذاب بھی اس پر نازل ہو تو اس سے وہ نجات پائے گا۔ وہ آیات عظیمہ یہ ہیں۔

(۱) قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا، هُوَ مَوْلٰىنَا، وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (پ ۱۰ ع ۱۳)

(۲) اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ، يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ ۱۱ ع ۱۲)

(۳) وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا، كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پ ۱۲ ع ۱)

(۴) اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ، مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا، اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (پ ۱۲ ع ۵)

(۵) وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا، اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (پ ۲۱ ع ۲)

(۶) مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا، وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (پ ۲۲ ع ۱۳)

(۷) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ، قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ، عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (پ ۲۴ ع ۱)

کعب الاحبار سے منقول ہے کہ یہ سات آیتیں جب پڑھ لیتا ہوں تو پھر کسی بات کا خوف نہیں رہتا۔ بیمار اپنی بیماری کی مصیبت کے دفع ہونے کی نیت سے ان آیات کی تلاوت صبح شام کیا کرے اور بے خوف زندگی بسر کرے۔

گرچہ بے چارہ ام، باکے نیست
کرم تست چارہ ساز ہمہ!

آیات کفایت مہمات
(۶)

قرآن کریم کی اور سات آیات ہیں جو ساری بلاؤں سے امن کے لیے مفید ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان "آیات سبع" سے بہتر کفایت مہمات دینی و دنیوی کے لیے کوئی اور دعا نہیں ہر روز سات بار ان کو پڑھنا چاہیے۔ وہ آیات یہ ہیں۔

(۱) إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝ ( )

(۲) وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ (پ ۵ ع ۲)

(۳) إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (پ ۵ ع ۳)

(۴) إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا (پ ۵ ع ۴)

(۵) وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ (پ ۵ ع ۶)

(۶) وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ (پ ۵ ع ۱۳)

(۷) مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا

عَلِیْمًا ہ (پ ۵ ع ۱۸)

فَسَہِّلْ یَا اِلٰہِی کُلَّ صَعْبٍ
بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ سَہِّلْ

(۷)

آیات الحفظ

ان آیاتِ حفظ کو جو شخص پڑھے یا لکھ کر اپنے ساتھ رکھے وہ حق تعالےٰ کے حفظ و امان میں رہے زندگی بسر کرے اس کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

(۱) وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ہ (پ ۳ ع ۲)

(۲) فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہ (پ ۱۳ ع ۲)

(۳) وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ (پ ۲۳ ع ۵)

(۴) وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ہ (پ ۱۴ ع ۲)

(۵) وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ہ (پ ۲۴ ع ۱۶)

(۶) اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ ۔ (پ ۳۰ ع ۱۱)

(۷) اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ہ اِنَّهٗ هُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ ہ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ہ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْجُنُوْدِ ہ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ہ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ تَكْذِیْبٍ ہ وَّاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ ہ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ہ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ہ (پ ۳۰ ع ۱۰)

(۸)

الآیات الخمس فی کل آیۃ عشر قافات

قرآن حکیم میں پانچ آیتیں ایسی ہیں کہ ہر آیت میں دس قاف ہیں۔ ان آیات میں عجیب اسرار

پائے جاتے ہیں، اور ان کے منافع اور فضائل بے شمار ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من کتب هذه الآيات الخمس فيها خمسون قافات يوم الجمعة فشربها ادخل في جوفه الف شفاء ودواء والف صحة والف رحمة والف رافة والف يقين والف قوة ومائة الف نور ونزع عنه كل داء وغل والحزن والغم۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان پانچ آیتوں کو جن میں پچاس قاف ہیں جمعہ کے دن لکھے گا اور ان کو دھو کر پی لے گا تو اس کے پیٹ میں ہزار شفا اور دوا اور ہزار صحت اور ہزار رحمت اور ہزار رافت (نرمی) اور ہزار یقین اور ہزار قوت اور لاکھ نور داخل ہو جائیں گے اور اس سے تمام بیماریاں، کینے اور غم و حزن نکال لئے جائیں گے۔

اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اپنی ساری عمر گناہ کیے ہیں اب یہ میری عمر آخر ہے، مجھے کوئی ایسی چیز سکھلایئے جس کو میں پڑھا کروں، میری عمر دراز ہو، میرے گناہ معاف ہوں اور میری مراد حاصل ہو" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ پانچ آیتیں سکھلائیں اور فرمایا: "جو ان پانچ آیتوں کو پڑھا کرے ...... اس کی عمر دراز ہوگی، اس کے گناہ معاف ہوں گے اور وہ اپنی مراد کو پہنچے گا۔ (کذا فی تفسیر العرائس وتفسیر الکواشی وبعض کتب خواص القرآن)

ان آیات کے اور بھی خواص ہیں۔ جو شخص ان آیات کو پڑھا کرے یا لکھ کر اپنے ساتھ رکھے گا وہ اپنے دشمنوں پر غالب ہوگا اور ان کے شر و مکر سے محفوظ رہے گا اور لوگوں کے دلوں پر اس کی ہیبت چھائی رہے گی۔ یہ شر انس و جن سے بھی حجاب کا کام دیتی ہیں۔ وہ آیات جلیلہ یہ ہیں:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱) اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ

ابعث لنا ملكا نقاتل فی سبیل اللہ ط قال هل عسیتم ان کتب علیکم القتال
الا تقاتلوا ط قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من
دیارنا وابنائنا ط فلما کتب علیہم القتال تولوا الا قلیلا منہم واللہ علیم
بالظالمین ٥ (پ ٢ ع ١٦) (قدیر علی ما یرید)

(٢) لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء سنکتب
ما قالوا وقتلہم الانبیاء بغیر حق ونقول ذوقوا عذاب الحریق (پ ٤ ع ١٠) (قوی
لا یحتاج الی معین)

(٣) الم تر الی الذین قیل لہم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ
فلما کتب علیہم القتال اذا فریق منہم یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد
خشیۃ وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب ط قل متاع
الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقی ولا تظلمون فتیلا ٥ (پ ٥ ع ٨) (قہار
لمن طغی وعصی)

(٤) واتل علیہم نبا ابنی ادم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدہما
ولم یتقبل من الاخر ط قال لاقتلنک ط قال انما یتقبل اللہ من المتقین (پ
٦ ع ٩) (قدوس یہدی من یشاء)

(٥) قل من رب السموات والارض ط قل اللہ ط قل افاتخذتم من دونہ اولیاء
لا یملکون لانفسہم نفعا ولا ضرا ط قل ہل یستوی الاعمی والبصیر ٥ ام
ہل تستوی الظلمت والنور ٥ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ
الخلق علیہم ط قل اللہ خالق کل شیء وہو الواحد القہار ٥ (پ ١٣ ع ٨) (قیوم
یرزق من یشاء القوۃ)

ہر آیت کے پڑھنے کے بعد ان اسماء کی تین مرتبہ تکرار کی جائے جو اس کے بعد لکھے گئے ہیں

جیسے "قیوم یرزق من یشآء القوۃ"

ان آیات کا دشمنوں اور حاسدوں کے مقہور ہونے کے لیئے صبح و شام تین مرتبہ یا اس سے زیادہ یا صرف ایک ہی مرتبہ پڑھنا اکسیر ثابت ہوا ہے[1]

(۹)

آیات سکینت

قرآن حکیم میں چھ ایسی آیتیں ہیں جن کو "آیات سکینت" کہا جاتا ہے ان کی تلاوت سے سکینت کا نزول ہوتا ہے، قلب میں جب سکینت وطمانیت پیدا ہوتی ہے تو قالب یا جسم بھی ضرور اس سے متاثر ہوتا ہے اور جسمانی امراض اس سے دور ہو جاتے ہیں. بیمار کو ان آیتوں کی تلاوت صبح و شام نہایت مفید ہوتی ہے. وہ آیات جلیلہ یہ ہیں

(۱) وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ٥ (پ ۲ ع ۱۶)

(۲) ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ٥ (پ ۱۰ ع ۱۰)

(۳) إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ٥ (پ ۱۰ ع ۱۲)

(۴) هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ

---

[1] خزینۃ الاسرار صفحہ ۲۰۰۔

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (پ ۲۶ ع ۹)

(۵) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ (پ ۲۶ ع ۱۱)

(۶) اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (پ ۲۶ ع ۱۱)

(۱۰)

دافع ضرر و سقم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آئی ہے کہ وہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے، ایک شخص شکستہ حال دکھائی دیا، رسول رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: "اے شخص تیرا یہ حال کیسے ہوا؟" اس نے کہا: "السُّقْمُ وَالضُّرُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" یعنی بیماری اور ضرر یا نقصان کی وجہ سے میرا یہ حال ہوا ہے" آپ نے فرمایا:۔

"اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تُذْهِبُ عَنْكَ الضُّرَّ وَالسُّقْمَ؟" کیا میں تجھے وہ کلمات سکھلاؤں جو تیرے ضرر اور بیماری کو دفع کر دیں؟ ابوہریرہؓ نے کہا: "کیا آپ مجھے اس کی تعلیم نہ فرمائیں گے، یا رسول اللہ؟" آپ نے فرمایا "اے ابوہریرہ کہو:

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝[1]

---

[1] عمل الیوم واللیلہ از ابن السنی ص ۱۶۳ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدر آباد ۱۳۱۵ھ۔

یہ کلمات قرآن حکیم کی دو آیتوں پر مشتمل ہیں، پہلی آیت یہ ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ (پ ۱۹ ع ۳) اور دوسری آیت سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت ہے۔ (پ ۱۵ ع ۱۲) بیمار کو چاہیے کہ ان کلمات کی بار بار تکرار کیا کرے، انشاء اللہ اسکا حال بہت جلد درست ہو جائے گا، اور وہ تمام امراض واسقام داد جاع سے نجات پائے گا۔

آیات دافع حزن وامراض

(۱۱)

امام ابوعبداللہ محمد بن یوسف السنوی الحسینیؒ نے اپنی کتاب "مجربات" میں لکھا ہے کہ قرآن عظیم میں دو آیتیں ایسی ہیں کہ ان میں تمام حروف المعجم جمع ہیں" جو شخص ان کو لکھ کر اپنے ساتھ رکھے وہ اپنے تمام احوال میں محفوظ رہے گا۔ اور حق تعالیٰ اس کو تمام دشمنوں پر غالب رکھینگے اور اس سے تمام غم وحزن کو دور فرمائیں گے۔ اور یہ دو آیات تمام امراض کی شفا ہیں۔ خواہ یہ امراض ظاہری ہوں یا باطنی، شفا کے حصول کے لیے ان کی تلاوت کی جاسکتی ہے یا ان کو لکھ کر دھو کر پیا جائے، یا ان کو لکھ کر اپنے ساتھ رکھا جاسکتا ہے (شرباً وحملاً وقراءۃ) ان کو اگر ایک پاک برتن میں لکھا جائے۔ پھر گلاب کے پانی سے زیتون کے تیل سے ان کو دھو کر پی لیں یا درد یا بیماری سے متاثر اعضاء، مثلاً پھوڑوں کے زخم وغیرہ پر لگایا جائے تو انشاء اللہ بہت جلد شفا ہوگی۔

وہ آیات جلیلہ یہ ہیں :-

(۱) ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا

---

[1] کتاب مجربات الامام العالم الولی الصالح الشیخ ابی عبداللہ محمد بن یوسف السنوی الحسنی، مطبوعہ مطبع الرحمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ، ۱۳۳۵ھ و ۱۳۴۰ھ۔

يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ (پ ۴ ع ۷)

مذکورہ بالا آیت کو "آیت قطب" بھی کہتے ہیں۔

(۲) مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ (پ ۲۶ ع ۱۲)

(۱۲)

سورۂ فاتحہ

اب ہم تمہیں اس سورۃ سے شفایابی کا طریقہ بتلاتے ہیں جس کو "افضل القرآن" قرار دیا گیا ہے۔ احادیث میں اس سورۃ کے تیس ناموں کا ذکر کیا گیا ہے جو اس کے کمال شرف پر دلالت کرتے ہیں، بخاریؒ نے روایت کی ہے۔

اَلْفَاتِحَةُ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ	فاتحہ قرآن کی سب سے بڑی سورۃ ہے۔ وہ سبع مثانی ہے
هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ ۝	(یعنی وہ سات آیتیں جن کی تکرار کی گئی ہے) اور بڑے
(ابو سعید بن المعلی رضی اللہ عنہ)	درجہ کا قرآن ہے۔

ملہ رواہ ابن حبان من حدیث انس رضی اللہ عنہ قال علیہ السلام "افضل القرآن الحمد للہ رب العالمین" (احمد و البیہقی)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سورہ فاتحہ کو بڑے درجہ کا قرآن (القرآن العظیم) فرمایا ہے، یوں تو ہر سورۃ قرآن ہے۔ لیکن سورۂ فاتحہ درجہ میں سب سے بڑی ہے، اسی طرف اشارہ کیا ہے قرآن کریم نے:

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۝ (پ ۱۴ ع ۶)	اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا۔

سورۂ فاتحہ سے تمام بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں اور سارے آلام دور، اور ان سے عافیت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم نے فرمایا:

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ لِّكُلِّ دَاءٍ	سورہ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے

ہر مرض خواہ وہ مرض قلب ہو یا مرض قالب سورہ فاتحہ اسکی دوا ہے، شفا ہے۔ مریض کو حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔ اب ہم سورہ فاتحہ کے عمل کے طریقوں کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) تمام بیماریوں اور دردوں کے لیے بیمار پر سورہ فاتحہ اکتالیس مرتبہ مع وصل بسملہ (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد کے ال کے ساتھ ملاکر) پڑھا جائے اور اس پر تفل یا تھکارا جائے تو انشاء اللہ بیمار کو شفا ہوگی (من المجربات کذا فی الفتاوی الصوفیہ)

(۲) دفع امراض کے لیے سنت فجر کے بعد اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ بسملہ کے ساتھ مداومت کے ساتھ پڑھی جائے تو بہت جلد شفا حاصل ہوتی ہے۔ یہ عمل نہ صرف دفع امراض کے لیے نہایت مفید ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ آنکھوں کے درد کے لئے نہایت صحت بخش ہے، فی الفور باذن اللہ شفا ہوتی ہے۔ شرجی کہتے ہیں "وقد جربت ذلک مرارًا وصح والحمد للہ، والشان کلہ فی حسن الظن من الوجع والغاسم"[۱] یعنی متعدد مرتبہ میں نے اسکا تجربہ کیا اور اس کو صحیح پایا" بیمار کے لئے صرف حسن الظن کی ضرورت ہے

[۱] کتاب الفوائد فی الصلات والفوائد، تالیف العلامہ الشیخ شہاب الدین احمد بن عبد اللطیف الشرجی الیمنی طبع بمطبعۃ دار الکتاب العربیہ الکبری، مصر، ۱۳۲۹ھ۔ صہ۵۔

اور بس نہ صرف یہ کہ اس عمل سے بیماری کو شفا ہوتی ہے بلکہ اس کا عامل اگر فقیر ہو تو غنی ہو جاتا ہے۔ مقروض ہو تو اس کا قرض ادا ہو جاتا ہے۔ کمزور ہے تو قوی ہو جاتا ہے۔ اور جب تک وہ اس پر مداومت کرتا ہے حق تعالیٰ کے امن میں رہتا ہے۔ (کذافی اسرار الفاتحہ)

"لامسا الحکیم" (وفقنی اللہ علیٰ دوام ہذا الترکیب)

(۳) اگر صبح کی نماز کے بعد سورۂ فاتحہ کو اس کے حروف کے عدد کے برابر یعنی ایکسو پچیس[۱۲۵] مرتبہ پڑھا جائے تو بغیر کسی شک وشبہ کے مطلوب کا حصول ہوگا۔ (ولہذا الترتیب خواص عجیبۃ واسرار غریبۃ)

مریض یہ عمل اپنی بیماریوں کے دفع کرنے کے لیے کر سکتا ہے اور ان سے نجات حاصل کر سکتا ہے

(۴) شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ نماز مغرب کے بعد فرض وسنت سے فارغ ہو کر اسی مقام پر جہاں اس نے نماز پڑھی ہے سورۂ فاتحہ چالیس مرتبہ پڑھے اور اس کے بعد اس طرح دعا کرے۔

اِلٰهِی عِلْمُكَ كَافٍ عَنِ السُّؤَالِ اَكْفِنِی بِحَقِّ الْفَاتِحَةِ سُؤَالًا وَكَرَمُكَ كَافٍ عَنِ الْمَقَالِ اَكْرِمْنِی بِحَقِّ الْفَاتِحَةِ مَقَالًا وَحَصِّلْ مَا فِی ضَمِیْرِی۔

اے اللہ! تیرا علم کافی ہے اس امر سے کہ سوال کیا جائے، سورۂ فاتحہ کی حرمت سے میرے سوال کرنے کی ضرورت نہ رکھ، اور تیرا کرم کافی ہے اس امر سے کہ گفتگو کی جائے۔ سورۂ فاتحہ کی حرمت سے گفتگو سے مجھے عزت بخش اور میری مراد عطا فرما۔

حق تعالیٰ اس کی حاجت کو لامحالہ پوری فرمائیں گے۔ اس عمل کا تجربہ کیا گیا اور اسکو نافع پایا۔ بیمار کو چاہیے کہ اس طریقے سے صحت حاصل کرے۔

(۵) علامہ احمد الدیربی[۱] اپنی کتاب فتح المجید میں لکھتے ہیں کہ بعض صالحین کا تجربہ ہے کہ جو کوئی اپنے جسم کے کسی حصہ میں درد محسوس کرے تو وہ درد کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ

[۱] مطبوعہ مطبع الرحمانیہ، مصر ۱۳۳۰ھ۔ ص ۹۔

سورہ فاتحہ پڑھے اور سات ہی مرتبہ مندرجہ ذیل دعا پڑھے تو وہ درد سے نجات پائے گا۔ اور یہ ایک مجرّب عمل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اذھِب عنی سُوءُ مَا اَجِدُ وَفُحُشَہ بدعوۃ نبیک المبارک الامین المِسکین عندک۔

(۶) اگر مریض (یا کوئی حاجت مند) اپنی غرض یا مطلب یا مقصد کو پانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ سورۂ فاتحہ کو نماز فجر کے بعد اس کے حروف کے عدد کے برابر، اور وہ ایک سو چھبیس ہوتے ہیں، پڑھا کرے، وہ اپنے مقصد میں انشاءاللہ قطعاً کامیاب ہوگا۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اس ترتیب میں عجیب و غریب اسرار و خواص پوشیدہ ہیں۔

ایک اور رازِ پنہاں کا ہم تم پر افشا کرتے ہیں۔ سورۂ فاتحہ کے پڑھتے وقت تمہاری توجہ اللہ کی طرف ہونی چاہیے اور مطلوب کا تمثّل یا خیال تمہارے ذہن میں، یعنی خواطر کی نفی کر کے جس قدر سورۂ فاتحہ پڑھنا ہو پڑھیں۔ مطلوب و مقصود کے خیال کے سوا کوئی اور خطرہ تمہارے قلب میں نہ آئے۔ قبول و اجابت نقدِ دم ہے، اس کا بارہا تجربہ کیا گیا (وھذا اسم عظیم وقدار جلیل اودعہ اللہ فی اعظم السور فاتحہ الکتاب، فاعرف قدارھا ولا تفش سِرّھا!)

(۷) اب ہم سورۂ فاتحہ کے تصرفات میں سے ایک تصرف کا ذکر کرتے ہیں جس کو "اعظم التصرفات" قرار دیا گیا ہے۔ اس کا ذکر سید محمد حقی الغازنی نے اپنی کتاب "خزینۃ الاسرار جلیلۃ الاذکار" میں کیا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ کو مندرجہ ذیل ترتیب سے پڑھے گا، اس کی دینی و دنیوی تمام مرادیں آسانی سے حاصل ہوں گی، اور تمام بنی آدم کے قلوب مسخر ہو جائیں گے، اور حق تعالیٰ اس کی تمام دینی و دنیوی بلاؤں کو دور فرما دیں گے۔ سورہ فاتحہ کو اس ترتیب سے ہر روز ایک دفعہ پڑھا جائے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ کو اس ترتیب سے ہر روز سات مرتبہ پڑھا کرے اس کو عالم غیب کا مشاہدہ ہوگا اور عالم ملکوت و جبروت کی روحانیت سے وہ مطلع ہوگا، اور حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اپنے تمام دنیوی و اخروی مقاصد میں کامیاب ہوگا۔

سورۂ فاتحہ پڑھنے کی یہ ترتیب ہے: اتوار کے دن سے شروع کی جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ، اَجِبْ یَا رُوقیائل، سمیعًا مطیعًا اَنْتَ وَخُدَّامُكَ، وبحق الحمد للّٰہ رب العالمین، وبحق الحیّ القیّوم، وبحقّ سیّدنا محمّدٍ علیہ الصّلوٰۃ و السّلام، وبحرمۃ الملآئکۃ الموکّلین بقوائم العرش ابجد۔

(الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) یا رب یا عطوف اجب یا جبرئیل علیہ السّلام، اَنْتَ وَخُدّامُك ابیض بحق الرحمٰن الرحیم و بحق الرؤف العطوف، و بحق سیدنا محمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام، وبحرمۃ الملآئکۃ الموکلین بقوائم العرش هوز ج۔

(مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) یا مقلّب القلوب والابصار، اجب یا سمسمھائیل، سمعیا مطیعا۔ انت وخُدّامك احمر، بحق مالك یوم الدین وبحق مقلب القلوب والابصار وبحق سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام وبحرمۃ الملائکۃ الموکّلین بقوائم العرش طیکل۔

(اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) یا سریعُ یا قریب، اجب یا مکائیل سمعیا مطیعًا انت وخدّامك برقان بحق ایّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیّاكَ نَستعین بحق السریع القریب وبحق سیدنا محمّدٍ علیہ الصلوٰۃ والسّلام بحرمۃ الملائکۃ الموکّلین بقوائم العرش قصقر۔

(صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ) یَا عَلِیْمُ یَا حَکِیْمُ، اجب یا عینیائیل سَمِیْعًا مطیعًا انت وخدامک زریعۃ، بحق صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ وبحق العلیم الحکیم وبحق سیدنا محمدٍ علیہِ الصلوٰۃ والسلام وبحرمۃ الملٰئکۃِ الموکلین بقوائم العرش شمتشیخ۔

(غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ) یا قاھرُ یا عزیزُ، اجب یاکسفیائیل، سمیعًا مطیعًا، انت وخدامک میمون، بحق غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین ہ وبحق القاھر العزیز، وبحق سیدنا محمدٍ علیہ الصلوٰۃ والسلام وبحرمۃ الملائکۃ الموکلین بقوائم العرش ففطغ

اَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ یَا مَلٰئِکَۃَ الرُّوحانیین من العلویات والسفلیات ویا خدام فاتحۃ الکتاب اجیبونی وامدونی واعینونی فی جمیع اموری! الوحا (۳) العجل (۳) الساعۃ (۳) بحق السبع المثانی والقرانِ العظیم و بحق الاسرار والبرکات فیہا وبحق ما تعتقدونہ من العظمۃ والبرھان وبحرمۃ سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللّٰھم سخرلی عبدک الرؤف الخیفر۔ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وبرحمتک یا ارحم الراحمین ہ

(۸) سیدی عبدالوہاب الشعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ فاتحہ کو پڑھنے کی ترکیب یہ بیان کی ہے:

فجر، ظہر، عصر وعشا کی نمازوں کے بعد اٹھارہ اٹھارہ مرتبہ اور مغرب کی نماز کے بعد اٹھائیس مرتبہ پڑھا کریں۔ سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ نہ کہیں بلکہ محض تعوذ سے شروع کریں اور "امین" نہ کہیں۔ اس طرح تمام دن میں سو مرتبہ کے بعد یہ دعا کریں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، حَمْدًا یَعُوْقُ حَمْدَ الْحَامِدِیْنَ، حَمْدًا یکون رضاءً ومرضیًا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، الرَّحْمٰنِ

الرّحیم، الّذی دحا الارض والاقالیم، واختص موسیٰ الکلیم، واحیا العظام وھی رمیم، وسمی نفسہ الرحمٰن الرحیم ۵ فھما اسمان جلیلان، فیھما شفاء لکلّ سقیم، مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۵ الّذی لیس لہ مُنازعٌ فی الملك ولا شریك ولا قرین، ولا وزیر ولا مشیر ولا معین، بل کان قبل العوالم کُلّھا اجمعین، انت المُحیطِ لجمیع السلاطین، دعوتی علی الابعدین و الاقربین و وجھتی علی الاجناس المختلفۃ، ایاك نعبد بالاقرار ونعترف بالتقصیر. . . . . ونستغفرك من الذنوب ونتوب الیك ونشھد ان لّا الٰہ الا انت وحدك لاشریك لك وان محمّدًا عبدك ورسولك صلی اللّٰہ علیہ وسلم، وایاك نستعین بکل حاجۃ من حوائج الدنیا والدین، یاھادی المضلین، لاھادی غیرك اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُسْتَقِیمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ المَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۵ اَللّٰھُمَّ یَا مَالِكَ رِقَابِ العَوَالِمِ کُلِّھَا، لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵ ربِّ نجنی مِنَ الغمِ یا منجی المؤمنین، فرج الکرب عنی یامفرج عن المکروبین، یارب یاغیاث المستغیثین، اکفنی ونجنی مما اخاف و احذر وسخرنی الملكِ الاخیضر، یامغیث اغثنی، یامغیث اغثنی وذاالنون اذ ذھب مغاضبًا، فظن ان لّن نقدر علیہ، فنادی من الظلمت ان لّا اِلٰہ الا انت سُبحانكَ اِنی کُنتُ مِنَ الظّٰلمین، فاستجبنالہ ونجیناہ من الغم وکذلك ننجی المؤمنین وصلی اللّٰہ علی محمّد وعلٰی اٰلِہ الطاھرین وصحابتہ اجمعین الحمدُ لِلّٰہ ربّ العالمین ۵ (کذا فی فتح المجید)

اگر مریض اس طرح سورہ فاتحہ کو پڑھا کرے تو وہ یقیناً باذن اللہ تمام غموں سے نجات پالے گا اور اس سورۂ اعظم کے تصرف سے اپنی تمام دلی مرادوں کو حاصل کر سکے گا۔

والی اللہ ترجع الامور،

(۹) جن، فرشتوں، اور قلوب انسانی کی تسخیر کے لیئے اور ہر شر کے دفع کرنے اور ہر خیر کے حاصل کرنے کے لیئے سورہ فاتحہ کا اس ترتیب سے پڑھنا نہایت مفید ہے۔

ولہٰذا الترتیب سر عظیم و فضل کریم۔ صبح کی نماز کے بعد یا رات میں بسم اللہ سے شروع کریں۔

اتوار۔ یکشنبہ کو :	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ	چھ سو سولہ مرتبہ (۶۱۶)
پیر۔ دوشنبہ کو:	اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ	چھ سو انیس مرتبہ (۶۱۹)
منگل۔ سہ شنبہ کو	مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہ	دو سو بیالیس ر (۲۴۲)
بدھ۔ چہار شنبہ کو	اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ہ	آٹھ سو چھپن مرتبہ (۸۵۶)
جمعرات۔ پنج شنبہ کو	اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہ	ایک ہزار تہتر مرتبہ (۱۰۷۳)
جمعہ۔ جمعہ کو۔	صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ہ	آٹھ سو سینتیس ر (۸۳۷)
سنیچر۔ شنبہ کو۔	غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ہ	چار ہزار دو تینتیس ر (۴۲۳۳)

شرط یہ ہے کہ کسی کے خلاف نہ پڑھا جائے ورنہ پڑھنے والے ہی کو ضرر کا اندیشہ ہے۔

(فافتہم علیہا، کذا فی اخص الخواص) مریض اپنے مرض کے دفع کی نیت سے سورہ فاتحہ کو اس ترتیب سے پڑھ کر اپنے مرض سے یقیناً نجات حاصل کرسکتا ہے۔ والی اللہ تصیر الامور!

(۱۳)

سورۂ یٰسٓ

اس سورہ کی برکت و فضیلت ظاہر و مشہور ہے۔ چنانچہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع کی رو سے رسول اللہ صلعم نے یٰسٓ کو "قلب القرآن" یا قرآن کا دل قرار دیا ہے۔ نیز یہ فرمایا کہ "لا یقرؤھا احد یرید اللہ والدار الآخرۃ الا غفر لہ" یعنی کوئی شخص اس کو بارادۂ آخرت نہیں پڑھتا لیکن بخشدیا جاتا ہے" (اخرجہ النسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن حبان وصححہ واحمد والحاکم وصححہ)

علامہ برزجیؒ فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں آیا ہے "یٰسٓ لما قرئت لہ یعنی یسین کو جس مطلب و مقصد کے حصول کے لیئے پڑھا جائے وہ حاصل ہو۔ سہیلیؒ نے شرح سیرت میں ذکر کیا ہے کہ حارث بن ابی اسامہؒ نے اپنی سند میں رفعاً روایت کی ہے کہ جو کوئی یسین پڑھے گا اگر وہ خائف ہو تو امن پائے گا اور اگر بیمار ہو تو شفا پائے گا اور اگر بھوکا ہو تو شکم سیر ہوجائے گا۔ اسی طرح بہت سے خصائل کا ذکر کیا ہے۔

دارمی نے بسند صحیح (تا عطا) روایت کی ہے کہ مجھے آنحضرت صلعم سے یہ بات پہنچی ہے:- "من قرأ یٰسٓ فی صدر النہار قضیت حاجتہ" یعنی جو کوئی اول روز میں یسین پڑھ لے گا اس کی حاجت روائی کی جائے گی۔ بعض نے کہا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو دن کی ابتداء میں پڑھ لے گا۔ وہ شام تک شاداں و فرحاں رہے گا اور جو اول شب پڑھے گا۔ وہ صبح تک خوش رہے گا۔

مریض کو چاہیے کہ اپنے مرض و غم کے دفعیہ کے لئے سورہ یسین کی برکت سے فائدہ اٹھائے اس کی کئی صورتیں ہیں:-

(۱) حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت کی گئی ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو "اذا جاءھا المرسلون" تک پڑھے اور اس کے بعد دعا کرے تو اس کو دعا قبول ہوگی (کذا فی خزینۃ الاسرار وقال صاحبہ وقد جرّب ذلک)

مریض کو چاہیے کہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد سورۂ یٰسین کی تلاوت کرے اور اِذْ جَاءَھَا الْمُرْسَلُوْنَ تک پہنچ کر ٹھہر جائے اور اپنی بیماری کے دفع ہونے کی دعا تضرّع والحاح کے ساتھ کرے ؎

تا توانی بہ تضرّع بدعا کوش ظہیر — کہ اجابت بسرِ راہ دعا می آید

(۲) سورۂ یٰسین کی ایک آیت ہے: سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۔ دیربی کہتے ہیں کہ یہ عمل مجربات و معمولات سے ہے کہ جو شخص اپنی کسی حاجت کے وقت اس آیت کو ایکہزار چارسو انہتر بار ۱۴۶۹ پڑھے تو اس کی حاجت روا ہوگی اس کا مطلوب حاصل ہوگا۔ مریض اپنی کھوئی ہوئی صحت کے لیے دعا کر سکتا ہے۔

(۳) قضائے حاجات و کفایتِ مہمات کے لیے سورۂ یٰسین کے پڑھنے کا ایک طریقہ بعض صالحین سے مروی ہے اور شیخ ابو العباس البونیؒ نے بھی اپنی کتاب میں اس کو نقل کیا ہے، اور وہ یہ ہے :-

(۱) لفظ یٰسٓ کی تکرار ساٹھ مرتبہ کرے، پھر آگے پڑھے یہانتک کہ

(۲) فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ کی تلاوت کرے، یہاں ٹھہر جائے اور یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ یَا مَنْ نُوْرُہٗ فِیْ سِرِّہٖ وَسِرُّہٗ ـــــ فِیْ خَلْقِہٖ اَخْفِنِیْ مِنْ اَعْیُنِ النَّاظِرِیْنَ وَقُلُوْبِ الْحَاسِدِیْنَ وَالْبَاغِیْنَ کَمَا حَفِظْتَ الرُّوْحَ فِی الْجَسَدِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ	اے میرے اللہ! اے وہ ذات پاک جسکا نور اسکے اسرار غیبیہ میں ہے اور اسکے اسرار اس کی مخلوق میں (یعنی عالم شہود میں) مجھے محفوظ رکھ کر کوتہ بینوں کی نظروں سے یعنی چشم زخم سے) اور حاسدوں اور باغیوں کے قلوب سے (یعنی ان کے رشک اور سینہ پر کینہ سے) جس طرح تو نے روح

کی حفاظت جسم میں کی ہے، بے شک تو ہر شے پر قادر ہے

(۳) پھر آگے تلاوت کرے اور جب "جعلنی من المکرمین" (یعنی دوسرا رکوع پندرھویں آیت) تک پہنچے تو یہ دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اکْرِمْنِی بِقَضَاءِ حَوَائِجِی وَاکْرِمْنِی بِطَاعَتِكَ۔ — اے اللہ! میری حاجت روائی میں مجھ پر کرم کر اور مجھے اپنی اطاعت سے مکرم فرما، اپنی حاجت پیش کرے۔

(۴) پھر آگے پڑھے اور جب ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ہ تک پہنچے تو اس آیت کی چودہ مرتبہ تکرار کرے اور یہ دعا تین مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْوَاسِعِ السَّابِغِ مَا تُغْنِیْنِی بِہٖ عَنْ جَمِیْعِ خَلْقِكَ — اے اللہ میں تیرے وسیع و فراخ فضل سے اتنا مانگتا ہوں کہ اسکے سبب تو مجھے تمام مخلوق سے بے نیاز فرمادے۔

(۵) پھر آگے تلاوت کرے اور جب "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ تک پہنچے تو اس آیت کی سولہ بار تکرار کرے اور اس طرح دعا کرے (تین مرتبہ)

اَللّٰھُمَّ سَلِّمْنِی مِنْ اٰفَاتِ الدُّنْیَا وَفِتَنِھَا — اے اللہ مجھے دنیا کی آفتوں اور فتنوں سے محفوظ رکھ۔

(۶) پھر آگے پڑھے اور سورۃ کی آخری آیتوں میں سے یہ آیت اَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ، بَلٰی تلاوت کرے اور یہ کلمات کہے:۔

بَلٰی وَاللّٰہُ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یَّفْعَلَ لِیْ کَذَا وَکَذَا وَیَصْرِفَ عَنِّیْ کَذَا وَکَذَا — بے شک اللہ تعالیٰ قادر ہیں کہ (اپنی حاجت پیش کرے۔

اپنی ہر حاجت تین بار حضور حق میں عرض کرے، پھر اسی آیت کو پڑھے اور اپنی حاجت پیش کرے، پھر اسی طرح تیسری مرتبہ کرے۔ چوتھی مرتبہ پھر آیت مبارکہ پڑھ کر سورۃ ختم کرے۔ یحصل المطلوب انشاء اللہ۔

مریض کو سورۂ یٰسٓ کی تلاوت پر اس طریقے سے مواظبت کرنی چاہیے" اور تکیہ لطف ازل پر ہو۔

تکیہ نہ بر علم و عمل کردہ ایم   بلکہ برآں لطف ازل کردہ ایم   (یمین)

(۱۱۱) بعض علماء نے کہا ہے کہ سورۂ یٰس میں ذکر رحمٰن کا چار جگہ اور ذکر جلالہ (اللہ) تین جگہ آیا ہے اسی طرح سورۂ تبارک الذی میں، جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے اور جب رحمٰن پر پہنچے تو اپنے داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرلے اور جب اللہ پر پہنچے تو بائیں ہاتھ کی انگلی بند کرلے۔ اب سورۂ تبارک پڑھے تو ذکر رحمٰن پر داہنے ہاتھ کی انگلی اور ذکر جلالہ پر بائیں ہاتھ کی انگلی کھول دے۔

جو بھی حاجت منداس طرح کرے اس کی حاجت قضا اور اس کی دعا مستجاب ہوگی لیکن اللہ سے ڈرے اور سوائے خیر کے کچھ دعا نہ کرے، ورنہ اس کی برکت سے محروم رہے گا انگلیوں کے کھولنے اور بند کرنے کا عمل لگاتار ہو۔ شرجی نے اس کا ذکر کیا ہے

دیربی نے بخار کے دفع کرنے کا ایک عمل نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ سورۂ یٰسین اول سے آخر تک ایک ڈورے پر تلاوت کرے اور جب لفظ مبین پر پہنچے تو ڈورے میں گرہ دے، اسی طرح سات مرتبہ مبین کا لفظ آئے گا۔ سات گرہ ڈورے میں دی جائیں گی بخار زدہ مریض کے سیدھے بازو پر اس کو باندھ دیا جائے، خدا کے حکم سے اس کو صحت ہوگی وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

(۱۴)

آیۃ الکرسی

آیت الکرسی کو حدیث ابی بن کعبؓ میں "اعظم آیت اللہ" قرار دیا گیا ہے (اخرجہ مسلم) دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ کیا گیا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس آیت کی ایک زبان اور دو لب ہیں، یہ ساق عرش کے قریب اللہ جل شانہٗ

کی تقدیس کرتی ہے"۔ (اس اضافہ کو احمد، ابوداؤد، اور ابن ابی شیبہ نے باسناد مسلم روایت کیا ہے)

حدیث ابوہریرہ میں اس کو "سید آیات قرآن" کہا گیا ہے (رواہ ابن حبان وصححہ والترمذی وقال غریب)

دفع بلغم دیربی نے لکھا ہے کہ جو شخص عارضہ بلغم میں مبتلا ہو اس کو چاہیے کہ نمک کی سات چھوٹی چھوٹی کنکر یاں لے اور ان میں سے ہر ایک پر سات مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ اور سات روز نہار اس کو استعمال کرے، انشاء اللہ اس عارضہ سے نجات پائے گا۔

دفع صرع اگر مصروع (مرگی کے بیمار) پر گیارہ مرتبہ یہ آیت پڑھی جائے تو بیمار کو فوراً افاقہ ہوگا اور اس کے بدن میں عارضہ سوخت ہو جائے گا۔ (دیربی)

دفع درد جگر وغیرہ درد جگر، رفع خفقان اور دل کی دھڑکن کے دور کرنے کے لیے چاہیے کہ آیت الکرسی کو ایک پاک برتن میں تین مرتبہ لکھیں اور پھر اس کو دھو کر مریض کو پلاویں اور وہ پیتے وقت یہ کہے: نَوَيْتُ الشِّفَاءَ مِنَ الْعِلَّةِ، میں نے فلاں بیماری سے شفاء کی نیت کی۔ (دیربی)

دفع دردِ دندان دانت یا داڑھ کے درد کو دور کرنے کے لیے عامل کو چاہیے کہ دردمند کے رخسار پر اپنے ہاتھ سے مسح کرے اور کہے

(۱) اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ؕ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ○ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(سورۂ یٰسین آخری رکوع)

(۲) پھر آیۃ الکرسی کی تلاوت کرے۔

(۳) پھر یہ آیت پڑھے:۔ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(۴) پھر یہ آیت:۔ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ـــ انشاء اللہ آرام ہو جائے گا۔ (دیربی)

اسی سلسلہ میں امام غزالیؒ کی بات بھی مفید ہے۔ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک شخص تھا جو دانت کے درد کا منتر جانتا تھا لیکن کسی کو بتلانے میں بخل کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے ان لوگوں سے... جو اس کے قریب تھے کہا کہ وہ منتر لکھ لو جس سے میں دانت کا درد دور کیا کرتا تھا اور وہ یہ تھا۔

الٓمٓصٓ، کٓهٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ لَا اِلٰهَ اِلَّا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجَعُ بِالَّذِي اِن يَشَاْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ، اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ، وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(کذا فی خواص القرآن)

حفظ از امراض و مکروہات تمام بیماریوں اور مکروہات زمانہ سے محفوظ رہنے کے لیے آیۃ الکرسی کا مندرجہ ذیل عمل صحیح اور مجرب ہے اس کو علامہ ابوالیسر قطان خلیفہ شیخ کریم الدین الخلوتی نے شیخ دمرداش سے نقل کیا ہے اور دیربی نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ماہ محرم کی پہلی تاریخ آیۃ الکرسی تین سو ساٹھ مرتبہ بسملہ کے ساتھ پڑھی جائے اور بعد فراغ یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُحَوِّلَ الْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالِي اِلٰى اَحْسَنِ الْاَحْوَالِ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ يَا عَزِيزُ يَا مُتَعَالُ	اے میرے پروردگار، اے بدلنے والے احوال کے، میرے حال کو اپنی قدرت و قوت سے بہترین احوال میں بدل دے
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ	اے ہر شئی پر غالب اور برتر خدا۔

اسی طرح بعض صالحین سے یہ عمل بھی مروی ہے۔

شب عاشورۂ محرم کو تازہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور یہ آیت ۴۰ مرتبہ پڑھے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ اور پھر اس طرح دعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ لَیْلَۃٌ جَدِیْدَۃٌ وَشَھْرٌ جَدِیْدٌ وَسَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ فَاعْطِنِی اللّٰھُمَّ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاصْرِفْ عَنِّیْ شَرَّ مَا فِیْھَا وَشَرَّ فِتْنَتِھَا وَحَدَثَاتِھَا وَشَرِّ النَّفْسِ وَالْھَوٰی وَالشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝

اے میرے پروردگار یہ شب نو ، ماہ نو ، سال نو ہے۔ اے پروردگار! جو کچھ ان کا خیر اور جو کچھ ان میں خیر و خوبی ہے مجھے عطا کر اور جو کچھ ان سے شر یا برائی ہے اور جو کچھ ان میں شر و برائی ہے وہ مجھ سے دور رکھ! اور اس رات اس مہینے اور اس سال کے شر، حادثوں اور فتنوں سے اور نفس و ہوی و شیطان کے شر سے محفوظ رکھ۔

اس دعا کی تکرار بارہ مرتبہ کی جائے۔ پھر درود و سلام نبی رحمت صلعم پر بھیجے اور چند بار تسبیح و تہلیل کرے، پھر اپنے لیے اس عمل کے راوی کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے فیکون محفوظاً فی عام من سائر الاسواء والامراض، واللّٰہ علی کل شیء قدیر (الدیربی)

رفع غم و علت امام بونی نے آیت الکرسی کی فضیلت پر ایک کتاب تصنیف کی ہے اور اس میں ایک سر عجیب کا ذکر کیا ہے جس کا جاننا مریض کے لئے خاص طور پر مفید ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو شخص اس آیت کو کسی خالی جگہ بعد نماز عصر سترہ بار پڑھے وہ اپنے قلب میں ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا۔ اور اس حالت میں جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگی۔ غم و حزن، مرض و علت کے دفع کرنے کے لئے یہ آسان طریقہ ضرور اختیار کیا جانا چاہیے۔ والامر بید اللہ۔

(۱۵)

سورہ اخلاص

اس سورت کے فضل و بزرگی میں احادیث کثیرہ آئی ہیں۔ اس کو ثلث قرآن قرار دیا گیا ہے (رواہ الشیخان) اور برابر ثلث قرآن (بعدل ثلث القرآن) فرمایا ہے (رواہ البخاری وابو داؤد والنسائی)

علما نے کہا ہے۔

من واظب علی قرأتہا نال کل خیر وکفی کل شر الدنیا والآخرۃ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جو شخص سورۂ اخلاص کی تلاوت پر مواظبت کرے تو وہ تمام خیر کو حاصل کرے گا اور دنیا و آخرت کے تمام شر سے محفوظ رہے گا۔ (انشاء اللہ)

علامہ بونی ؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک دعا اس سورۃ پر مشتمل ہے اور چھوٹی سی ہے اگر اس کو صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھیں اور اس کے توسل سے حق تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی کی دعا کی جائے تو مقبول ہوگی۔ مریض اپنے مرض کے دفعیہ کے لیے اس سورۃ عظیمہ کا توسل اختیار کرسکتا ہے وہ دعا یہ ہے:

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

الحمد للّٰہِ رب العلمین وصلی اللّٰہُ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وسلم۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ لیس کمثلہ احدٌ۔ لاتسلط علیّ اَحَدً ولا تحوجنی الیٰ احدٍ واغننی یاربّ عن کل احدٍ بفضل قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ... الخ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، صلوٰۃ وسلام سیدنا محمد اور ان کی آل و اصحاب پر۔ کہہ اللہ ایک ہے۔ کوئی اس کا مثل نہیں مجھ پر کسی کو مسلط نہ کر اور نہ مجھے کسی کی طرف حاجتمند کر، اور اے پروردگار تو مجھے ہر کسی سے بے نیاز کردے فضل سے سورہ پاک: قل ھو اللہ احدٌ ... الخ

یَا مَنْ هُوَ قَدِیْمٌ وَّیَا دَائِمُ وَّیَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ، اِقْضِ حَاجَتِیْ یَا فَرْدُ یَا صَمَدُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔

اے وہ ذات جو قدیم و دائم ہے (یعنی جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگی) جو حی و قیوم ہے (یعنی جو دائم الحیات ہے اور کبھی فنا نہیں ہوتی، اور جو قائم بالذات ہے) اے اول و آخر (یعنی جو سب سے پہلے ہے اور سب سے بعد بھی رہیگی) میری حاجت روائی فرما اے فرد (یکتا) اے صمد (بے نیاز) اور صلوٰۃ و سلام سیدنا محمد اور ان کی آل و اصحاب پر۔

خواص القرآن میں مذکور ہے کہ اگر مریض کو سورہ اخلاص بسملہ کے ساتھ مٹی کے برتن پر سات مرتبہ لکھ کر اور پھر اس کو دھو کر پلا دی جائے تو ہر مرض سے شفا ہوگی بشرطیکہ اسکی موت کا وقت آنہ گیا ہو۔ اگر کاتب ابرار میں سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(۱۶)

سورۂ فلق و سورۂ ناس

ان سورتوں کے فضائل میں وہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد و نسائی نے روایت کی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عقبہ بن عامرؓ سے فرمایا:۔

الا اُعلمک خیر سورتین قرئتا؛ کیا میں تجھ کو ان دو بہترین سورتوں کو نہ بتلادوں جو پڑھی گئیں؛

دوسری حدیث جس کو ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے وہ یہ ہے:۔

یا عقبہ! تعوّذ بھما فما تعوّذ متعوّذ بمثلھا۔ "اے عقبہ! ان دو سورتوں سے استفادہ کرو کیوں کہ کسی پناہ مانگنے والے نے ان سورتوں کے مانند کسی اور سورۃ سے

پناہ نہیں مانگی"۔

حضرت عقبہؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان کو سوتے وقت اور اٹھتے وقت پڑھا کرتے تھے۔ مریض اور تکلیف زدہ کو چاہیے کہ ان سورتوں کو پڑھ کر اپنے مرض و تکلیف سے حق تعالیٰ کی پناہ مانگا کرے، ھوارحم الراحمین چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، جب آنحضرتؐ بیمار ہوتے تو معوذات کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے، جب، جب درد کی سختی ہوتی تو میں پڑھ کر دم کرتی اور ہاتھ پھیرتی بامید برکت (رواہ الشیخان وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ)

اب ہم چند مسنون دعاؤں کا ذکر کریں گے جو مکروب یعنی رنج وغم تکلیف وبیماری میں مبتلا کے لئے نہایت مفید اور سریع الاثر ہیں ان کو "دعائے کرب" کہا جاتا ہے۔

(۱۷)

دعائے کرب

(۱) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وقتِ کرب یہ دعا پڑھا کرتے تھے :۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ٥

نہیں ہے کوئی معبود ومستعان سوائے اللہ عظیم وحلیم کے، نہیں ہے کوئی معبود ومستعان سوائے اللہ کے جو عرش عظیم کا رب یا پروردگار ہے، نہیں ہے کوئی معبود ومستعان سوائے اللہ کے جو عرش کریم کا رب ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم وابوعوانہ والترمذی وابن ماجہ وغیرہم)

ابن عوانہ نے اس قدر زیادہ کہا ہے کہ پھر آپ اس کے بعد دعا کرتے تھے۔

(۲) بخاری نے ایک اور دعائے کرب کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے :-

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ : کافی ہے ہمارے لئے اللہ جو بہترین کارساز ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تو ان کا آخری قول یہ کلمہ تھا۔ (رواہ البخاری)

مسلم کی روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی امر مہم سے سابقہ ہوتا تو یہی کہا کرتے تھے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ کفار قریش نے آپ کے خلاف ایک بڑی فوج تیار کر لی ہے تو آپؐ نے یہی کلمہ فرمایا اور صحابہؓ کی زبان پر بھی یہی کلمہ تھا۔ مسلم

قرآن کریم نے اس کا یوں ذکر کیا ہے :-

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۔

"یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اس نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا" اور انھوں نے کہہ دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ کافی ہیں، وہی سب کام سپرد کرنے کے لیے اچھا ہے سو یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہ آئی "

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس کلمہ کے قایل کو کوئی گزند نہیں ہوگا۔ ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا اور ہمیشہ ہی مجرّب پایا۔

قرآن کریم وقت کرب دو دعاؤں کی تعلیم دیتا ہے۔ ایک تو یہی کلمہ جس کا ذکر ہوا اور دوسری دعائے یونس علیہ السلام (جسکا ذکر آگے ہوتا ہے) جن پر نجات کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اجماع کتاب وسنّت واتفاق قرآن وحدیث سے ان دو کلمات کے سوا اور کوئی دوسرا عمل

معلوم نہ ہوسکا۔ اگرچہ قرآن پاک میں دوسرے انبیاء علیہم السلام سے اور دعائیں بھی منقول ہیں۔ فسبحانہ ما اعظم شانہ۔

(۳) بخاری کی ایک روایت میں ان کلمات کرب کا یہی ذکر کیا گیا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ عِبَادِکَ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

"نہیں ہے کوئی معبود و مستعان سوائے اللہ کے جو حلیم و کریم ہیں۔ سات آسمانوں اور عرش عظیم کے رب و پروردگار ہیں، ساری تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ اے اللہ! میں تیرے بندوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، کافی ہیں اللہ ہمارے لئے جو اچھے کارساز ہیں"

یہاں اس بات کا خیال رکھے کہ پہلے مذکورہ ذکر کرے پھر استفادہ کرے اور پھر کلمہ حسبنا اللہ الخ پر ختم کرے۔

(۴) اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھادوں جو تو کرب و تکلیف کے وقت کہا کرے، پھر ارشاد فرمایا۔

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا۔

اللہ اللہ میرا پالن ہار ہے میں اس کی ربوبیت میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا۔

(ابوداود، ونسائی وابن حبان)

طبرانی کی روایت سے اس کو تین بار کہنا ثابت ہوتا ہے۔ (اخرجہ ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے اہل بیت کو جمع کر کے فرمایا جب تم میں سے کسی کو غم یا کرب پہنچے تو وہ یوں کہے۔

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا۔ (رواہ ابن حبان بصحۃ)

یہ کلمہ ایک تریاق مجرب ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا "جب بھی مجھے کسی امر میں غم یا کرب ہوا تو جبرئیل علیہ السّلام نے متمثّل ہو کر مجھ سے کہا کہ میں یوں دعا کروں :-

تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ۵

میں اس ذات پر بھروسہ کرتا ہوں جو زندہ ہے اور مرتا نہیں، تمام خوبیاں اسی اللہ کے لیئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اسکا کوئی مددگار ہے۔ (اخرجہ الحاکم وقال صحیح الاسناد)

یہ دعا ہر نماز کے بعد پڑھی جائے اور کَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا کے بعد یہ کلمات کہے جائیں:- اللہ اکبر (تین بار) اللہ اکبر کبیراً سبحان اللہ بکرۃً واصیلاً۔

(۵) ابوبکرہؓ رفعاً روایت کرتے ہیں کہ دعائے مکروب یہ ہے :-

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ کُلَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ !

"اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، بس پلک جھپکنے تک بھی تو مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرا سارا حال درست فرما دے تیرے سوا کوئی معبود و مستعان نہیں۔"

(رواہ ابن حبان)

اس دعا میں 'شان' کا جو لفظ ہے اس سے تمام امور واحوال مراد ہیں۔ اور اس جگہ اصلاح حال اور امر محتاج الیہ ہے، خواہ زندگی میں ہو، یا بعدِ موت اس حدیث کی روایت طبرانی نے بھی کبیر میں کی ہے۔

(۶) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی رنج وغم ہوتا تو آپ یوں دعا کرتے :-

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ — اے زندہ اور بے مثل تھامنے والے اللہ میں تیری رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔

(رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد والترمذی من حدیث انس ونسائی من حدیث ربیعہ من عامرؓ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ بدر میں کچھ دیر لڑنے کے بعد حضورؐ کی خبر لینے آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور یا حیُّ یا قیوم الخ کہے جا رہے ہیں میں چلا گیا، پھر دوبارہ آیا، پھر آپ کو سجدہ ریز پایا اور آپ یا حی یا قیوم فرمارہے تھے حق تعالٰے نے آپ کو فتح دی (رواہ النسائی وقال الحاکم صحیح الاسناد) یہ کلمہ اسم اعظم الہٰی ہے، وللہ الحمد۔

(۷) دعائے یونس علیہ السلام

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ذوالنونؑ کی مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا تھی:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ — آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں بے شک قصوروار ہوں۔

کوئی مسلمان جب کبھی کسی امر میں اس طرح دعا کرتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔ (رواہ الترمذی، قال الحاکم صحیح الاسناد)

ایک شخص نے سوال کیا:- "یا رسول اللہ کیا یہ دعا خاص یونس علیہ السلام کے لیے ہے یا عام مومنین کے لیے بھی؟" آپؐ نے فرمایا:

کیا تو نے اللہ کی بات نہیں سنی: "فَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ" "سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں"۔

(رواہ احمد وابو یعلی الموصلی ایضاً ورواہ النسائی وابن جریر ایضاً بلفظ اسم اللہ الاعظم الذی اذا دعی بہ اجاب واذا سئل بہ اعطی دعوۃ یونس بن متی)

یعنی یہ دعا اسم اللہ اعظم ہے جب اس کے وسیلہ سے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول ہوتی ہے اور جو مانگا جاتا ہے وہ دیا جاتا ہے۔

غم و رنج اور مصیبتوں میں یہ دعا تریاق مجرب ہے۔ اس کے مجرب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، اس سے پہلے کہا جا چکا ہے کہ یہ وہ دعا ہے جو قرآن شریف و حدیث دونوں سے ثابت ہوتی ہے ایسی دعا سوا اس کے اور حسبنا اللہ و نعم الوکیل کے کوئی دوسری نہیں!

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کسی بندہ کو غم و حزن ہوتا ہے۔ اور وہ حق سے اس طرح دعا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کی فکر کو دور فرما دیتا ہے اور بجائے غم کے فرح و سرور بخشتا ہے وہ دعا یہ ہے:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّی عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَنَاصِیَتِی بِیَدِكَ وَمَاضٍ فِیَّ حُکْمُكَ وَعَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤكَ، اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِی کِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِی عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِی وَنُوْرَ صَدْرِی وَجِلَاءَ حُزْنِی وَذِھَابَ غَمِّی وَھَمِّی"

اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں، تیرا ہی حکم مجھ پر چلتا ہے، تیری قضا میرے لیے عدل ہے میں تجھ سے تیرے اس ہر نام سے سوال کرتا ہوں جس سے تو موسوم ہے یا جس کو تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے (ذکر کیا ہے) یا کسی آدمی کو سکھلایا ہے یا اپنے علم غیب میں رکھ چھوڑا ہے کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار کر دے اور میرے سینہ کا نور، میرے غم کا دور کرنے والا اور میرے غم و رنج کو دفع کرنے والا۔

(رواہ ابن حبان و احمد)

اس کے آخر میں اس کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے کہا گیا: "کیا ہمیں ان کلمات کو سیکھنا چاہیے۔ فرمایا "ہاں! جو کوئی ان کو سنے وہ سیکھ لے" (رواہ ابن حبان والحاکم وصحح)

اس کو طبرانی اور ابن السنی نے بھی حدیث ابو موسیٰ سے ان ہی الفاظ میں روایت کی ہے اور آخر میں کہا ہے کہ ایک شخص نے کہا:۔

"یارسول اللہ المغبون من غبن ھو لاء الکلمات" — یارسول اللہ! ناسمجھ اور دھوکہ کھایا ہوا وہ شخص ہے جو ان کلمات کو ضرورت کے وقت استعمال نہیں کرتا۔

فرمایا:۔

اجل فقولوھن وعلموھن فانہ من قالھن وعلم الناس مافیھن اذھب اللہ عنہ کربہ واطال فرحہ۔ — ہاں انھیں کہا کرو اور دوسروں کو سکھاؤ، جس کسی نے انہیں کہا اور دوسروں کو ان کی تعلیم دی اللہ تعالیٰ اس کے غم کو دور فرمائے گا، اور اس کی خوشی کی مدت کو دراز کرے گا۔"

(۱۸)

دفع امراض کی دعائیں

(۱) ہر مرض کی دوا خصوصاً غم کی

حضرت ابوہریرہؓ سے رفعاً مذکور ہے کہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

ننانوے امراض کی دوا ہے۔ سب میں کم ہم (غم) ہے۔ (اخرجہ الحاکم والطبرانی)

شوکانیؒ فرماتے ہیں: "ظاہر ہے کہ یہ ذکر شفا ہے عدد مذکور کی، اصل میں یہ تمام امراض وعلل کی دوا ہے جن میں کمتر 'ہم' ہے"

لفظ 'داء' جو حدیث مذکور میں آیا ہے، وہ عام ہے، اس میں قلب وقالب ہر دو شامل ہیں۔ اس کی تکرار جان وتن کی ہر بیماری کو دور کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی اس کو پانچ سو

مرتبہ ہر روز پڑھا کرتے یعنی اول و آخر سو مرتبہ درود شریف کے ساتھ۔

(۲) دعائے مخرج ضیق و فرج ھم و بسط رزق

ابن عباسؓ سے رفعاً روایت ہے کہ جس نے استغفار کو لازم کر لیا اللہ تعالیٰ اس کو ہر ضیق (تنگی) سے نکال لیتا ہے اور ہر فکر سے نجات دیتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ کہ وہاں سے گمان بھی نہ ہو۔" (اخرجہ ابوداؤد والنسائی وابن حبان وصححہ وابن ماجہ)

نسائی کے الفاظ یہ ہیں:۔ مَنْ اَکْثَرَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ۔ یعنی جو استغفار زیادہ کرے۔

شوکانی نے لکھا ہے:۔

وفی الحدیث فضیلۃ عظیمۃ وھی اَنَّ الاستکثار من الاستغفار فیہ مخرج من کل ضیق والفرج من کل ھم وحصول الارزاق من حیث لا یحتسب ولا یکتسب ومن اجتمع ذلک عاش فی نعمۃ سالما من کل نقمۃ"

اس حدیث میں ایک مرتبہ بڑی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس نے استغفار کثرت سے کی، تو یہ شخص ہر تنگی سے نکل جاتا ہے اور ہر غم سے آزاد، اور اس کو رزق ایسی جگہ سے ملتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو اور نہ اس کو کمایا ہو، اور جس شخص کے لئے یہ ساری چیزیں جمع ہو جائیں وہ نعمت میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور ہر سزا سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

آفات و فتن کے اس زمانہ میں دو ہی چیزیں غم و حزن کے دفع کرنے میں قوی التاثیر اور سریع الاثر پائی گئی ہیں: ایک کثرتِ استغفار اور دوسرے صدقات و خیرات۔

الفاظ استغفار کے کئی طرح آئے ہیں۔ سب کافی و شافی ہیں۔ لیکن سید الاستغفار کی بہت ثنا و صفت بیان کی گئی ہے جس کا ذکر صحیحین (بخاری و مسلم) میں کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ

ما استطعت أعوذ بك من شر ما صنعت ابوء لك بذنبي، فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت!

استغفار جو قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کی زبانی کہلوایا گیا ہے وہ یہ ہے:۔
رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (پ ع)

استغفار کے بعض دوسرے کلمات یہ ہیں۔

(۱) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥

(۲) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ٥

(۳) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ٥

(۴) اَللّٰهُمَّ لَا يَنْزِلُ بَلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَا يَكْشِفُ اِلَّا بِالتَّوْبَةِ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا مَبْسُوْطَةٌ اِلَيْكَ بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِيْنَا بِالتَّوْبَةِ فَاغْفِرْ لَنَا يَا غَفَّارُ وَتُبْ عَلَيْنَا يَا تَوَّابُ ٥

(۵) اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنَّا عَصَيْنَاكَ بِجَهْلٍ فَقَدْ دَعَوْنَاكَ بِعَقْلٍ حَيْثُ عَلِمْنَا اَنَّ لَنَا رَبًّا يَغْفِرُ وَلَا يُبَالِيْ۔

اے اللہ! اگر ہم نے تیری نافرمانی کی ہے تو وہ جہل کی وجہ سے تھی اب ہم نے عقل سے تجھے پکارا جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ہمارا تو رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

(۶) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ! اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ! اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ: اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ: اِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ٥ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ

إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔

(۷) اَللّٰهُمَّ إِنَّ قَلْبِی وَنَاصِيَتِی بِيَدِكَ، مَا تَمْلِكُنِی مِنْهَا شَيْئًا، فَإِذَا فَعَلْتَ كَذٰلِكَ بِهِمَا فَكُنْ أَنْتَ وَلِيَّهُمَا اِهْدِهِمَا إِلٰى سَوَاءِ السَّبِيلِ!

اصرار علی المعصیۃ:۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:۔

مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ إِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً (رواہ الترمذی و ابو داؤد)

یعنی استغفار کے ساتھ اصرار نہیں ہوتا اگر دن میں ستر بار قصور کیوں نہ ہوا موجب ہر قصور و گناہ کے بعد توبہ کرلی تو اصرار نہ ہوا، الحمد للہ اسی لئے کسی عارف نے کہا ہے۔

دارد بزرگی بجہاں ہر کے آئین
من درخطا بزرگم داد رعطا بزرگ

معلوم ہوا کہ جب گناہ کے بعد استغفار کی توفیق نہیں ہوتی اور عاصی گناہ پر جما رہتا ہے تو وہ اصرار ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی کہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَا إِلٰهَ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ،

تو وہ بخش دیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ معرکہ جہاد سے بھاگا ہو (رواہ الترمذی و ابو داؤد)

بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں حضرت ابو ذر غفاری رضی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ "جو اللہ سے اس حالت میں ملے کہ وہ دنیا میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا تھا اور اس پر گناہ پہاڑوں کے برابر تھے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیگا"

اسی معنی میں حدیث عثمان بن عفان رض کا ذکر ضروری ہے جس کی روایت مسلم نے کی ہے اور وہ یہ ہے مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

"جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود و مستعان نہیں وہ جنت میں داخل ہوا۔

حدیث جابر رضی اللہ عنہ جس کی مسلم نے روایت کی ہے کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

فاربوا وسددوا واعلموا انّ احداً منکم لن ینجیہ عملہ! قالوا یا رسول اللہ ولا انت! قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ عنہ وفضل!

اس حدیث میں اہل ایمان کے لئے ایک جاں فزا مژدہ ہے کیونکہ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل ہی سے ملتی ہے۔ نہ کہ اپنے عمل سے، ہم کیا اور ہمارا عمل کیا؟ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عمل کی کچھ ہستی نہ سمجھیں ہمارے اعمال جو لائق اعتبار ہیں وہ ہی سیئات ہیں، مگر اقرار کلمہ شہادتیں، انشاءاللہ اسی کلمہ طیبہ کا علم وتلفظ موت کے وقت موجب مغفرت وحصول رضوان ہوگا کہ

"التوحید راس الطاعات وافضل الحسنات کما انّ الشرک محبط الحسنات"

توحید تمام طاعات کی اصل ہے اور تمام نیکیوں سے افضل ہے جس طرح شرک تمام نیکیوں کو باطل ورائگاں کرنے والی ہوتی ہے۔

'علم غیب' جو ہمیں حامل قرآن کے ذریعہ ملا ہے اس سے تو ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں توحید الوہیت پر راسخ القدم رہنا چاہیے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ معبود ماننا چاہیے نہ مستعان، نافع وضارّ ان ہی کو سمجھنا چاہیے اور ان ہی سے ذل وافتقار کی نسبت جوڑ لینی چاہیے۔ اور غیر اللہ سے اس نسبت کو قطعاً توڑ لینی چاہیے کیونکہ وہ نہ ہمیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان سچ کہا تھا عارف رومی نے!

بقیاسات عقل یونانی — نرسد کس بذوق ایمانی
عقل خود کیست تا بمنطق درائے — رہ بردتا جناب پاک خدائے
گر بمنطق کسے ولی بودے — شیخ سینا ابو علی بودے

چشم عقل از حقایقِ ایمان   هست چوں چشم آنکہ از الوان
(اندھا ۱۲)

بو علی سینا نے موت کے وقت کہا تھا۔

یموت وملیس لہٗ حاصل سوئے علمہ انہ ما علم۔

"مر رہا ہے اور سوائے اس علم کے اس نے کچھ حاصل نہیں کیا کہ اس نے کچھ نہ جانا (یعنی اپنے فلسفہ سے حقیقت کی دریافت نہ کر سکا)

توحید الوہیت کا جب قلبِ مومن میں قیام و قرار بالدوام ہو جاتا ہے تو اسکی سیرت کی تعمیر ہو جاتی ہے۔ رذایل اخلاق سے وہ پاک ہو جاتا ہے اور محاسن سے آراستہ حق تعالیٰ ہی سے عجز و نیاز کی نسبت قایم کر لیتا ہے اور خلق اللہ کا محتاج نہیں رہتا لیکن ان کو بالفاظ حدیث "عیال اللہ" سمجھ کر ان سے شفقت کا برتاؤ کرتا ہے اور ان کو عزیز رکھتا ہے۔ حق تعالیٰ کا عاجز بندہ بن جاتا ہے اور اپنی لغزشوں اور گناہوں سے صدق دل سے استغفار کیا کرتا ہے یہی معنی ہے استغفار کو لازم کر لینے کے۔

اب حق تعالیٰ اس پر رحیم ہو جاتے ہیں۔ کان بالمومنین رحیما ان کا ارشاد ہے۔ وہ اپنے بندے کو علوئے مرتبت عطا فرماتے ہیں۔

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

یہ اُن کا وعدہ ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ،

مشایخ سلسلہ نقشبندیہ رحمہم اللہ نے استغفار کے ایک مفید طریقہ کی تعلیم کی ہے جو نہایت نافع اور مفید ہے۔

حق تعالیٰ کی طرف حضورِ قلب سے رجوع ہو کر کہیں تین بار

باز آمدہ ام از ہر بدی و تقصیرے کہ بر سر من رفتہ است، دانستہ یا نادانستہ

واقول اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، محمد رسول اللّٰہ،

پھر تین بار کہیں: الٰہی انچہ کردم خطا کردم، بخش بحق لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

پھر رقتِ قلب کے ساتھ کہیں :-

بدرگاہِ تو خود را بہ پناہ آوردہ ام | الٰہ العٰلمین بار گناہ آوردہ ام

بدرت زیں بار خود پشتِ دوتا آوردہ ام | عجز و زاری بدرگاہ عالم پناہ آوردہ ام

من نمی گویم کہ بودم سالہا در راہِ تست | ہستم آن گمراہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام

چار چیز آوردہ ام حقا کہ در گنج تو نیست | نیستی و حاجت و عذر و گناہ آوردہ ام

دل درویشی و دل ریشی و بے خویشی بہم

ایں ہمہ بدعوئ عشقت گواہ آوردہ ام

پھر سجدہ میں جا کر کہے :-

باز آمدہ سر بر قدمت می نہم | شاہ بخشندہ قوی، بندہ شرمندہ ستم

دارم دلکے غمیں بیامرز و مپرس | صد واقعہ دو کمیں بیامرز و مپرس

شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم | یا الٰہ العلمین بیامرز و مپرس

موئے سیاہ را بہوس کردہ ام سفید | روئے سفید را بگناہ کردم سیاہ

با من بافضل کار کن اے مفضّلِ کریم | از عدلِ تو بفضلِ تو آوردہ ام پناہ

عقوبت کن عذر خواہ آمدہ ام | بر درگہت روسیاہ آمدہ ام

سیاہِ مرا ہم تو گرداں سفید | مگر دانم از درگہت ناامید

پھر کہیں :-

(۱) رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ ۳ بار

(۲) رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ

اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ٥ (تین بار)

(۳) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ فَتُبْتُ عَنْہُ وَعُدْتُ عَیْنُہٗ (۳ بار)

(۴) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اجترحتہا فی سَوَادِ اللَّیْلِ وبیاضِ النَّھَارِ، فی خلاءٍ و ملاءٍ سِرًّا وعلانیۃً وانتَ ناظرٌ اِلیہا وانا انسہا یاکریم

(۵) سید الاستغفار۔ ۱ مرتبہ

(۶) استغفرُ اللّٰہَ الذی لا الٰہ الا ھو الحیُّ القیومُ واتوبُ الیہ۔ ستر بار

(۱۹) دعا اور وقت دعا

اب ہم تمہاری توجہ ایک دعا اور وقتِ دعا کی طرف مبذول کرتے ہیں جو ہر کرب و شدت، مرض و تکلیف، غم و رنج کے دفع کرنے کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اس کی ابو امامہ نے رفعاً روایت کی ہے اور وہ یہ ہے۔

موذن جب اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور دردمند کی دعا قبول ہوتی ہے جس شخص پر کرب و شدت کا نزول ہو وہ موذن کا جواب دے اور حیَّ علَی الفلاح کے وقت یوں دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ المستجاب لھا دعوۃ الحق وکلمۃ التقوٰی احینا علیہا وامتنا علیہا وابعثنا علیہا وجعلنا من خیار اھلہا احیاءً امواتًا ٥

"اے اللہ! اس سچی دعا کے پروردگار، جس سے دعوت حق اور کلمہ تقویٰ قبول کیے جاتے ہیں ہمیں اسی پر زندہ رکھ اور اسی پر مار، اور اسی پر موت کے بعد اٹھا اور زندگی میں اور موت پر اسی کی راہ پر چلنے والے نیک بندوں میں کر دے۔

اور اس کے بعد حق تعالےٰ سے اپنی حاجت کا سوال عجز و نیاز سے کرے (اخرجہ الحاکم)

اس کی توضیح میں شوکانی کہتے ہیں اَے یَسْأَلُ حاجتہ کائنۃً مّا کانت یعنی جو کچھ بھی حاجت ہو اس کا سوال کرے۔

اس حدیث کی سند میں عفیر بن سعدان کو منذری نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن حدیث سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ اس کی موید ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔

ثنتان لا تردان: الدعاء عند النداء وعند البأس حین یلحم بعضھم بعضا!

دو وقت کی دعا رد نہیں ہوتی اذان کے وقت کی دعا اور جہاد میں جب ایک دوسرے کو مارتا ہے۔ (رواہ مالک فی الموطا و ابو داؤد و ابن حبان والحاکم وصححہ)

اسی طرح اوقات اجابتِ دعا اذان اور اقامت کا درمیانی وقت اور وقت اقامت اور قبل مغرب یعنی آفتاب غروب ہوتے وقت، روز جمعہ امام کے خطبہ پڑھنے سے ختم نماز تک یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کوئی ناپسند امر واقع ہو تو ہر شئی کے خالق کی طرف توجہ کرنا چاہیئے اور یوں کہنا چاہیے۔

بقدر اللہ وما شاء فعل: اس امر کی تحقیق اللہ کی قدرت سے ہوتی ہے اس نے جو چاہا کیا۔ (رواہ مسلم عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

اور نسائی کی روایت میں یوں آیا ہے۔

ان غلب علیک امر فقل، قدر اللہ ما شاء صنع۔ اگر کوئی ناپسندیدہ امر تجھ کو مغلوب کر دے تو اس وقت کہہ: یہ امر اللہ کی تخلیق سے ہوا ہے، جو چاہا کیا اس سے رضا بالقضا، اعراض من الاعتراض وتسلیم ورضا کی تعلیم مقصود ہے جس کو ہم نے ابتدائی مقالات میں سے ایک مقالہ میں تفصیل سے پیش کیا ہے۔ جب حق تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔

انّ اللہ معنا، وھو معکم اینما کنتم (قرآن) اور وہ ہم پر ہمارے اپنے

ماں باپ اور تمام مخلوقات سے زیادہ "رحیم و بر" (مہربان) ہیں تو پھر ہمیں کیا غم کیا کم!

یہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے محبوب مطاع صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ جب کسی کو بھی کوئی دشوار امر پیش آئے تو وہ رجوع بحق ہو کر کہے :۔

اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا ۔ وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَهْلًا ۝

اے اللہ کوئی امر سہل یا آسانی نہیں جب تک کہ تو اسکو سہل و آسان نہ کر دے اور تو ہر غم کو آسان کر دیتا ہے ۔ (رواہ ابن حبان عن انس رفعاً وصحہ)

اسی طرح حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صحابہؓ کو دفع فزع (گھبراہٹ) کے وقت ان کلمات کے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے ۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝

میں اللہ کے تمام کلمات تامہ سے پناہ مانگتا ہوں اس کے غضب سے مواخذہ سے اور اسکے بندوں کے شر سے اور شیطان کے وسوسوں سے اور اس سے کہ یہ میرے قریب ہوں ۔

(اخرجہ ابو داؤد و ترمذی)

(۲۰)

رُقیہ مرض

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام آئے اور مجھ سے پوچھا کیا آپ بیمار رہیں ؟ میں نے کہا "ہاں"! جبریل نے کہا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَعَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ

اللہ کا نام لے کر میں تجھ پر یہ منتر پڑھتا ہوں جو تجھے برا ایذا دینے والی شئے سے اور ہر شخص کے شر سے اور حاسد کی چشم بد سے محفوظ رکھے اللہ تعالیٰ تجھے شفا

(۱۲) روحانی علاج

عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے یہ منتر پڑھتا ہوں۔

(اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم میرے پاس تشریف لائے جب میں بیمار تھا اور فرمایا کہ میں تجھ پر وہ منتر پڑھوں جو جبرئیلؑ نے مجھ پر پڑھا؟ میں نے کہا بلیٰ بابی وامی آپ نے فرمایا

بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ وَاللّٰہُ یَشْفِیْکَ مِنْ دَاءٍ فِیْکَ، وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ؕ

اللہ کے نام سے میں یہ رقیہ کرتا ہوں، اللہ تجھے شفا بخشے ہر اس مرض سے جو تجھ میں ہے اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

آپؐ نے تین مرتبہ یہ رُقیہ کیا۔ (اخرجہ الحاکم وابن شیبہ وابن ماجہ وصححہ السیوطی)

(۲۱)

دعا برائے مریض وقت عیادت مریض

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رفعاً روایت کی ہے کہ مریض کے لئے اس طرح دعا کریں مریض کا نام لے کر

اَللّٰھُمَّ اشْفِہٖ، اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ!

اے اللہ! اس کو شفا دے اے اللہ اس کو عافیت عطا کر۔

(اخرجہ الترمذی والنسائی والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین)

حضرت سلمانؓ جب بیمار ہوئے تو آں حضرت صلعم نے ان کی عیادت کی اور ان کے

لئے اس طرح دعا کی۔

یا سلمان! شفی اللہ سقمک	اے سلمان! اللہ تیرے مرض سے تجھ کو شفا بخشے
وغفر لک ذنبک	تیرے گناہ معاف فرمائے اور تیرے دین اور جسم
وعافاک فی دینک وجسمک الی مدۃ	کو اچھا کر دے جب تک کہ تو زندہ رہے۔
اجلک	(رواہ الحاکم)

دوسرا شخص سلمان کی بجائے مریض کا نام لے جس کے لیے وہ دعا کر رہا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا، جو شخص مریض کی عیادت کرے (بشرطیکہ اس مریض کی موت نہ آگئی ہو) تو اس کے لیئے سات مرتبہ یوں دعا کرے۔

اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ	میں اللہ عظیم سے جو عرش عظیم کا رب ہے درخواست
الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ :	کرتا ہوں کہ تجھے شفا عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اس کو عافیت عطا فرمائے گا۔ (اخرجہ ابوداود والترمذی وحسنہ ابن حبان و صححہ والنسائی والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین)

(۴۲)

دفع تعب (تکان)

بستر پر جاتے وقت سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، ہر کلمہ ۳۳ بار پڑھیں اور جسم پر دم کر لیں۔ یہ عمل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا جب آپؓ نے حضورؐ سے ایک خادمہ کی خواہش فرمائی تھی۔ حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ "ما ترکتھا ولا لیلۃ صفین" یعنی میں نے اسکا پڑھنا کبھی ترک نہیں کیا یہاں تک کہ جنگ صفین میں بھی نہیں۔ شرحیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس عمل پر مواظبت کرے گا وہ اپنے جسم میں تھکن، درد اور درماندگی محسوس نہ کرے گا اور اعمال شاقہ اس پر آسان ہو جائینگے

یہ مجرب عمل ہے بشرطیکہ یقین کامل ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سوتے وقت سورہ اخلاص ومعوذتین پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے بدن پر تین بار پھیرنا اوپر مذکور ہو چکا ہے یہ تمام دردوں کے لیئے نافع ہے، باذن اللہ۔

(۴۳)

دردِ سر

اس عزیمت کو لکھ کر سر پر رکھدے :-

کٓھٰیٰعٓصٓ۔ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا، حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ، اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ کَمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ شَاکِرٍ وَّغَیْرِ شَاکِرٍ وَّکَمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ قَلْبٍ خَاشِعٍ وَّغَیْرِ خَاشِعٍ وَّکَمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ عِرْقٍ سَاکِنٍ اُسْکُنْ اَیُّھَا الْوَجَعُ بِعِزَّۃِ مَنْ لَّہٗ مَا سَکَنَ فِی اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہ

شرجی کہتے ہیں "ھٰذَا مَا اشْتَھَرَتْ بَرَکَتُہٗ لِلصُّدَاعِ" یعنی یہ وہ عمل ہے جسکی برکت سر کے درد کو دفع کرنے میں مشہور عام وخاص ہے۔

(۴۴)

ایضاً

آخر جمعہ رمضان کو یہ لکھ کر اٹھا رکھے اور درد سر کے وقت اس کو سر پر رکھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْہِ دَلِیْلًا ثُمَّ قَبَضْنٰہُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ہ

اس کو شرجی نے نافع مجرب کہا ہے۔

(۲۵) ایضاً

عازم اپنا ہاتھ دردمند کے سر پر رکھ کر یہ دعا پڑھے :-

بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ رَبُّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِاسْمِ الَّذِیْ اِسْمُہٗ بَرَکَۃٌ وَشِفَاءٌ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ بِیَدِہِ الشِّفَاءُ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ

اس کو تین بار یا سات بار پڑھے باذن خدائے شافی دردِ سر دور ہو جائے گا۔

حضرت جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ دردِ سر کے لیے سر کا مسح کریں اور سات بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ سَکَنَ لَہٗ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۰

(۲۶) آدھے سر کا درد (شقیقہ)

سورہ رعد کی یہ آیت پڑھ کر دم کرے :-

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلِ اللّٰہُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖۤ اَوْلِیَاءَ لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِہِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اَمْ ھَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَاءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِہٖ فَتَشَابَہَ الْخَلْقُ عَلَیْہِمْ قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ۰

نیز بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ یَا فَتَّاحُ سہ بار یَا وَھَّابُ، سہ بار یَا کَرِیْمُ سہ بار یَا رَحِیْمُ سہ بار ان اسماء کو لکھ کر آدھے سر کے دردمند کے سر پر باندھ دے۔

(۲۷) دردِ دنداں

جو شخص ہر چھینک کے وقت یوں کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَّا کَانَ

اس کو کبھی دانت کا یا کان کا درد نہ ہوگا۔ (رواہ ابن ابی شیبہ عن علی ابن ابی طالب مرفوعاً)

اس آیت کو ایک چھوٹے پرچہ پر لکھ کر دانت کے درد پر رکھ دے۔ انشاء اللہ درد ٹھہر جائے گا یہ مجرب ہے۔ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ہ

(۲۸) ایضاً

امام غزالی نے اپنی کتاب خواص القرآن میں لکھا ہے کہ بصرہ میں ایک شخص تھا وہ دانت کے درد کا منتر جانتا تھا لیکن بخل کی وجہ سے کسی کو سکھاتا نہ تھا، جب اسکی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ اب تم اس کو لکھ لو میں بھی علم نافع کے نہ بتلانے کے گناہ سے نجات پاؤنگا اور خلق اللہ کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔ وہ یہ حروف تھے۔

کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ ہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ہ

(۲۹) مسئلہ (درد چشم)

آنکھوں کے درد کے لئے یہ آیت لکھ کر دردمند کی آنکھوں پر لگائیں انشاء اللہ نفع ہوگا

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ہ

امام شافعیؒ سے ایک شخص نے اس درد کی شکایت کی، آپ نے اس کو یہ لکھ کر دیا اور فرمایا کہ ان کو باندھ لے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ہ وہ شخص باذن اللہ شفایاب ہوگیا۔

لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے عقبہ بن نافع کو نابینا دیکھا پھر دیکھا کہ ان کی بصارت ٹھیک ہوگئی ہے، میں نے ان سے پوچھا: "حق تعالیٰ نے تمہاری بصارت کس طرح عطا فرمادی" انھوں نے کہا کہ میں نے کسی شخص کو خواب میں دیکھا اور اس نے مجھ سے کہا تو اس طرح دعا کر:-

یَا قَرِیْبُ یَا مُجِیْبُ، یَا سَمِیْعُ الدُّعَا، یَا لَطِیْفًا لِّمَا یَشَاءُ اُرْدُدْ عَلَیَّ بَصَرِیْ

میں نے اس دعا کو پڑھا حق تعالیٰ نے میری آنکھوں کو پھر روشن کر دیا، اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ

شرجی لکھتے ہیں: "حضرت خواجہ شیخ فریدالدینؒ سے جو بلاد ہند میں مشہور و معروف ہیں روایت ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخن پر یہ آیت "فکشفنا عنک الخ سات بار پڑھ کر پھر سات بار درود شریف پڑھ کر پھونکے اور آنکھوں پر پھیرنے سے نور بصر و زوال ضرر کے لئے نفع ہوگا، انشاءاللہ تعالیٰ۔ بزرگوں کا تجربہ ہے کہ اس عمل سے ساری عمر آنکھوں کی روشنی باقی رہتی ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے بھی اس کا ذکر قول جمیل میں کیا ہے۔ یہ عمل بھی تجربہ سے مفید ثابت ہوا ہے۔ کہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے اور کہے۔

اُعِیْذُ نُوْرَ بَصَرِیْ بِنُوْرِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یُطْفٰی

اور اس آیت کو بھی اسی طرح پڑھے۔ فجعلناھا سمیعًا بصیرًا ہ

روشنی چشم کے لئے حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ

کھٰیٰعص، حمعسق: ان کے کل دس حرف ہیں ہر حرف زبان سے کہے اور ایک ایک انگلی بند کرتا جائے جب دس حروف کہہ کر دسوں انگلیاں بند کر چکے تو سب کو آنکھوں پر پھیر لے انشاءاللہ صحت کلی پائے گا۔ ایسا تین مرتبہ کرے۔ (سیرالاولیاء ص ۳۷۰)

نیز آپ نے فرمایا:- لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، دو مرتبہ پڑھ کر دونوں انگوٹھوں پر پھونکے اور آنکھوں پر مل لے۔ پھر اسی طرح الٓمّٓ، اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ دم

کر کے آنکھوں پر مل لے۔ تیسری مرتبہ: عَنَتِ الوجوہ للحی القیوم پڑھ کر اسی طرح کرے۔

(۳۰)

رُعاف (خون کا ناک سے بہنا)

اگر ناک سے خون بہے اور بند نہ ہو تو اس آیت کو لکھ کر مریض کے سر پر رکھ دے یا سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھے:۔

کُف ایتہا الرعاف بحق واحد القہار، العزیز الجبار وھو قولہ تعالیٰ: ان اللّٰہ یمسک السمٰوات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض الماء

(۳۱)

عسرِ بول (پیشاب کی تکلیف)

ایک شخص کو جو اصفہان کا باشندہ تھا پیشاب نہ آتا تھا، اس نے یہ آیت لکھ کر پانی میں دھو کر پی لی پتھری نکل گئی اور پیشاب آنے لگا۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحِیم: وَبُسَّتِ الجِبَالُ بَسًّا، فَکَانَتْ ھَبَاءً مُّنبَثًّا۔ وَحُمِلَتِ الاَرضُ وَالجِبَالُ فَدُکَّتَا دَکَّۃً وَّاحِدَۃً۔

اسی طرح اس آیت کو لکھ کر پانی میں پینا پیشاب و پاخانہ کی مشکل دور کرتا ہے۔

وَاِذِ استَسقٰی مُوسٰی لِقَومِہٖ فَقُلنَا اضرِب بِعَصَاکَ الحَجَرَ فَانفَجَرَت مِنہُ اثنَتَا عَشرَۃَ عَینًا قَد عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشرَبَھُم کُلُوا وَاشرَبُوا مِن رِّزقِ اللّٰہِ وَلَا تَعثَوا فِی الاَرضِ مُفسِدِینَ ۵

اسی طرح سورہ کوثر بھی اس کے لیے نفع بخش ہے۔

(۳۲) (سلس البول)

یہ ایک بیماری ہے جس میں پیشاب کے قطرے برابر نکلتے رہتے ہیں اس کے دفعیہ کے لئے یہ آیت لکھ کر باندھ لے تو یہ مرض زائل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

قِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ ۝

(۳۳) دفع امراض

مندرجہ ذیل دعا تمام بیماریوں اور شر کے دفع کرنے کے لیے مجرب ہے۔

إِلٰهِي كُلَّمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ نِعْمَةً قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا شُكْرِي، وَكُلَّمَا ابْتَلَيْتَنِي بِبَلِيَّةٍ قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا صَبْرِي، فَيَا مَنْ قَلَّ شُكْرِي عِنْدَ نِعَمِهِ فَلَمْ يَحْرِمْنِي وَيَا مَنْ قَلَّ صَبْرِي عِنْدَ بَلَائِهِ فَلَمْ يَخْذُلْنِي وَيَا مَنْ رَآنِي عَلَى الْمَعَاصِي فَلَمْ يَفْضَحْنِي وَيَا مَنْ رَآنِي عَلَى الْخَطَايَا فَلَمْ يُعَاقِبْنِي عَلَيْهَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَاشْفِنِي مِنْ مَرَضِي إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

الٰہی جب تو نے مجھے نعمت عطا فرمائی تو اس نعمت پر میں نے تیرا بہت تھوڑا شکر ادا کیا، اور جب تو نے مجھے کسی بلا میں مبتلا کیا تو میں نے اس پر بہت کم صبر کیا، اے ذات پاک جس کی نعمتوں پر میں نے تھوڑا ہی شکر ادا کیا ہے مجھے محروم نہ کر اور اے وہ ذات پاک جس کی بلا پر میں نے بہت کم صبر کیا ہے مجھے ناامید نہ کر اے وہ جس نے گناہوں میں مبتلا پایا مجھے رسوا نہ کر اے وہ جس نے مجھے خطا پر پایا۔ مجھ سے بدلا نہ لے، محمدؐ و آلِ محمد پر رحمت نازل فرما۔ میرے گناہ معاف فرما دے اور مجھے مرض سے شفا دے۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(۳۴) دفع امراض

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

جب میں بچھونے پر لیٹ کر سورہ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھ لیتا ہوں تو ہر چیز سے امن و امان میں ہو جاتا ہوں۔ نیز فرمایا جس شخص نے بچھونے پر سیدھی کروٹ پر لیٹ کر اپنے سر کے نیچے ہاتھ رکھ کے سورۂ حشر کی آخری آیتیں پڑھیں اور حق تعالیٰ سے شفا کی دعا کی اس کو ہر مرض سے شفا ہوگی۔

سورہ حشر کی آخری آیات یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ o ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ط سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o (پ ۲۸ ع ۶)

(۳۵) درد زانو

کسی شخص نے حضرات امام جعفر صادق رضؓ سے اپنے زانو کے درد کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ نماز کے بعد اس طرح دعا کر۔

یَا اَجْوَدُ مَنْ اَعْطٰی یَا خَیْرُ مَنْ سُئِلَ یَا اَرْحَمُ مَنِ اسْتُرْحِمَ اِرْحَمْ ضَعْفِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَاعْفِنِیْ مِنْ مَّرَضِیْ،

اے سب دینے والوں سے زیادہ سخی، جن سے مانگا جائے ان سے زیادہ بہتر، جن سے رحم کی درخواست کی جائے ان سب سے زیادہ رحم کرنے والے، میری ناتوانی اور میری قلت تدبیر پر رحم فرما اور میری بیماری سے مجھے عافیت بخش۔

میری بیماری سے مجھے عافیت بخش۔

(۳۶)

دفع امراض کے لیے دعا کا وقت اور طریقہ

خواب سے بیدار ہو کر تین مرتبہ تکبیر کہے اور دعا مانگے تو انشاء اللہ مقرون باجابت ہوگی۔ مریض اپنے مرض کی شفا کے لیئے دعا کرے۔

(۳۷) دافع بلا

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی مبتلا کو دیکھ کر یہ کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ : (رواہ الترمذی)

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے مجھے اس بلا سے عافیت عطا کی۔

علماء نے کہا ہے کہ اگر یہ بلا دین میں ہو جیسے شراب نوشی، زنا، وغیرہ تو اس کو سنا کر کہے تاکہ اس کو تنبہ ہو اور اگر جسم میں ہو جیسے جذام وغیرہ تو چپکے سے کہے تاکہ وہ شکستہ خاطر نہ ہو

(۳۸) دعا برائے ہر بلا

بعض صالحین یہ دعا کرتے تھے:-

یَا لَطِیْفُ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ اُلْطُفْ بِنَا فِیْمَا جَرَتْ بِہِ الْمَقَادِیْرُ۔ (اس دعا کی تکرار کرے)

اے لطیف اے علیم اے باخبر خدا ہم پر قضا و قدر کے جاری ہونے پر لطف و کرم فرما۔

اور بعض علماء نے اس دعا کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں:-

یَا لَطِیْفًا فَوْقَ کُلِّ لَطِیْفٍ اُلْطُفْ بِیْ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ کُلِّہَا کَمَا اُحِبُّ وَرَضِّنِیْ فِیْ دُنْیَایَ وَآخِرَتِیْ۔

اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان، میرے تمام امور میں مجھ پر مہربانی فرما، جیسا کہ تو چاہتا ہے اور میں چاہتا ہوں، اور مجھے دنیا و آخرت میں اپنی مرضی پر راضی فرما دے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز سخت غم میں مبتلا ہو گیا جس کی وجہ سے میں بیمار

سا ہوگیا اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کو اس کی خبر نہ تھی، خواب میں مجھے کسی شخص نے ہدایت کی کہ میں اس طرح دعا کروں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیَاتًا وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَآ اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ شَیْئًا اِلَّا مَآ اَعْطَیْتَنِیْ وَلَآ اَتَّقِیْ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَۃٍ

اے اللہ! میں اپنی ذات کو نہ کسی قسم کا ضرر پہنچا سکتا ہوں اور نہ نفع نہ اپنی موت پر قادر ہوں نہ زندگی پر، اور نہ مرکر زندہ ہونے پر، نہ میں کسی شئے کے حاصل کرنے کی قدرت رکھتا ہوں سوا اس کے جو تو مجھے دے، نہ کسی چیز سے بچ سکتا ہوں، سوا اسکے جس سے تو بچائے، اے اللہ! تو مجھے اس امر کی توفیق عطا فرما جو تو چاہتا ہے اور جسمیں تیری رضا ہے یہ امر قول کی حد تک ہو یا عمل کی، اور اس میں مجھے عافیت عطا فرما۔

میں صبح اٹھ کر اس دعا کی تکرار کرتا رہا، رات۔ مجھے اس بلا سے نجات دی گئی اور میرا مطلب مجھے عطا فرمایا گیا، مریض ومحزون کو اس دعا کی تکرار کرنی چاہیئے۔

(۳۹) درد کے دفع کے لیے

حضرت جعفر صادق سے مروی ہے کہ درد کی جگہ ہاتھ پھیر کر تین بار کہیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ! اَللّٰھُمَّ اِمْسَحْ عَنِّیْ مَآ اَجِدُ:

نیز یہ دعا بھی تین بار اسی طرح پڑھی جا سکتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ، نَزَلَ بِہٖ رُوْحُ الْاَمِیْنِ، وَھُوَ عِنْدَكَ فِیْٓ اُمِّ الْکِتَابِ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ اَنْ تَشْفِیَنِیْ بِشِفَآئِكَ، وَتُدَاوِیَنِیْ بِدَوَآئِكَ وَتُعَافِیَنِیْ مِنْ بَلَآئِكَ۔

(۴۰) ہضم طعام کے لیے

(۱) کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ خیر الاسماء رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ اللھم اجعل فیہ رحمۃ وشفاء (رواہ البخاری)

(۲) اسی طرح کھانے سے پہلے پڑھیں: بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علیہ کھانے سے کوئی ضرر نہ ہوگا۔ (ثبت ذالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) اسی طرح، وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین (۴) سورۂ قریش کا کھانے سے پہلے پڑھنا اسی غرض کے لئے نہایت مفید ہے (۵) سورۂ والتین کا پڑھنا بھی نافع ہے۔

(۴۱) دعائے حفظ از جمیع آفات و اوجاع

ہر آفت و درد سے محفوظ رہنے کے لئے یہ آیت (اول سورۂ انعام) صبح و شام سات بار پڑھ کر جسم پر مسح کر لیا کریں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝

(۴۲) دعائے حفظ و امان

یہ دعا بعد نماز صبح سات بار پڑھے یا ایک بار بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ اس دعا کا پڑھنے والا حق تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہوگا۔ یہ دعا نہایت کثیر البرکت ہے۔ یہ وہ دعا ہے جس کو رسول اللہ نے حضرت انسؓ کو سکھلائی تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَهْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی مَا اَعْطَانِیَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا، اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ، وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

(۴۳) رقیہ برائے ہر درد و بلا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شام کے وقت تین بار اس دعا کو پڑھے وہ صبح تک ہر طرح

ناگہانی سے محفوظ رہے گا! اسی طرح جو صبح کو پڑھے شام تک محفوظ رہے یہ دعا مجربات صحیحہ سے ہے
بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَ
هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ٥

(۴۴) دفع بخار

عصر و مغرب کے درمیان سورہ جمعہ تین بار پڑھ کر مریض پر دم کرے۔
اسی طرح اس آیت کو کاغذ کے تین پرچوں پر لکھ کر اور ناشتہ کے پہلے اس کو نگل جائے بخار زائل ہو جائے گا۔
رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ
سورہ والعصر بیمار پر پڑھ کر دم کرے شفا پائے۔

(۴۵) دفع بواسیر

صبح نماز کی سنت میں پہلی رکعت میں سورۃ الم نشرح اور دوسری میں الم ترکیف پڑھا کرے بواسیر دفع ہو جائے گی۔

(۴۶) دفع بلاو آفات و امراض

تمام بلاؤں آفتوں اور بیماریوں کے دفع کرنے کے لئے بزرگ ترین رُقیہ۔
سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور معوذتین ہیں۔
اسی طرح یہ دعا: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ
عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ ٥

(۴۷) ایضاً

حضرت ابی عبداللہؓ سے منقول ہے کہ سر پر ہاتھ رکھ کر اس طرح دعا کی جائے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَالَی اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ، اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ، مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰہِ، نُوْحٌ نَجِیُّ اللّٰہِ، عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ، وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الرِّیَاحِ وَالْاَرْوَاحِ وَالْاَوْجَاعِ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ ---- وَعَزَائِمُ مِنَ اللّٰہِ بِفُلَانِ بْنِ فُلَانَہ (یہاں مریض اور اس کی ماں کا نام لیا جائے) وَاُعِیْذُہٗ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا الَّتِیْ سَاَلَ بِہٖ اٰدَمُ فَتَابَ عَلَیْہِ، اِنَّہٗ ھُوَالتَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ عَزَمْتُ عَلَیْکَ اَیَّتُھَا الْاَرْوَاحُ وَالْاَوْجَاعُ الَّتِیْ نَزَلَتْ بِاِذْنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۔

اس دعا کے بعد آیۃ الکرسی، سورۃ فاتحہ، معوذتین، اور سورۃ اخلاص اور سورہ یٰسین کی پہلی دس آیات پڑھیں جو یہ ہیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ، لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ ۝

اس کے بعد یوں دعا کرے:۔

اَللّٰھُمَّ اِشْفِہٖ بِشِفَائِکَ، دَاوِہٖ بِدَوَائِکَ، وَعَافِہٖ مِنْ بَلَائِکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ
آلِ محمد صَلَوٰاتُ اللّٰہ علیہم اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی سائر الصحابۃ والتابعین۔

(۴۸) ایضاً

حضرت ابی عبداللہؓ سے ان کے صاحبزادے نے اپنی بیماری کی شکایت کی تو آپ نے ان سے فرمایا اے لڑکے کہہ :۔

اَللّٰھُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَائِکَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِکَ وَعَافِنِیْ مِنْ بَلَائِکَ فَاِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ۔

(۴۹) ایضاً

حضرت ابوجعفرؓ سے مروی ہے کہ مریض کا کوئی مہربان دوست یا رشتہ دار اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہے

بِسْمِ اللّٰہِ، تین بار، بِجَلَالِ اللّٰہِ (۳ مرتبہ) بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ (۳ بار)
پھر مریض کے سر اور منہ پر مسح کرے۔

(۵۰) ایضاً

مریض کے لیے وقتِ عیادت اس طرح دعا کرے :۔

اِذْھَبِ الْبَاْسَ، رَبَّ النَّاسِ، بِیَدِکَ الشِّفَاءُ لَا کَاشِفَ الْبَلَاءِ اِلَّا اَنْتَ

(۵۱) ایضاً

مریض اپنے منہ پر ہاتھ رکھے اور ان کلمات کو تین مرتبہ کہے :۔

بِاِسْمِ اللہِ، بِجَلَالِ اللہِ، بِعَظَمَۃِ اللہِ، بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّامَّاتِ، بِاَسْمَاءِ اللہِ الحُسْنیٰ،

پھر اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھ کر کہے۔

بِاِسْمِ اللہِ، بِاِسْمِ اللہِ، بِاِسْمِ اللہِ

پھر سات بار کہے: اَللّٰھُمَّ اِمْحُ مَابِی یعنی جو درد میرے جسم یا عضو میں ہے اے اللہ! اس کو محو فرما:

(۵۲) ایضاً

مرض یا تکلیف کے وقت: سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کرلے۔

(۵۳) ایضاً

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مریض کی عیادت کے وقت اس طرح دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِشْفِ عَبْدَکَ یَنْکِی لَکَ عَدُوًّا وَیَمْشِی لَکَ اِلَی الصَّلٰوۃِ۔

یعنی اے اللہ تو اپنے بندے کو مرض سے شفا بخش تاکہ وہ تیرے دشمن سے جہاد کرے اور تیری نماز ادا کرنے چلے۔

(۵۴) ہر غم سے شفا

حضرت سید محمد حقی نازلی نے اپنی کتاب خزینۃ الاسرار میں تذکرہ شیبی سے نقل کیا ہے کہ غم و مرض میں رات میں اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھے پھر ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا کرے

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ذَا النُّوْنِ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ دَعَاکَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَہٗ وَنَادَاکَ یٰرَبِّ

بطنِ الحُوتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ، اِنَّكَ قُلْتَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ فَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ ابْنُ اَمَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ اَدْعُوْكَ بِضُرٍّ اَصَابَنِیْ وَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ یُوْنُسُ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ٥ فَاسْتَجِبْ لِیْ كَمَا اسْتَجَبْتَ لِیُوْنُسَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْغَمِّ كَمَا نَجَّیْتَهٗ، فَاِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، فَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ٥

(۵۵)

ہر قسم کے درد کے لیے

درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھیں اور پھر اس طرح دعا کریں، یہ بھی سات مرتبہ:۔ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّیْ سُوْءَ مَا اَجِدُ وَفُحْشَهٗ بِدَعْوَةِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدِ الْمُبَارَكِ الْمَكِیْنِ، اَلْاَمِیْنِ عِنْدَكَ۔ (کذا فی فتح المجید)

(۵۶)

قول جمیل کی مذکورہ دعائیں

اب ہم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب "قول جمیل" سے بعض اعمال کا جو ان کے خاندان کے تجربہ کردہ ہیں ذکر کرتے ہیں ان میں سے چند کا اوپر بھی ذکر ہو چکا ہے وہ یہاں مذکور نہیں ہیں۔

(۵۷) بخار کے مریض کیلیے

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ چالیس مرتبہ پانی کے پیالہ پر پڑھ کر بخار والے کے منہ پر چھینٹا مارنے سے صحت ہو جاتی ہے اس کا ذکر شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

(۵۸) دیوانے کتے کا کاٹا

جس کو دیوانہ کتا کاٹے اور اس کو دیوانہ ہو جانے کا ڈر ہو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھے اور مریض کو ہر دن ایک ٹکڑا کھلائے۔ مولانا اسحٰق نے لکھا ہے کہ ایک ٹکڑا گڑ میں لپیٹ کر کھلائے، کتے کے زہر کا اثر دور ہو جائے گا۔ انشاءاللہ

اِنَّهُمْ يَكِيدُوْنَ كَيْدًا ۙ وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا ۚ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۠

(۵۹) برائے مسان

بچوں کی ایک بیماری ہے جس کو اُم الصبیان یا مسان بھی کہتے ہیں اس بیماری کے لیے سورۂ فاتحہ اس ترکیب سے پڑھی جائے۔

سورۂ فاتحہ کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے (م) کو الحمد کے الف سے ملا کر چالیس روز تک ہر روز اکتالیس مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور اگر نہ ہو سکے تو تین بار کا پڑھنا بھی کافی ہے اس کا ذکر مولوی قطب الدین مرحوم نے کیا ہے۔

(۶۰) برائے حفظ اطفال

اس عوذہ کو لکھ کر بچے کے گلے میں باندھ دے اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

حدیثِ مسلم میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حسنؓ و حسینؓ کے لیے یہی استعاذہ فرماتے تھے اور فرماتے کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ، اسمٰعیل و اسحٰق کے لیے بھی اسی طرح استعاذہ کرتے تھے۔ مولانا عبدالعزیزؒ و محمد اسحٰقؒ کا معمول فقط اسی دعا کا لکھنا تھا

(۶۱) حفظِ چیچک

جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو ایک نیلا دھاگا لے کر اور اس پر سورہ رحمٰن پڑھے اور جتنی بار فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ پر پہنچے ایک گرہ لگائے اور اس پر پھونکے، پھر اس تاگہ کو لڑکے کے گلے میں باندھ دے۔ حق تعالیٰ اس کو اس بیماری سے بچا لینگے۔

(۶۲) برائے آسیب زدہ

جس کو آسیب کا خلل ہو اسکے بائیں کان میں یہ آیت سات مرتبہ پڑھے:۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ

نیز یہ عمل بھی مجرب ہے: آسیب زدہ کے کان میں سات بار اذان کہے، پھر سورۂ فاتحہ معوذتین، آیۃ الکرسی اور سورہ والسماء والطارق، اور سورہ حشر کی یہ آیات:۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور پوری سورہ الصافات پڑھے آسیب جل جائیگا۔

(۶۳) ایضاً

آسیب زدہ کے کان میں سورہ مومن کی یہ آیات پڑھیں:۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

(۶۴) ایضاً:۔ پانی پر سورۂ فاتحہ آیت الکرسی اور سورہ جن کی پہلی پانچ آیتیں پڑھیں

اور اس پانی کا چھینٹا منہ پر مارے بیمار ہوش میں آجائیگا، اگر کسی مکان میں جن معلوم ہو تو اسی پانی سے اس مکان کے اطراف میں چھینٹے مارے تو وہ پھر وہاں نہ آئیگا۔

(۶۵) اسقاط جنین

جس عورت کا حمل ساقط ہو جاتا ہو تو اس کے لئے کسم (کڑ کا پھول جس سے شہاب نکلتا ہے اور سرخ — کپڑے رنگے جاتے ہیں) کا رنگا ہوا کپڑا — اس کے قد کے برابر لے اور اس پر نو گرہیں لگائیں اور ہر گرہ پر یہ آیت پڑھے:۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ٥ پھر سورہ قل یاایھا الکافرون پڑھے اور پھونکے:۔

(۶۶) درد زہ

جس عورت کو درد زہ ہو کاغذ کے ایک پرچہ پر یہ آیت لکھیں اور اس کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران پر باندھ دیا جائے، زچگی جلد ہو جائیگی۔

وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ، وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ، مَاهِيَا اَشْرَاهِيَا۔

(۶۷) فرزند نرینہ

جو عورت سوا لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو اس کے حمل پر تین مہینے گذرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے ان آیات کو لکھے:۔

(۱) اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى، وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ، عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ

(۲) يَا زَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا پھر لکھے۔ بحق مریم وعیسیٰ ابنًا صالحًا طویل العمر بحق محمدٍ وآلہٖ۔ پھر یہ تعویذ حاملہ پر باندھ دے۔

(۶۸) ایضاً

ایسی عورت کے پیٹ پر گول لکیر کھینچے اور انگلی پھیرتے ہوئے ستر بار " یامتین " کہے۔ انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔

(۶۹) جس عورت کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے خبر دی کہ جس کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو تو اجوائن اور کالی مرچ لے اور ان پر دوشنبہ کے روز دوپہر کے وقت چالیس بار سورہ والشمس پڑھے ہر بار درود شریف پڑھ کر شروع کرے اور اسی پر ختم کرے۔ اور اس کو یہ عورت ہر روز کھایا کرے۔ حمل کے روز سے لے کر لڑکے کے دودھ چھوڑنے تک۔

(۷۰) برائے مسحور و مایوس العلاج

جس شخص پر جادو کا اثر ہو یا جس بیمار کی بیماری نے اطبا کو عاجز کر دیا ہو اس کے لیے چینی کے سفید برتن پر یہ اسم لکھے پھر اس کو پانی سے دھو کر چالیس دن پلائے۔ یا حیُّ حِینَ لَا حَیَّ فی دیمومة ملکه و بقائه یا حیُّ۔

بعض مشائخ اس پر سورۂ فاتحہ کو زیادہ کرتے ہیں۔

(۷۱) برائے حصول مقصد

اتوار کے دن سے لے کر ہفتہ تک سورہ فاتحہ کو اس طرح پڑھے کہ بسم اللہ کے میم کو الحمد کے لام سے ملا کر سنت فجر کے بعد حسب ذیل تعداد میں پڑھے۔

یکشنبہ ستر بار، دوشنبہ (۶۰) بار سہ شنبہ (۵۰) بار، چہارشنبہ (۴۰) بار پنجشنبہ (۳۰) بار جمعہ (۲۰) بار، شنبہ (۱۰) بار انشاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔

(۷۲) طریق استخارہ

جو شخص چاہے کہ اپنی مصیبت (درد، بیماری وغیرہ) سے نجات پانے کا طریقہ معلوم کرے تو پاک کپڑے پہن کر وضو کرے اور رو بقبلہ ہو کر داہنی کروٹ لیٹے اور

(۱) سورہ والشمس (۲) سورۂ واللیل (۳) سورۂ اخلاص کو سات سات بار پڑھے (دوسری روایت میں سورہ اخلاص کی بجائے سورۂ والتین آیا ہے) پھر یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا (مقصود کا نام لے) وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اَسْتَعْمِلُ عَلٰی اِجَابَةِ دَعْوَتِیْ" یہ طریقہ مجرب علمائے عاملین ہے اگر اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جو چاہتا تھا تو بہتر ورنہ دوسری رات، اسی طرح سات رات انشاء اللہ ساتویں رات تک حال معلوم ہو جائے گا ہماری صحبت والوں نے یہ تحریر کیا ہے (شاہ ولی اللہؒ)

(۷۳) برائے دفع بخار

اس دعا کو مریض کے بازو پر لکھ کر باندھ دیا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِلٰی اُمِّ مُلْدَمٍ الَّتِیْ تَاْکُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَا اُمَّ مُلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ مُؤْمِنَةً بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، وَاِنْ کُنْتِ یَهُوْدِیَّةً فَبِحَقِّ مُوْسَی الْکَلِیْمِ عَلَیْهِ السَّلَامُ، وَاِنْ کُنْتِ نَصْرَانِیَّةً فَبِحَقِّ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ، اَنْ لَّا تَاْکُلِیْ بِفُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ لَحْمًا وَلَا تَشْرَبِیْ لَهٗ دَمًا وَلَا تَهْشِمِیْ لَهٗ عَظْمًا وَتَحَوَّلِیْ عَنْهُ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَرِیْءٌ مِّنْكِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

(ذکر الشرجی)

امِّ ملدم زبان عرب میں بخار کی کنیت ہے۔ بجائے فلاں ابن فلانة کے مریض کا نام اور اس کی ماں کا نام لکھیں۔ ایک عمل بخار کا یہ بھی ہے کہ ہر روز مریض پر بعد نماز عصر تین بار سورہ مجادلہ پڑھیں اور دم کریں۔

(۷۴) خنازیر یا کنٹھ مالا

جس شخص کی گردن میں کنٹھ مالا ہو گیا ہو تو فوراً اس کے لئے مریض کے قد کے برابر ایک تسمہ لیں اور یہ دعا کتالیس مرتبہ پڑھیں اور ہر بار تسمہ میں ایک گرہ دیں اور اس پر پھونکیں:- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ ، اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَۃِ اللّٰہِ وَبُرْھَانِ اللّٰہِ وَسُلْطَانِ اللّٰہِ وَکَنَفِ اللّٰہِ وَجِوَارِ اللّٰہِ وَاَمَانِ اللّٰہِ وَصُنْعِ اللّٰہِ وَکِبْرِیَاءِ اللّٰہِ وَاَنْظُمِ اللّٰہِ وَبَھَاءِ اللّٰہِ وَجَلَالِ اللّٰہِ وَکَمَالِ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔

(۷۵) سرخ باد

جس شخص کے بدن میں سرخ بادہ ہو اس دعا کو سات بار پڑھے اور پڑھتے وقت چھری سے اشارہ کرتا جائے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الْحَلِیْمِ ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ وَسُلْطَانِہٖ ، اَیَّتُھَا الْحُمْرَۃُ جَاءَتْکَ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ وَقَالَ سُلَیْمَانُ اَیَّتُھَا الرِّیحُ اَجِیْبِیْ دَاعِیَ اللّٰہِ وَمَنْ لَّمْ یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَمَا لَہٗ مِنْ مَّلْجَاءٍ وَّمَالَہٗ مِنْ ظَھِیْرٍ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِالثَّنَاءِ الطَّیِّبِ عَلَی اللّٰہِ یَکْفِیْکَ وَاللّٰہُ یَشْفِیْکَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ یُّؤْذِیْکَ وَمِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ تَعْتَدِیْکَ ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ، وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ o

(۷۶) صرع یا مرگی

جس کسی کو یہ مرض لاحق ہو وہ ایک تانبے کی تختی لے کر اتوار کے دن اول ساعت ایک طرف یہ کھدائے : یَا قَھَّارُ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ اِنْتِقَامُہٗ یَا قَھَّارُ اور تختی کی دوسری طرف

یہ کھولئے ۔ یَا مُذِلَّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ بِقَھْرِ عَزِیْزِ سُلْطَانِہٖ یَا مُذِلُّ پھر تحتی گلے میں باندھے

شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ ان سب اعمال کی اجازت مجھے میرے والد نے دی ہے بحمداللہ مجھے ان اعمال کی اجازت میرے مرشد حضرت شاہ محمد حسین صاحبؒ سے حاصل ہوئی ہے۔ واللہ الموفق والمعین ۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہٗ شاہ ولی اللہؒ کے ہمعصر تھے مولوی نعیم اللہ مرحوم خلیفۂ مرزا صاحبؒ نے اپنی کتاب معمولات مظہریہ میں بعض اعمال تحریر فرماتے ہیں ۔ ان کو اب نقل کیا جاتا ہے ۔ یہ سب اعمال بھی مجرب اور قابل اعتماد ہیں ۔

(۷۷) تعویذ برائے ہر مرض و درد

اس تعویذ کو مریض یا دردمند کے گلے میں باندھ لے ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔۔۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ٥

(۷۸) شفائے مریض

اسم مبارک "یا سلام" ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ شفائے مریض کے لئے مجرب ہے ۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے یہ ختم مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہٗ کے لئے پڑھا تھا حق تعالیٰ نے شفا بخشی ۔

(۷۹) دفع خواب پریشاں

اس دعا کو لکھ کر گلے میں باندھ لے ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا یَحْضُرُوْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

(۸۰) آماسِ گلو : جس کا گلا سوج جائے وہ پیر یا جمعہ کے دن اس دعا کو لکھ کر

باندھ لے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ لِیَ اللّٰہُ لِیَ اللّٰہُ ھُوَ یَرۡکَعُ فِی اللَّوۡحِ

(۸۱) دفعِ بواسیر

پیر یا جمعہ کے دن اس دعا کو لکھ کر کمر میں باندھ لے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ یَا رَحِیۡمُ کُلِّ صَرِیۡخٍ وَمَکۡرُوۡبٍ یَا رَحِیۡمُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

(۸۲) انشراحِ خاطر و دفعِ بلا

بلاؤں کے دور کرنے کا طریقہ ذکرِ الٰہی ہے یہ مختلف طور پر کیا جاتا ہے۔

(۱) اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائی جائے (۲) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سیدھی جانب منہ پھیرتے ہوئے لَآ اِلٰہَ وبائیں جانب اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لگائی جائے۔

(۳) اَلۡحَیُّ کی ضرب داہنی جانب اور اَلۡقَیُّوۡمُ کی ضرب بائیں طرف لگائی جائے۔

(۴) مریض "یا شافی" کا ذکر دو ضرب یا تین ضرب یا چار ضرب کے ساتھ کرے۔

(۸۳) سلبِ مرض کا طریقہ

شاہ عبدالعزیز دہلوی نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو یا کوئی گناہ میں مبتلا ہو تو ایک صاحبِ نسبت شخص وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی طرف بخشوع دل متوجہ ہو اور زبان سے کہے: اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ اور مناجات و تضرع کے درمیان عرض کرے کہ مریض سے بیماری یا ابتلائے معصیت دور ہو جائے۔

مرزا مظہر جان جاناںؒ نے سلبِ امراض کا یہ طریقہ بیان فرمایا ہے۔

مریض کو اپنے سامنے بٹھالے اور تصور کرے کہ جو سانس اندر جاتی ہے وہ بیمار کے مرض کو اس کے جسم سے اندر کھینچ رہی ہے اور جو سانس باہر جاتی ہے وہ اس مرض کو زمین پر دے مار رہی ہے (اس سے سلبِ مرض کرنے والا متاذی نہ ہوگا) اس طرح سے پانچ سو مرتبہ سلبِ مرض کرے۔

(۸۴)

بعض اعمال مذکورہ حیاۃ الحیوان الکبریٰ: اب ہم دمیری کی کتاب حیاۃ الحیوان سے

چند اعمال نقل کرتے ہیں۔

(۸۴) اسمِ اعظم

ایک شخص نے حضرت ابراہیم ادہمؒ کے کسی رفیق موحد سے پوچھا کہ اسم اعظم کیا ہے مجھے سکھلا دیجئے کہ میں اس کے وسیلے سے دعا کیا کروں اور میری دعا قبول ہو آپ نے فرمایا کہ ان کلمات کو صبح و شام پڑھا کر، ان سے سائل کو خدا اس کا مطلوب عطا کرتا ہے اور خائف کو امن نصیب ہوتا ہے۔

یَا مَنْ لَهُ وَجْهٌ لَا يَبْلٰى، وَنُورٌ لَا يُطْفٰى وَاسْمٌ لَا يُنْسٰى وَبَابٌ لَا يُغْلَقُ وَسِتْرٌ لَا يُهْتَكُ وَمُلْكٌ لَا يَفْنٰى أَسْئَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِيْ وَتُعْطِيَنِيْ مَسْئَلَتِيْ

اور بعض علما نے لکھا ہے کہ اسم اعظم دعائے یونس علیہ السلام ہے اور یہ کلمات ہیں:- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ (انتہی)

یہ کلمات حدیث بریدہ میں رفعاً مذکور ہیں ان کو اہل سنن اربع نے روایت کیا ہے، مگر احد سے تا کفوا احد ذکر کیا گیا ہے۔

اسم اعظم کے بارے میں چالیس قول آئے ہیں از روے سند تمام میں راجح تر حدیث یہی ہے۔ (قالہ الحافظ ابن حجر مکیؒ)

امام نوویؒ سے پوچھا گیا کہ اسم اعظم کیا ہے اور کس سورت میں ہے آپ نے بتایا کہ اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ابن ماجہ وغیرہ میں ابو امامہ سے رفعاً روایت ہے کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہیں۔ سورہ بقر۔ سورۂ آل عمران وطٰہٰ۔

بعض آئمہ متقدمین کہتے ہیں کہ اسم اعظم لفظ الحیّ القیوم ہے کیونکہ یہ سورہ بقر

میں آیۃ الکرسی میں آیا ہے۔ اور ابتدائے آل عمران میں اور سورہ طٰہٰ کی اس آیت میں وَعَنَتِ الوجوہ للحیّ القیوم دمیری نے کہا کہ یہ صحیح استنباط ہے۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابن القیمؒ نے بھی اپنی کتاب "ھدیٰ نبوی" میں اسی کو اسم اعظم کہا ہے، امام غزالیؒ یاحی یاقیوم کو روزانہ ہزار بار پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔

مریض کو اس اسم اعظم کے توسل سے شفا کی دعا کرنی ضروری ہے۔

اسم اعظم کے بارے میں جو چالیس اقوال آئے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) اسم اعظم اللہ ہے۔

(۲) اللہ الرحمٰن ہے۔ (۳) عبرانی میں اھیا عشر اھیا ہے جو یاحی قیوم کے مرادف ہے۔ (۴) یہ یاذالجلال والاکرام ہے (۵) یہ یا الٰھنا واِلٰہُ کل شیٔ الٰھاً واحداً لا الٰہ الا انتَ ہے۔ (۲ سے ۵ تک کا ذکر طبرسی نے مجمع البیان میں کیا ہے (۶) یہ بدیع السمٰوات والارض یاذالجلالِ والاکرام ہے (۷) یہ اس آیت میں ہے۔ والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھوالرحمٰنُ الرحیم (۸) حضرت جعفر الصادق نے فرمایا یہ ربنا ہے (۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ یہ سورۂ حدید کی ابتدائی آیات جو "وھو علیمٌ بذات الصدور" پر ختم ہوتی ہے اور آیات آخر سورہ حشر: لو انزلنا ھٰذا القرآن سے ختم سورۃ تک میں ہے ان آیات کی تلاوت کر کے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا کرنی چاہیے۔

یامن ھوھکذا اسئلک بحق ھٰذہ الاسماء ان تصلی علی محمد و آل محمد پھر اپنا مقصود حضورِ حق میں پیش کیا جائے دعا قبول ہوگی (۱۰) یہ ارحم الراحمین ہے۔ (۱۱) یہ خیر الوارثین ہے (۱۲) یہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل ہے (۱۳) یہ یا وھّاب ہے (۱۴) یاغفّار ہے (۱۵) یہ سمیع الدعا ہے (۱۶) یہ السمیع العلیم ہے (۱۷) یہ لا الٰہ الا ھو ہے (۱۸) یا اس دعا میں ہے اللّٰھم انی اسئلک باسمک العظیم و رضوانک الاکبر (۱۹) یہ یاھو یاھو یامن لا یعلم ماھو الا ھو۔

زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو کتاب مفتاح الکفعمی لشیخ تقی الدین ابراہیم الکفعمی ص۳ وغیرہ

(۸۵) برائے صدق ورزق وسلامتی وغیرہ

دمیری نے لکھا ہے کہ جو شخص چاہے کہ

(۱) صدق فی القول کی عادت پڑے تو وہ سورہ انا انزلنا پر مداومت کرے۔

(۲) اگر چاہے کہ رزق بارش کی طرح برسے تو قل اعوذ برب الفلق پر مداومت رکھے۔

(۳) اگر لوگوں کے شر سے محفوظ رہنا چاہے تو سورہ ناس ہمیشہ پڑھا کرے۔

(۴) اگر طلب خیر ورزق وبرکت کا خواہاں ہو تو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الۡمَلِكُ الۡحَقُّ الۡمُبِيۡنُ، هُوَ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ، اور سورہ یٰسین اور سورہ واقعہ پڑھا کرے رزق بارش کی طرح برسے گا۔

(۵) اگر چاہے کہ حق تعالیٰ ہر غم سے نجات ہر ضیق سے آزادی اور رزق بے گماں عطا فرمائیں تو استغفار کو لازم قرار دے لے۔

(۶) اور اگر چاہے کہ خوف وفزع سے امن میں رہے تو یوں کہے:

اَعُوۡذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنۡ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنۡ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنۡ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيۡنِ وَاَنۡ يَّحۡضُرُوۡنَ ۝

(۸۶) درد سر

امام شافعی کہتے ہیں کہ بنی امیہ کے کسی فرد کا ایک چاندی کا صندوق ملا جو مقفل تھا اور اس کے اوپر لکھا تھا: شِفَاءٌ مِّنۡ كُلِّ دَاءٍ یعنی ہر مرض سے شفا اس کو طول کر دیکھا گیا تو یہ کلمات لکھے ہوئے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، اُسۡكُنۡ اَيُّهَا الۡوَجَعُ سَكَّنۡتُكَ بِالَّذِىۡ يُمۡسِكُ السَّمَآءَ اَنۡ تَقَعَ عَلَى الۡاَرۡضِ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِىِّ الۡعَظِيۡمِ، اُسۡكُنۡ اَيُّهَا الۡوَجَعُ سَكَّنۡتُكَ بِالَّذِىۡ يُمۡسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَكَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا

عَفُوۡرٌ ۝

امام شافعی فرماتے ہیں :- فما احتجت الی طبیب قط باذن اللّٰہ تعالیٰ فانہ ھو الشافی
ان کلمات کو پاکر پھر میں کسی طبیب کا محتاج نہیں ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیونکہ وہی شافی مطلق ہے ۔ امام کے اس عمل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ان کلمات کی اجازت کا انتظار نہ کیا محض 'وجادت' (پانے) کو کافی سمجھا پایا اور استعمال کیا اور مستفید ہوئے

(۸۷) دردِ سر

ایک سفید کاغذ پر یہ حروف لکھ کر درد کی جگہ چپکا دے دردِ سر دُور ہو جائے گا دُمیری کہتے ہیں کہ یہ صحیح اور مجرّب ہے ۔ (د ہ ہ م ل ہ)

(۸۸) ایضاً

مندرجہ ذیل حروف کو ایک لکڑی یا صاف جگہ لکھے اور لوہے کی کیل (میخ) سے حرف اوّل کو آہستہ دبائے اور یہ آیت پڑھے :- اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا، وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

اگر درد کم نہ ہو تو کیل کو خوب زور سے دبائے، اس پر بھی نہ جائے تو دوسرے کی طرف نقل کرلے اور یہی عمل کرے کسی نہ کسی حرف پر درد میں ضرور سکون ہو جائے گا۔ حروف یہ ہیں :- (ا ح ا ک ح ع ح ا م ح)

دُمیری کہتے ہیں کہ اس کا انہیں بار بار تجربہ ہوا۔

(۸۹) حفظ از آفات دارین

کتاب 'قوت القلوب' میں لکھا ہے کہ اس غرض کے لئے مسبعات عشر کو قبل طلوع و قبل غروب آفتاب سات سات مرتبہ پڑھنا نہایت مفید ہے مسبعات عشر یہ ہیں

(۱) سورہ فاتحہ (۲) سورہ ناس (۳) سورہ فلق (۴) سورہ اخلاص (۵) سورہ کافرون (۶) آیۃ الکرسی (۷) کلمہ تمجید (۸) یہ درود :- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَحَبِیْبِکَ وَنَبِیِّکَ

وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(۹) یہ دعاء اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

(۱۰) اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ، اِنَّکَ غَفُوْرٌ جَوَّادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَّؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

سید جلال الدینؒ بخاری فرماتے ہیں کہ اگر فرصت نہ ہو تو بجائے مسبعات عشر کے اس دعا کو ہر روز ایک بار مع بسملہ کے پڑھ لیا کریں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ، عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَّاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا، اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ٥

بعض اعمال شیخ احمد الدیربی کی کتاب "فتح الملک المجید" سے

(۹۰) زندگی اولاد

جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو وہ بسم اللہ الخ کو ایک سو ساٹھ بار لکھ کر اپنے پاس رکھے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اولاد زندہ رہے گی۔ دیربی کہتے ہیں کہ اس کا تجربہ کیا گیا اور صحیح پایا گیا۔ واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

(۹۱) حسن حال

عشرہ محرم کو سورہ فاتحہ تین سو ساٹھ بار مع بسملہ پڑھے پھر یہ دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ یَا مُحَوِّلَ الْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالِیْ اِلٰی اَحْسَنِ الْاَحْوَالِ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ یَا عَزِیْزُ یَا مُتَعَالُ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔ یہ شخص اس سال ہر مکروہ سے محفوظ رہے گا

(۹۲) محبّت

بعض دفعہ بیماری کسی محبوب کی بے پروائی سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ دیربی نے اس کا ایک عمل لکھا ہے، ہم اس کو نقل کر رہے ہیں۔ بسملہ کو (۷۸۶) مرتبہ پڑھ کر پانی کے ایک پیالہ پر دم کرے اور اس کو پلاوے جس کی محبت مطلوب ہے پینے والے کو شدید محبت ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔

(۹۳) جلب خیر و دفع ہر شر

چند روز تک مسلسل بسم اللہ کا (۷۸۶) مرتبہ پڑھنا نفع بخش ہے

(۷۸۶) امن مکان

سورہ فیل کو کچی مٹی کے قدیم برتن میں لکھ کر مکان وغیرہ میں دفن کر دے جب تک یہ برتن اس میں ہوگا وہ جگہ محفوظ و مامون ہوگی۔ یہ مشہور و مجرب عمل ہے۔

(۹۴) دفع دشمن

نماز فجر (سنت میں) پہلی رکعت میں الم نشرح اور دوسری رکعت میں سورہ فیل پڑھا کریں دشمن کا منہ اس کی طرف سے پھر جائیگا۔ اور اس کو کوئی راستہ نہ ملے گا۔ سنوسیؒ نے کہا ہے کہ

"مَنْ لَازَمَ ذٰلِكَ لَا یَصِلُ اِلَیْهِ یَدُ عَدُوٍّ" یعنی جو شخص اس کا التزام کرے اس پر دشمن کا دسترس نہ ہو سکے گا، امام غزالی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح اور مجرب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

(۹۵) سورۃ انعام

سنوسیؒ نے کہا ہے کہ سورہ انعام جوڑوں کے درد (وجع مفاصل) اور تمام دوسرے امراض کے لیئے لکھ کر پی لے اور بدن پر ملے۔

(۹۶) کفایت ہم

دنیا و آخرت کے تمام مہمات کی کفایت کے لئے ہر دن سات مرتبہ نماز فجر و مغرب کے بعد یہ آیت پڑھا کرے۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ہ

سنوسیؒ نے اسکا ذکر مجربات میں کیا ہے۔ حدیث صحیح میں بھی اس کا ذکر آیا ہے، بے شبہ یہ مجرب ہے اس کا ذکر اوپر بھی آیا ہے۔

(۹۷) خوف و فزع، غم و حزن کے دفع کرنے

بسملہ کے بعد درود لکھ کر سورۂ آل عمران کی پہلی آیت ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ اَمَنَۃً نُّعَاسًا الیٰ قولہ الصدور، اور سورۂ فتح کی پہلی آیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تا آخر سورہ لکھ کر اپنے پاس رکھے، تمام احوال میں برکت ہوگی۔ دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوگا اور تمام غم و رنج و فکر دور ہونگے، یہ تمام باطنی امراض اور جسم کے درد کو نافع ہے۔ ہر دو آیات میں سارے حروف معجم جمع ہیں، ان آیات کی روزانہ تلاوت بھی یہی اثر رکھتی ہے۔ اس کا بارہا تجربہ ہوا ہے سنوسیؒ نے اس کو مجرب صحیح لکھا ہے۔

(۹۸) التباس امر

امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر امر ملتبس ہو اور اسکا انجام معلوم نہ ہو اور کوئی اسکے جاننے کا مشتاق ہو تو وہ عشا کی نماز پڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کرے اور سیدھے پہلو لیٹ کر سورہ واللیل والضحٰی اور الم نشرح سات سات بار پڑھ کر یوں دعا کرے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا (سات بار) انشاء اللہ پہلی رات یا دوسری یا تیسری رات خواب میں کوئی ہاتف اس کو باخبر کردے گا۔

(۹۹) برائے تپ

ان آیاتِ تخفیف کو لکھ کر باندھے جلد اچھا ہو جائیگا۔ پہلے بسملہ الخ اور آخر میں تین مرتبہ درود لکھے۔ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ

اَلْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَاَنَّ فِيْكُمْ ضُعْفًا ۝

ان پر مندرجہ ذیل آیات کا اضافہ کردیں تو اور بھی اچھا ہے۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

مجربات امام شیخ محمد یوسف سنوسی حسنیؒ

(۱۰۰) گم شدہ کی یافت

اگر کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو، یا وہ کسی خاص جگہ جانا چاہتا یا اپنے کسی دوست یا عزیز سے ملنا چاہتا ہو جو اس سے دور ہو، یا جو علم کے بعض فنون اپنی ذات میں جمع کرنا چاہتا ہو اور تمام مقامات و احوال شریفہ کا تمکن چاہتا ہو تو صدق نیت سے یوں دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ كَذَا وَكَذَا (مطلوب کا نام لے) مریض شفائے مطلوب گم شدہ کے حصول کی نیت سے دعا کرے

(۱۰۱) عرق النسا

اس موذی مرض کے دور کرنے کیلئے ایک بکرے کے سرین (چوتڑ۔ پٹھ) لے کر آبجوش تیار کرے اور اس کے تین حصے کرے، ہر دن نہار منہ ایک حصہ پی لے۔ سنوسیؒ کہتے ہیں کہ مجرب صحیح ہے۔ چالیس سے زائد بیماریوں کو اس سے شفا ہوئی ہے یہ علاج ایک حدیث مرفوع میں بھی آیا ہے۔

(۱۰۲) قضائے حاجت

ابو عبد اللہ مغربیؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا کہ میری ایک حاجت ہے کہ میں کس چیز سے توسّل کروں؟ فرمایا: جس کو کوئی حاجت ہو سجدہ میں جا کر شہادت سبابہ (شہادت کی انگلی) سے دعائے یونسؑ کہے اسکی دعا قبول ہوگی (رواہ العافقی عن ابی اسحاق بن شیبان)

حدیث میں بھی آیا ہے "من دعا بدعوۃ یونسؑ استجیب لہ" اسکا ذکر اس رسالہ میں اوپر گزر چکا ہے۔

(۱۰۳) تفریحِ کربت

جو شخص کسی غم یا فکر یا بلاء و مصیبت یا تنگیِ معاش میں مبتلا ہو وہ ان کلمات کو لکھ کر آب رواں میں ڈال دے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ الْفَقِیْرِ اِلَی الْمَوْلَی الْجَلِیْلِ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ بِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِکْشِفْ ضُرِّیْ وَھَمِّیْ وَفَرِّجْ عَنِّیْ غَمِّیْ۔ یہ مجرب فوائد ہیں۔ ایک روایت میں ان کلمات کا کہنا مذکور ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَوْفَ الْعٰلَمِیْنَ بِکَ وَعِلْمَ الْخَائِفِیْنَ مِنْکَ وَیَقِیْنَ الْمُتَوَکِّلِیْنَ عَلَیْکَ

ان کے کہنے سے غم دور ہوتا ہے آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے اور خوشی و فرح حاصل ہوتی ہے۔ سنوسیؒ نے کہا ہے کہ یہ سب مجرب ہیں۔

(۱۰۴) آیاتِ شفا

آیات شفا جنکا ذکر اوپر بھی کیا گیا ہے یہ ہیں۔

وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ۔ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ۔ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ، وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ۝

سنوسیؒ کہتے ہیں کہ ایک مریض نے ان آیات کو چند روز لکھ کر، دھو کر پیا، اس کو شفا ہو گئی۔ چند دن تدہین کی۔ شفا پائی اور مرض کا کوئی اثر نہ رہا۔ صالحین میں سے کسی کا لڑکا بخار میں مبتلا ہوا اور اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے۔ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اپنے لڑکے کے مرض کی شکایت کی آپ نے آیات شفا کی طرف اسکی توجہ مبذول فرمائی اس نے ایک برتن پر ان کو لکھا اور اپنے بیمار لڑکے کو دھو کر پلایا اس کو صحت ہو گئی۔

لڑکے بیماری کی یہ شکایت قشیریؒ سے ماثور ہے۔ یہ مجرب ہے۔

(۱۰۵) زیادتی عمر، وسعت رزق، دشمن پر غلبہ وغیرہ

صبح وشام تین بار یہ کلمات کہا کرے :-

سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْءَ الْمِیْزَانِ، وَمُبْلَغَ الْعِلْمِ وَمُنْتَھَی الرِّضَاءِ وَزِنَۃَ الْعَرْشِ

اب ہم اس رسالہ کو یہاں ختم کرتے ہیں : ختم اللّٰہُ لَنَا بِالْحُسْنیٰ۔

اس سلسلہ میں اتنی بات کہہ دینی ضروری ہے کہ اس رسالہ کے حصہ دوم میں جو آیات وادعیہ واعمال درج کیے گئے ہیں جو کتاب اللہ کی آیات واحادیث مطہرہ پر مبنی ہیں ان کے استعمال میں اجازت کی ضرورت نہیں، اللہ اور اس کے رسول کا کلام جس مقصد کے حصول کے لیے عمل میں آئیگا، رعایتِ آداب اور حسن اعتقاد کے ساتھ اس کا اثر یقیناً ظاہر ہو کر رہے گا۔ تمسک بالقرآن کی اجازت تو خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ، لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔ (رواہ مالک فی الموطا مرسلاً)

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت، جب تک تم ان پر عمل کروگے گمراہ نہ ہوگے۔

یہی حدیث استعمال سنن پر دلیل ہے بلکہ جتنی حدیثیں الاعتصام بالکتاب والسنۃ پر آئی ہیں وہ سب اس اجازت پر دلیل ہیں۔ اس لئے قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے لئے کسی اجازت کی احتیاج نہیں۔ حدیث کا صحیح ہونا کافی ہے۔ اور ہمیں یہ بھی حکم ہوا ہے کہ جو بات ہم کو آنحضرتؐ سے پہنچے ہم اس کو دوسروں تک پہنچادیں، بلا کم وبیش چنانچہ حدیث ابن عمرؓ میں مذکور ہے۔

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً (رواہ البخاری)

والحمد علی ذلک وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین ۝